كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ — متفق علیہ

اسلام میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تصور

امام مہدیؒ سے متعلق اہلسنّت والجماعت کا عقیدہ، نام و نسب، سیرت و حلیہ، علامات ظہورِ مہدیؒ، صحیحین میں امام مہدیؒ سے متعلق احادیث، واقعاتی تناظر میں، منکرین و مدعیانِ مہدویت اکابر علماء کی آراء و فتاویٰ

از افادات
حضرت مولانا پروفیسر محمد یوسف خان صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

مؤلف
مولانا حافظ محمد ظفر اقبال
فاضل جامعہ اشرفیہ

اِسلام میں
امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تصوّر

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ متفق علیہ

اسلام میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تصور

امام مہدیؓ سے متعلق اہلسنت والجماعت کا عقیدہ، نام و نسب، سیرت و حلیہ، علامات ظہور مہدیؓ، صحیحین میں امام مہدیؓ سے متعلق احادیث، واقعاتی تناظر میں، منکرین و مدعیان مہدویت اکابر علماء کی آراء و فتاویٰ

افادات
حضرت مولانا پروفیسر محمد یوسف خان صاحب مدظلہ
استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

مؤلف
مولانا حافظ محمد ظفر اقبال
فاضل جامعہ اشرفیہ

بیت العلوم
ہیڈ آفس: ۲۰۔ نابھہ روڈ چوک پرانی انار کلی۔ لاہور فون: 7352483
برانچ: دکان نمبر ۱۴ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ ۴۰ اردو بازار لاہور فون: 7235996
www.baitululoom.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب

اسلام میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تصور

مؤلف

مولانا حافظ محمد ظفر اقبال

فاضل جامعہ اشرفیہ

افادات

حضرت مولانا پروفیسر محمد یوسف خان صاحب مدظلہ

استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

باہتمام

مولانا محمد ناظم اشرف

ناشر

بیت العلوم

ہیڈ آفس ۲۰- نابھہ روڈ چوک پرانی انارکلی لاہور فون 7352483

برانچ دکان نمبر ۱۳ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ ۴۰ اردو بازار لاہور فون 7235096

www baituluioom com

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۱۵	تقریظ (حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب)	۱
۱۶	کلماتِ بابرکات (حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب)	۲
۱۷	تقریظ (حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب)	۳
۱۸	پیش لفظ (حضرت مولانا محمد کفیل خان صاحب)	۴
۲۱	عرض مؤلف	۵
۲۴	مقدمۂ کتاب (حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب)	۶
	باب اول ﴿عقیدۂ ظہور مہدیؓ﴾	
۳۰	وہ آیات جن میں امام مہدیؓ کی طرف اشارہ ہے	۷
۳۳	ظہور مہدیؓ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ	۸
۳۵	ظہور مہدیؓ کی قطعیت	۹
۳۶	امام مہدی کے لیے ''رضی اللہ عنہ'' کا خطاب	۱۰
۳۶	حضرت مہدیؓ کے لیے ''امام'' کا خطاب	۱۱
۳۷	حضرت امام مہدیؓ کے بارے میں اہل حق کا فتویٰ	۱۲
۳۸	امام مہدیؓ سے متعلق روایات کے راوی صحابۂ کرامؓ	۱۳
۴۳	علماء کرام کی احادیث مہدی کی بابت آراء	۱۴
۴۷	وہ کتابیں جن میں ضمناً امام مہدیؓ کا تذکرہ ہے	۱۵
۴۸	امام مہدیؓ کے بارے میں مستقل تصانیف	۱۶

۱۷	امام مہدیؒ افضل یا شیخین؟	۵۱
۱۸	علامہ سیوطیؒ کا جواب	۵۲
۱۹	علامہ ابن حجر ہیتمی مکیؒ کا جواب	۵۳
۲۰	علامہ سید محمد برزنجیؒ کا جواب	۵۴
	باب دوم حضرت امام مہدیؒ کا نام ونسب	
۲۱	حضرت امام مہدیؒ کا نام	۵۹
۲۲	حضرت امام مہدیؒ کا نسب	۶۳
۲۳	لفظ ''عترت'' کی تحقیق	۶۵
۲۴	حضرت امام مہدیؒ حسنی ہوں گے یا حسینی؟	۶۷
۲۵	ایک عجیب نکتہ	۷۰
۲۶	کیا حضرت امام مہدیؒ، حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے؟	۷۱
۲۷	حضرت امام مہدیؒ کا لقب اور کنیت	۷۳
۲۸	حضرت امام مہدیؒ کی جائے پیدائش	۷۶
۲۹	حضرت امام مہدیؒ کی سیرت	۷۷
۳۰	امام مہدیؒ کی قیادت	۷۷
۳۱	امام مہدیؒ کا زمانہ	۷۸
۳۲	امام مہدیؒ کی سخاوت	۷۹
۳۳	حضرت امام مہدیؒ کی سیرت واخلاق کریمانہ کا اجمالی نقشہ	۸۱
۳۴	حضرت امام مہدیؒ کا حلیۂ مبارک	۸۳
۳۵	حضرت امام مہدیؒ کی خلافت، علی منہاج النبوۃ ہوگی	۸۶

۳۶	تنبیہ	۸۷
	باب سوم **﴿ظہور مہدیؓ کی علامات﴾**	
۳۷	علامت نمبر ۱	۹۱
۳۸	علامت نمبر ۲	۹۲
۳۹	علامت نمبر ۳_۴	۹۳
۴۰	علامت نمبر ۵ مع فائدہ	۹۴
۴۱	علامت نمبر ۶	۹۵
۴۲	علامت نمبر ۷	۹۶
۴۳	علامت نمبر ۸	۹۷
۴۴	علامت نمبر ۹-۱۱	۹۸
۴۵	علامت نمبر ۱۲-۱۴	۹۹
۴۶	علامت نمبر ۱۵-۱۶	۱۰۰
۴۷	علامت نمبر ۱۷-۱۸	۱۰۱
۴۸	علامت نمبر ۱۹	۱۰۲
۴۹	علامت نمبر ۲۰_۲۳	۱۰۵
۵۰	علامت نمبر ۲۴ تا ۲۷	۱۰۶
۵۱	فائدہ	۱۰۶
۵۲	علامت نمبر ۲۸	۱۰۷
۵۳	علامت نمبر ۲۹	۱۰۸
۵۴	علامت نمبر ۳۰	۱۰۹

باب چہارم
﴿ظہور مہدیؓ سے قبل کے واقعات﴾

۵۵	خروج سفیانی	۱۱۳
۵۶	سفیانی کا نام	۱۱۴
۵۷	سفیانی کی حکومت اور مدت حکومت	۱۱۴
۵۸	فتنۂ سفیانی کی سختی	۱۱۶
۵۹	خروج سفیانی کی کیفیت	۱۱۷
۶۰	تنبیہ (لزوم استحقاقی، لزوم تفصلی)	۱۱۹
۶۱	سفیانی کا جھنڈا	۱۲۰
۶۲	خروج سفیانی کا اجمالی نقشہ	۱۲۱
۶۳	فائدہ	۱۲۲

باب پنجم
﴿ظہور مہدیؓ ترتیب زمانی کے ساتھ واقعات کے تناظر میں﴾

۶۴	دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ برآمد ہوگا	۱۲۷
۶۵	سفیانی کی ابقع اور اصہب وغیرہ سے جنگ	۱۲۸
۶۶	سفیانی کی ترک اور روم سے جنگ	۱۲۹
۶۷	سفیانی کا فساد برپا کرنا	۱۲۹
۶۸	امام مہدیؓ کا مکہ میں روپوش ہونا	۱۳۰
۶۹	گورنر مکہ کا دھوکہ دینا	۱۳۰

۷۰	حج کی ادائیگی کا امیر کے بغیر ہونا	۱۳۱
۷۱	سات بڑے بڑے علماء کا امام مہدیؒ کو تلاش کرنا	۱۳۱
۷۲	فائدہ	۱۳۱
۷۳	امام مہدیؒ کا حجر اسود کے پاس ملنا	۱۳۲
۷۴	فائدہ	۱۳۳
۷۵	امام مہدیؒ کا بیعت لینا	۱۳۳
۷۶	امام مہدیؒ کا پہلا خطبہ	۱۳۳
۷۷	امام مہدیؒ کے اعوان وانصار	۱۳۴
۷۸	ابدال، عصائب اور نجباء سے کون لوگ مراد ہیں؟	۱۳۵
۷۹	مقام بیداء میں لشکر سفیانی کا دھنسنا	۱۳۸
۸۰	اہل خراسان پر کیا بیتی؟	۱۳۸
۸۱	خراسان سے سیاہ جھنڈوں کے ساتھ روانگی	۱۳۹
۸۲	سفیانی کے ساتھ جنگیں	۱۴۰
۸۳	کلمۂ حق کہنے کی سزا	۱۴۰
۸۴	امام مہدیؒ کی کرامت	۱۴۱
۸۵	سفیانی کا بیعت کرنا	۱۴۱
۸۶	عہد شکنی	۱۴۲
۸۷	سفیانی کا قتل	۱۴۳
۸۸	مال غنیمت کی تقسیم	۱۴۳
۸۹	استحکام اسلام	۱۴۴
۹۰	فائدہ	۱۴۴
۹۱	جنگ عظیم	۱۴۴

۹۲	۹۶۰۰۰۰ فوج کا روانہ ہونا	۱۴۵
۹۳	رومیوں کا مطالبہ اور لشکر اسلام کے تین حصے	۱۴۶
۹۴	شام پر رومیوں کا قبضہ	۱۴۶
۹۵	رومیوں کی شکست	۱۴۸
۹۶	باقی ماندہ لشکر کے تین حصے	۱۴۹
۹۷	جبریلؑ ومیکائیلؑ کا فرشتوں کی فوج لے کر اترنا	۱۵۰
۹۸	رومیوں کی دھوکہ دہی	۱۵۰
۹۹	خلیج کا محاصرہ	۱۵۱
۱۰۰	خروج دجال	۱۵۲
۱۰۱	جنگ خلیج کی تفصیل ایک دوسری روایت سے	۱۵۲
۱۰۲	بیت المقدس کا خزانہ	۱۵۳
۱۰۳	نعرۂ تکبیر سے شہر فتح ہو جائے گا	۱۵۶
۱۰۴	پوری دنیا کی حکمرانی	۱۵۷
۱۰۵	جنگ خلیج کے بعد کیا ہوگا؟	۱۵۷
۱۰۶	حضرت امام مہدیؓ کی وفات اوران کی مدت حکومت	۱۶۱
۱۰۷	ظہور کے وقت امام مہدیؓ کی عمر	۱۶۲
۱۰۸	امام مہدیؓ کا انتقال طبعی ہوگا	۱۶۴
	باب ششم احادیث وآثار متعلقہ بالامام المہدیؓ	
۱۰۹	صحیحین کی وہ روایات جو امام مہدیؓ سے متعلق ہیں	۱۶۷
۱۱۰	روایت نمبر:۱	۱۶۷

۱۱۱	روایت نمبر:۲	۱۷۱
۱۱۲	روایت نمبر:۳	۱۷۲
۱۱۳	روایت نمبر:۴	۱۷۳
۱۱۴	فائدہ	۱۷۵
۱۱۵	روایت نمبر:۵	۱۷۶
۱۱۶	فائدہ	۱۷۷
۱۱۷	تنبیہ	۱۷۷
۱۱۸	روایت نمبر:۶	۱۷۷
۱۱۹	فائدہ	۱۷۹
۱۲۰	روایت نمبر:۷	۱۸۱
۱۲۱	فائدہ	۱۸۱
۱۲۲	روایت نمبر:۸	۱۸۲
۱۲۳	فائدہ	۱۸۳
۱۲۴	روایاتِ صحابہ دربارۂ امام مہدی علیہ الرضوان	۱۸۵
۱۲۵	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۸۵
۱۲۶	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۸۶
۱۲۷	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۸۶
۱۲۸	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۸۷
۱۲۹	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۸۸
۱۳۰	حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۸۸
۱۳۱	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۸۹
۱۳۲	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۹۰

۱۳۳	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت	۱۹۰
۱۳۴	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۲
۱۳۵	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت	۱۹۲
۱۳۶	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۳
۱۳۷	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۳
۱۳۸	حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۳
۱۳۹	حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۴
۱۴۰	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۴
۱۴۱	حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت	۱۹۵
۱۴۲	حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۵
۱۴۳	حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۶
۱۴۴	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت	۱۹۷
۱۴۵	حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی روایت	۱۹۸
۱۴۶	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی روایت	۱۹۸
۱۴۷	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت	۱۹۹
۱۴۸	حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۰۰
۱۴۹	حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۰۰
۱۵۰	حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۰۱
۱۵۱	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۰۲
۱۵۲	حضرت عمرو بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۰۲
۱۵۳	حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۰۳
۱۵۴	حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۰۳

۱۵۵	حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی روایت	۲۰۴
۱۵۶	حضرت قرۃ المزنی رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۰۴
۱۵۷	حضرت قیس بن جابر رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۰۵
۱۵۸	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۰۶
۱۵۹	حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۰۶
۱۶۰	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۰۷
۱۶۱	حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ کی روایت	۲۰۸
	باب ہفتم منکرین و مدعیان مہدویت	
۱۶۲	منکرین و مدعیان مہدویت	۲۱۱
۱۶۳	منکرین ظہور مہدی	۲۱۱
۱۶۴	تنبیہ	۲۱۳
۱۶۵	مدعیان مہدویت	۲۱۳
۱۶۶	امام مہدیؓ کے بارے میں علامہ ابن خلدون کے نظریات کی تحقیق	۲۱۸
۱۶۷	مولانا سید محمد بدر عالم مہاجر مدنی رحمہ اللہ کی تحریر	۲۱۹
۱۶۸	ایک ضروری وضاحت	۲۲۰
۱۶۹	تلخیص مؤخرۃ الظنون عن ابن خلدون	۲۲۱
۱۷۰	امر اول	۲۲۱
۱۷۱	روایات مہدی صحیحین میں مروی نہیں؟	۲۲۲
۱۷۲	ظہور مہدی پر اجماع سلف صالحین	۲۲۳
۱۷۳	کیا بخاری ومسلم میں تمام روایات کا ہونا ضروری ہے؟	۲۲۴

۱۷۴	شیخ یوسف بن عبداللہ کا جواب	۲۲۵
۱۷۵	علامہ ابن کثیرؒ کی تحقیق	۲۲۵
۱۷۶	مرتب کتاب البرہان شیخ جاسم کی وضاحت	۲۲۶
۱۷۷	امر دوم	۲۲۷
۱۷۸	امر سوم	۲۲۸
۱۷۹	کیا ہر جرح مقدم ہوتی ہے؟	۲۲۹
۱۸۰	امر چہارم	۲۳۰
۱۸۱	امر پنجم و ششم	۲۳۰
۱۸۲	جرح مبہم پر تعدیل مقدم ہوتی ہے	۲۳۲
۱۸۳	علامہ ابن خلدون کا احادیث مہدی پر تبصرہ	۲۳۴
۱۸۴	مبہم، تفسیر کے وقت مفسر پر محمول ہوتا ہے	۲۳۵
۱۸۵	امر ہفتم	۲۳۶
۱۸۶	حدیث "لامھدی الاعیسی ابن مریم" کی توجیہات	۲۳۸
۱۸۷	فائدہ	۲۳۷
۱۸۸	شیخ یوسف بن عبداللہ کی تحقیق وتنقید	۲۳۹
۱۸۹	مرتب کتاب البرہان کی تنقید	۲۴۱
۱۹۰	شیخ احمد شاکر کی تنقید	۲۴۳
۱۹۱	مولانا مودودی کا نظریۂ مہدویت	۲۴۴
۱۹۲	علامہ اقبال کا نظریۂ مہدویت	۲۴۹
۱۹۳	مولانا عبیداللہ سندھی کا نظریۂ مہدویت	۲۵۶
۱۹۴	مولانا ابوالکلام آزاد کا نظریۂ مہدویت	۲۵۸
۱۹۵	سوالات و جوابات	۲۶۰

تقریظ

جامع المعقول والمنقول، استاذ العلماء والفضلاء، محقق زماں، مقرر شیریں بیاں

حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب مدظلہ العالی۔

الحمدللّٰہ وکفی والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین اما بعد!

حضرت علی مرضی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سریر آرائے خلافت ہوئے اور چھ ماہ بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو گئے تو ''المشاہدہ بقدر المجاہدہ'' کے تحت بارگاہ خداوندی سے ان کو یہ انعام دیا گیا کہ آخر زمانے میں ان کی اولاد میں سے ایک جلیل القدر خلیفہ ہونا مقرر فرما دیا جس کو دنیا ''مہدی'' کے نام سے جانتی ہے۔

عربی زبان میں اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن ان میں سے اکثر نادر و نایاب ہیں اور جو دستیاب ہیں، ان سے اردو دان طبقہ مستفید نہیں ہو سکتا نیز اس موضوع پر اردو میں ایک آدھ کتاب ہی کا حوالہ ملتا ہے جس میں مکمل تفصیلات نہ ملنے کی جہ سے قاری تشنگی کا شکار رہتا ہے اس لحاظ سے عزیزم محمد ظفر سلمہٗ کی غالباً یہ پہلی کاوش ہے جو اس موضوع پر اہل سنت والجماعت کے عقائد کی آئینہ دار اور اس کی تفصیلات کو حاوی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائیں اور عزیز مذکور کو مزید تصنیفی خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آمین

عبدالرحمٰن اشرفی

خادم الحدیث جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور۔

۱۶، جمادی الاولی ۱۴۲۵ھ

کلماتِ بابرکات

بحر العلوم، نمونہء اسلاف، رأس الاتقیاء
حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب ادام اللّٰہ بقاؤہ علینا

هذه المقالة من مولانا محمد ظفر اعز الله اياه، موجبات، سالبات، رائعات، صادقات جزى اللّٰه اياه.

اخبار المقالة

موجبات، سالبات، صادقات　　رائعات، مفرحات، ياقريب
فهمها علمٌ لحق يا حبيب　　اسمعوا سمعًا قبولا يا لبيب
ماهيات، ثابتات، يارغيب　　فاقرؤها وانظروها يا قريب

(نوٹ) راقم الحروف کی درخواست پر حضرت الاستاذ نے پہلے نثر میں مندرجہ بالا عبارت تحریر فرمائی تھی، بعد میں اشعار کے اندر اپنی تقریظ کو از خود ہی منتقل فرمایا، اور باہمی مشورے سے یہ طے پایا کہ ان دونوں کو بطور یادگار زیر نظر مقالہ کا حصہ بنا دیا جائے۔
ذہن میں رہے کہ حضرت نے اس بات کی نشاندہی بھی فرمائی ہے کہ مذکورہ اشعار بحر رمل تام کے وزن پر ہیں۔

تقریظ

استاذ العلماء، مقرر شیریں بیاں، نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ

حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہ

عزیزم مولوی حافظ محمد ظفر سلمہ کا مقالہ کا مختلف مقامات سے معاینہ کیا دلی خواہش پیدا ہوئی کہ یہ مقالہ اگر جلد از جلد طبع ہو جائے تو اس تحقیق اور ریسرچ سے بہت سارے احباب کو نفع ہوگا۔

یہ مقالہ جو کہ اب پوری کتاب کی شکل میں تیار ہو چکا ہے اور جس میں تمام امور کے حوالہ جات لکھے گئے ہیں اور پھر سلف صالحین کے اقوال اور احادیث مبارکہ سے ان کو مزین کیا گیا ہے۔

میری دیانت دارانہ رائے ہے کہ اگر کوئی شخص حقیقت پسندی کے ساتھ اس کا مطالعہ کرے گا تو یہ بات بالکل عیاں ہو کر اس کے سامنے آجائے گی کہ سیدنا حضرت امام مہدیؓ کی آمد حقیقت پر مبنی ہے اور اس سے انکار تعصب اور عناد کی وجہ سے ہی کیا جا سکتا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ جل شانہ میرے اس عزیز اور اس کے اساتذہ اور اس کتاب کے ناشر کے لیے اس کتاب کو صدقہ جاریہ بنادے۔ آمین

(حافظ) فضل الرحیم

خادم الطلباء جامعہ اشرفیہ لاہور

۱۰ جمادی الثانی ۱۴۲۵ھ

پیش لفظ

استاذ العلماء، مقرر شعلہ بیاں، سرپرست و مربی من

حضرت مولانا محمد کفیل خان صاحب دامت برکاتہم

الحمدللّٰہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی. امابعد!

وجودِ مہدی، علاماتِ مہدی اور عقیدۂ ظہور مہدی

یہ وہ معرکۃ الآ راء، اہم اور سنجیدہ موضوع ہے جس پر اردو ادب اور دینی لٹریچر میں کوئی سنجیدہ اور اہم تحریر مکمل وضاحت وصراحت سے موجود نہیں، اگر ہے بھی تو وہ خارجیت یا رافضیت کے زیر اثر افراط وتفریط کا شکار۔

راہ اعتدال پر گامزن رہتے ہوئے، مناظرانہ رنگ لیے بغیر اس موضوع پر اہل سنت والجماعت کا موقف مکمل احتیاط اور دلائل و براہین سے آراستہ فی الحال دستیاب نہیں۔ ممکن ہے کہ کبھی اس موضوع پر مناظرانہ مبالغہ آرائی کے بغیر کچھ لکھا گیا ہو جو، اب موجود نہیں۔

اس موضوع کی سب سے اہم بات یہی ہے کہ اس میں راہِ اعتدال اور مسلک اکابر کو ہر آن پیش نظر رکھنا ہی اس موضوع سے انصاف کے تقاضے پورا کرتا ہے، ایک بال برابر آگے پیچھے ہونا رافضیت کی اندھیر نگری میں گرنے یا خارجیت کے سنہری جال میں پھنسنے کے مترادف ہے۔

زیر نظر مقالہ جو جامعہ اشرفیہ کے ہونہار اور ذی استعداد طالب علم حافظ مولوی محمد ظفر سلمہٗ کی تحقیق وکاوش کا نتیجہ ہے، کئی اعتبار سے علم دوست اور صاحبانِ ذوق کے

لیے تسکین کا سامان لیے ہوئے ہے۔

(۱) ازاول تا آخر تحریر اپنے موضوع سے مکمل مربوط اور زنجیر کی کڑیوں کی طرح جڑی ہوئی نظر آتی ہے۔

(۲) وہ تمام کتب جن کے حوالے درج کیے گئے ہیں، ان کے تمام حوالہ جات اصل کتابوں سے اخذ کردہ ہیں۔

(۳) سب سے اہم اور خاص بات یہ کہ پورے مقالے میں کہیں بھی مناظرے، مجادلے اور مکابرے کا رنگ نظر نہیں آتا جو میرے خیال میں ایک مشکل ترین کام تھا جسے بخوبی انجام دیا گیا۔

(۴) ایک اور اہم ترین اور خاص بات یہ ہے کہ ملک کے مایہ ناز علمی مراکز اور دینی مدارس کے تصدیق شدہ فتاویٰ جات منسلک ہونے سے اس مقالے کی اہمیت دوچند ہوگئی ہے۔

(۵) اسی طرح وہ حضرات علماء کرام جن کی رائے اس مسئلے میں کچھ اختلافی پہلو لیے ہوئے تھی، اس کو بطریق احسن فتاویٰ جات کی روشنی میں حل کیا گیا ہے۔

(۶) انداز انتہائی مرتب، مضبوط اور جامع ہے، طرزِ تحریر دلچسپ اور پُرکشش ہے جس کی وجہ سے یہ ثقیل اور مشکل موضوع بھی قاری کی توجہ بآسانی حاصل کر لیتا ہے۔

بہر حال! یہ ایک عمدہ بلکہ عمدہ ترین کوشش و کاوش ہے جسے جتنا بھی سراہا جائے، کم ہے اور خصوصی طور پر اس کوشش کے پس منظر میں استاذ العلماء حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد یوسف خان صاحب مدظلہٗ استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ کی خصوصی توجہات اور مہربانیاں ہیں جنہوں نے مقالہ نگار کو انتخاب موضوع سے اختتامِ تحریر تک اپنے قیمتی ترین اوقات سے لمحات بابرکات عنایت فرمائے اور یوں یہ کام پایۂ تکمیل تک پہنچا اور پھر اکابرین علماء کرام کی تقریظات نے اس پر چار چاند لگا دیئے۔

اللہ تعالیٰ مقالہ نگار عزیزم میرے شاگرد رشید حافظ مولوی محمد ظفر سلمہٗ کو خوب خوب علمی وعملی ترقیات سے مالا مال فرمائے اور دینی موضوعات پر تحقیق وتفتیش کے اہم ترین کام کے لیے قبول فرمائے اور ہمارے سرپرست ومہربان استاذ مکرم حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب مدظلہٗ کے سائے کو تا دیر ہمارے سروں پر قائم فرمائے اور انکے علمی فیضان سے فیض یاب فرمائے۔

اور بالخصوص ناشر محترم عزیزم مولانا محمد ناظم اشرف صدیقی صاحب مدظلہٗ کو خوب خوب جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمین یارب العلمین

العبد الفقیر محمد کفیل عفی عنہ

مدرس جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

عرض مؤلف

مہدی اور ظہور مہدی زمانۂ جدید ہی میں نہیں، زمانۂ قدیم سے ہی محل بحث و تمحیص اور موضوع کلام رہا ہے اور شروع ہی سے اس میں افراط وتفریط برتی جاتی رہی ہے چنانچہ بعض لوگوں نے تو اسی کو اوڑھنا بچھونا بنا کر انتظارِ مہدی ہی میں اپنی حیات عزیز اور متاع ثمین کو گنوا دیا، کسی نے محض چند ضعیف حدیثوں کو دیکھ کر احادیث مہدی اور وجود و ظہور مہدی سے عہدہ برآئی کا اعلان کر دیا، متقدمین میں اس فہرست کے اندر آپ کو ابن خلدون کا نام نظر آئے گا اور متاخرین میں آپ کو دور جدید کے متجددین اور نام نہاد مفسرین مل جائیں گے جن پر مفصل تبصرہ آپ اسی کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

انہی لوگوں میں دوران مطالعہ قاضی سلیمان منصور پوریؒ کا ''صحت احادیث مہدی کا انکار''[۱] بہت عجیب لگا کیونکہ قاضی صاحب ماضی قریب ہی کی شخصیت ہیں اور ان سے پہلے حضرت تھانویؒ بڑی وضاحت کے ساتھ ''مؤخرۃ الظنون عن ابن خلدون'' میں ابن خلدون کے اعتراضات کا ٹھوس اور مدلل جواب دے چکے تھے۔

اس موقع پر یہ وضاحت بھی بے فائدہ نہ ہوگی کہ بعض لوگ امام ابو حنیفہؒ سے اظہار بغض کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے، زیر بحث مسئلہ میں بھی انہوں نے کسی حنفی کا یہ قول ڈھونڈ نکالا کہ امام مہدیؓ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، امام ابو حنیفہؒ کی تقلید کریں گے، حاشا اللہ! کہ تحقیق سے اس کو دور کا بھی مس ہو، اصل بات یہ ہے کہ بعض

---

[۱] قاضی صاحب نے اپنی مشہور کتاب ''تاریخ المشاہیر ص ۱۸۸'' پر ابن تومرت کے حالات لکھنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ قارئین ان حالات کو پڑھیں اور دیکھیں کہ مہدی کے نام سے دنیا میں بالخصوص دنیائے اسلام میں کیا کچھ ہو چکا ہے، مجھے اس مقام پر اس قدر لکھ دینا چاہیے کہ ظہور مہدی کے متعلق اگرچہ روایات بکثرت ہیں جن کا شمار درجنوں پر ہے مگر ایسی حدیث ایک بھی نہیں ہے جو محدثین کے مسلمہ اصول تنقید کے مطابق صحیح مسند مرفوع کا درجہ رکھتی ہو۔ العلم عند اللہ۔

بزرگوں کا ''کشف'' ہے کہ ان حضرات کا اجتہاد، امام صاحبؒ کے اجتہاد سے ملتا جلتا اور مشابہ ہوگا، اب معترض نے یہ نہیں دیکھا کہ کشف حجت شرعیہ بھی ہے یا نہیں؟ مشبہ اور مشبہ بہ میں کوئی فرق بھی ہوتا ہے یا دونوں کا مکمل طور پر متحد ہونا ضروری ہے؟ اور اس پر اعتراض کی بنیاد کھڑی کر دی، حالانکہ نہ تو کشف ہی حجت شرعیہ ہے اور نہ ہی مشبہ و مشبہ بہ میں مکمل اتحاد ضروری ہے لہٰذا یہ اعتراض لغو اور بیکار ہے۔

الغرض! کچھ لوگ ظہور مہدی کے منکر ہو گئے اور کچھ لوگوں نے دعویٰ مہدویت کرنے میں بھی کوئی خوف محسوس نہیں کیا اور نہایت بیباکی سے اپنے اس موقف پر ڈٹے رہے بلکہ ملا علی قاریؒ اور صاحب مظاہر حق کے مطابق تو بعض لوگوں نے اپنے گرد اوباشوں کی ایک جماعت اکٹھی کر کے لوگوں سے زبردستی اپنے ''مہدی'' ہونے کو منوانے کی کوشش کی، جس کا انجام بالآخر ناکامی ہوا۔

اس کی مکمل تفصیلات تو قارئین کرام آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے یہاں اجمالی طور پر کتاب سے متعلق چند باتیں عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

(۱) اس کتاب میں امام مہدیؓ سے متعلق اہل سنت والجماعت کے عقائد بیان کئے گئے ہیں اس لیے امید ہے کہ اس موضوع سے متعلق اہل سنت والجماعت کے عقائد صحیحہ ہی قارئین کے ذہن میں جگہ پائیں گے۔

(۲) بعض وجوہات کی بناء پر کچھ باتیں مکرر بھی ہو گئی ہیں لیکن چونکہ موقع کی مناسبت کا لحاظ بھی ضروری تھا اس لیے اس تکرار کو حذف نہیں کیا گیا۔ امید ہے کہ قارئین کرام اس سے ملول نہ ہوں گے۔

(۳) پروف ریڈنگ میں انتہائی احتیاط برتی گئی ہے تاہم اگر بتقاضائے بشریت مضمون یا پروف ریڈنگ کی کوئی غلطی قارئین کرام پائیں تو اس کو میرے اساتذہ کی طرف منسوب کرنے کی بجائے میری کم علمی اور بے بضاعتی پر محمول کر کے مطلع فرمائیں۔ انشاء اللہ اپنی غلطی سے رجوع کرنے میں مجھے کوئی باک محسوس نہ ہوگا۔

ناسپاسی ہو گی کہ اگر میں اپنے انتہائی شفیق استاذ حضرت مولانا محمد یوسف خان صاحب مدظلہٗ کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے قدم قدم پر انگلی پکڑ پکڑ کر رہنمائی فرمائی، حق یہ ہے کہ اس کتاب کو انہی کی طرف منسوب کیا جائے، نیز اس موقع پر میں اپنے انتہائی مشفق سرپرست، مربی اور جان و دل سے زیادہ عزیز حضرت مولانا محمد کفیل خان صاحب دامت برکاتہم کے مشوروں اور ہدایات کو بھی فراموش نہ کرسکوں گا، تقریظات لکھنے والے اساتذہ و مشائخ بالخصوص، جامعہ اشرفیہ کے سب سے اولین مدرس، میرے محبوب استاذ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب ''اطال اللہ عمرہ'' جن کو حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ ''چلتا پھرتا کتب خانہ'' کہا کرتے تھے، کتاب کی نشر و طباعت کا اہتمام کرنے والے استاذ محترم مولانا محمد ناظم اشرف صاحب مدظلہٗ اور کسی طرح بھی تعاون کرنے والوں کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی شایان شان اجر جزیل عطا فرمائے اور ان کے طفیل اس روسیاہ کی بھی مغفرت فرمادے۔ آمین

محمد ظفر

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

﴿مقدمہ﴾

جانشینِ شیخ موسیٰؒ، استاذ العلماء، استاذ الحدیث
حضرت مولانا پروفیسر محمد یوسف خان صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد!

دور حاضر میں عقائد ونظریات کے بدلتے ہوئے مختلف رجحانات میں سے ایک رجحان امام مہدیؒ اور ان کے ظہور سے متعلق بھی ہے۔ اسی مقصد کی خاطر مختلف ممالک میں مختلف دعوے روز بروز بلند ہوتے رہتے ہیں چنانچہ کہیں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ سنائی دیتا ہے اور کہیں مہدیٔ موعود ہونے کے دعوے کانوں میں پڑتے ہیں۔ کہیں سے یہ شور بلند ہوتا ہے کہ ۲۰۰۴ء میں ظہور مہدی ہو رہا ہے اور کہیں سے یہ نعرہ لگتا ہے کہ امام مہدیؒ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور و نزول کا وقت انتہائی قریب آ گیا ہے۔ بس ایک دو سالوں میں ایسا ہونے والا ہے۔

بعض حضرات اپنی اپنی جماعت کے افراد کو امام مہدیؒ کے متبعین قرار دینے میں کوشاں نظر آتے ہیں اور بعض حضرات ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنے سرکردہ افراد یا قائدین پر امام مہدیؒ کی علامات چسپاں کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دورِ جدید میں یہ ذہن بن چکا ہے کہ ہر شخص اپنے مخاطبین کے سامنے کوئی ایسی نئی بات پیش کرنا چاہتا ہے جو اس سے پہلے کسی نے نہ کی ہو،

اور اس سے اس کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا کہ مخاطبین پر اس کا رعب بیٹھ جائے خواہ اس کو علم و دانش کی راہ سے کوئی مس ہو یا نہ ہو، اور وہ بات سنجیدگی و وقار کے دائرے میں آتی ہو یا نہ۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ جس نئی بات اور نئے دعوے کو وہ پیش کر رہا ہے، نجانے وہ اس پر چسپاں بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

یہ تو تصویر کا ایک رخ تھا، اس کا ایک دوسرا رخ بھی ہے جس میں ظہور مہدیؓ کے انکار کی روح کارفرما نظر آتی ہے چنانچہ کبھی محدثانہ انداز سے جرح وتنقید کے ذریعے ظہور مہدی کا انکار کیا جاتا ہے اور کبھی اس سلسلے کی احادیث کو ایرانی اور عجمی تخیلات کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔ کبھی یہ دعویٰ تراشا جاتا ہے کہ ظہور مہدی سے متعلق احادیث کو عربی تخیلات اور قرآن کی صحیح اسپرٹ سے کوئی سروکار نہیں اور کبھی یہ کہہ کر ظہور مہدی کا انکار کر دیا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں امام مہدیؓ اور ان کے ظہور کا کوئی تذکرہ نہیں، کبھی ظہور مہدی کے عقیدے کو اپنانے پر اسے مصیبت قرار دیا جاتا ہے اور کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ امام مہدیؓ کے متعلق زوردار ثبوت بالکل نہیں ہے۔

اربابِ عقل پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ یہ دونوں نظریئے افراط وتفریط پر مبنی ہیں، اہل سنت والجماعت میں سے کسی بزرگ نے نہ تو اپنے لیے مہدویت کا دعویٰ کیا اور نہ ظہور مہدی کا انکار کیا بلکہ انہوں نے اس کو بعینہ اسی طرح تسلیم کیا جیسا کہ احادیث میں اس کی وضاحت آئی ہے۔

اس رسالے کی وجہ ترتیب ایک تو یہی بنی کہ لوگ اس سلسلے میں بہت زیادہ افراط وتفریط کا شکار ہیں اور ان کو حق بات اور مستند معلومات تک رسائی حاصل نہیں۔ دسری وجہ اور محرک یہ بنا کہ دور جدید کی دینی مطالعاتی کتب میں امام مہدیؓ کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کا تذکرہ مفقود ہوتا جا رہا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ دور حاضر کے فارغ التحصیل علماء بھی امام مہدیؓ کے بارے میں اتنی معلومات نہیں رکھتے کہ وہ اپنے مخاطب کو مطمئن کر سکیں، کتب حدیث میں جہاں کہیں امام مہدیؓ کا تذکرہ آتا ہے اس کا سرسری طور پر مطالعہ کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے یہی لوگ بعد میں یا تو ظہور مہدی کے قطعی

منکر ہو جاتے ہیں یا اس موضوع کو اپنے ذہن میں بالکل جگہ نہیں دے پاتے۔

ان وجوہات اور محرکات کی بناء پر اس موضوع کا انتخاب کیا گیا تاکہ قرآن و حدیث کی تعلیمات اور اکابر محدثین و علماء کے اقوال و آراء قارئین کرام کے سامنے پیش کر دیئے جائیں اور امام مہدیؒ کے بارے میں قرآن و سنت کی مستند معلومات اور اس بارے میں درست عقائد ہی ذہن میں جگہ پا سکیں۔

اس رسالے کو سات ابواب اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا گیا ہے جس کا اجمالی خاکہ یوں ہے:

باب اول .... عقیدۂ ظہور مہدیؒ

باب دوم .... نام و نسب اور سیرت

باب سوم .... علامات ظہور مہدیؒ

باب چہارم .... ظہور مہدیؒ سے قبل کے واقعات

باب پنجم .... ظہور مہدیؒ ترتیب زمانی کے ساتھ واقعات کے تناظر میں

باب ششم .... امام مہدیؒ سے متعلق صحیحین کی روایات، ۳۷ صحابہؓ و صحابیاتؓ کی روایات

باب ہفتم .... منکرین و مدعیان مہدویت

خاتمہ .... علماء کرام کے فتاوی

آخر میں عزیزم مولوی محمد ظفر سلمہ کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ عزیزم موصوف نے احقر کی گذارشات کے مطابق انتہائی جانفشانی، مسلسل جدوجہد، لگن اور محنت سے مواد کی جستجو کی، اسے جمع کیا اور عمدہ ترتیب کے ساتھ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

اللہ رب العزت موصوف کی عمر، علم اور عمل میں برکت عطا فرمائے اور کتاب کے ناشر مولانا محمد ناظم اشرف سلمہ کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

احقر

محمد یوسف خان عفی عنہ

باب اوّل

عقیدۂ ظہور مہدیؓ

قرآنی آیات کا ظہور مہدیؓ کی طرف اشارہ، تواترِ احادیث مہدیؓ، امام اور رضی اللہ عنہ کا خطاب، اسماء صحابہؓ مع حوالہ جات، علماء کرام کی آراء، اسماءِ کتب، امام مہدیؓ افضل یا شیخینؓ؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس دنیا کی ایک ابتداء تھی اور ایک انتہاء ہے، ابتداء ہو چکی اور انتہاء قریب ہے جس کے لیے وقوع قیامت کو علامت قرار دیا گیا ہے اور ان علامات کی صراحت صحیح احادیث میں کثرت سے موجود ہے۔

بنیادی طور پر علامات قیامت کو دو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے چنانچہ محمد تاج عبدالرحمٰن العروسی اپنی کتاب "عقیدۃ المسلم فی ضوء الکتاب والسنۃ" کے ص ۳۳۷ پر رقم طراز ہیں:

''علاماتِ قیامت میں سے بعض علامات چھوٹی ہیں اور بعض بڑی۔ پھر چھوٹی علامات کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) وہ علامات جو واقع ہو چکی ہیں۔ (۲) وہ علامات جو اب تک واقع نہیں ہوئیں۔ اول قسم میں وہ علامات بھی شامل ہیں جو کہ پوری ہو چکیں اور وہ بھی کہ جن کا ظہور یکدم نہیں ہوا بلکہ آہستہ آہستہ ہوا، اسی طرح وہ علامات بھی کہ جو مکرر واقع ہوئیں اور وہ بھی جو مستقبل میں کثرت سے واقع ہوں گی۔''

پھر آگے انہوں نے ہر ایک کی تفصیلات مثالوں کے ذریعے پیش کی ہیں جن سے فی الحال یہاں بحث کرنا مقصود نہیں۔

علامات قیامت میں سے ایک علامت ''ظہور مہدی'' بھی ہے جس پر اس رسالے میں قدرے تفصیل سے گفتگو کی جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

''ظہور مہدی'' سے متعلق عقیدے کی بحث سے پہلے اس موضوع سے متعلق قرآنی آیات کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

﴿وہ آیات جن میں امام مہدیؒ کی طرف اشارہ موجود ہے﴾

حضرت امام مہدیؒ کا ذکر قرآن کریم میں صراحۃً تو نہیں البتہ ایک دو آیتوں میں ان کی طرف اشارہ ضرور پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں:

(۱) ﴿ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِیْ خَرَابِهَا اُولٰٓىٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَاۤ اِلَّا خَآىٕفِیْنَ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴾ (البقرہ: آیت نمبر ۱۱۴)

اس آیت کے تحت علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

﴿وفسر هٰؤلاء الخزی فی الدنیا بخروج المهدی عندسدی وعکرمة ووائل بن داؤد﴾ (تفسیر ابن کثیر: ج ا ص ۲۰۸)

''اور ان لوگوں (یہودیوں اور عیسائیوں) کے لیے دنیا میں رسوائی کی تفسیر، سدی، عکرمہ اور وائل بن داؤد کے نزدیک ''خروج مہدی'' سے کی گئی ہے۔''

اگرچہ یہ تفسیری قول کہ دنیا میں یہودیوں اور عیسائیوں کی اصل رسوائی خروج مہدیؒ کے وقت ہو گی، سدی، عکرمہ اور وائل بن داؤد کا ہے لیکن چونکہ احادیث سے ثابت شدہ واقعات اس کی تائید کر رہے ہیں اس لیے اس کو صحیح مان لینے میں بظاہر کوئی حرج بھی نہیں۔

(۲) اسی طرح علامہ ابن کثیرؒ ہی نے آیتِ قرآنی

﴿ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَیْ عَشَرَ نَقِیْبًا ﴾ (المائدہ: ۱۲)

کے تحت بارہ خلفاء والی روایت ذکر کی ہے کہ اس امت میں بارہ نیک و عادل

خلفاء ہوں گے اور یہ روایت مسند احمد کے حوالے سے بدیں الفاظ منقول ہے۔

﴿عن مسروق قال كنا جلوسا عند عبدالله بن مسعود رضى الله عنهما وهو يقرئنا القرآن فقال له رجل يا ابا عبدالرحمٰن! هل سألتم رسول الله ﷺ كم يملك هذه الامة من خليفة؟ فقال عبدالله ما سالنى عنها احد منذ قدمت العراق قبلك ثم قال نعم ولقد سالنا رسول الله ﷺ فقال اثنا عشر كعدة نقباء بنى اسرائيل. هذا حديث غريب من هذا الوجه واصل هذا الحديث ثابت فى الصحيحين من حديث جابر بن سمرة رضى الله عنه قال سمعت النبى ﷺ يقول لا يزال امر الناس ماضيا ما وليهم اثنا عشر رجلا ثم تكلم النبى ﷺ بكلمة خفيت على فسالت اى ماذا قال النبى ﷺ؟ قال كلهم من قريش. وهذا لفظ مسلم و معنى هذا الحديث البشارة بوجود اثنى عشر خليفة صالحا يقيم الحق و يعدل فيهم ولا يلزم من هذا تواليهم و تتابع اياهم بل وقد وجدمنهم اربعة على نسق وهم الخلفاء الاربعة ابو بكر و عمر و عثمان و على رضى الله عنهم ومنهم عمر بن عبدالعزيز بلاشك عندالائمة وبعض بنى العباس ولا تقوم الساعة حتى تكون ولايتهم لا محالة والظاهران منهم المهدى المبشربه فى الاحاديث الواردة بذكره فذكرانه يواطئ اسمه اسم النبى ﷺ واسم ابيه اسم ابيه فيملأالارض عدلا و قسطا كما ملئت جورا وظلما﴾ (تفسیر ابن کثیر: ج۲ ص۴۷)

''مسروق کہتے ہیں کہ (ایک دن) ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ہمیں قرآن پڑھا رہے تھے کہ ایک آدمی نے ان سے سوال کیا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ پوچھا تھا کہ اس امت میں کتنے خلفاء ہوں گے؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ جب سے میں عراق آیا ہوں، تجھ سے پہلے کسی نے یہ سوال نہیں کیا، پھر فرمایا کہ ہاں! ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس امت میں بنی اسرائیل کے نقباء کی تعداد کے برابر یعنی بارہ خلفاء ہوں گے، یہ حدیث اس سند سے تو ایک ہی راوی سے مروی ہے لیکن اس کی اصل بخاری و مسلم میں حضرت جابر بن سمرہؓ کی حدیث سے موجود ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں کا یہ امر (دین) ٹھیک ٹھیک چلتا رہے گا جب تک کہ بارہ آدمی زمین میں حکمران (خلیفہ) نہ ہو جائیں، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آہستہ سے ایک بات کہی (جو میں سن نہ سکا) تو میں نے (پاس بیٹھے ہوئے ایک صاحب سے) پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟ اس نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ بارہ کے بارہ خلفاء قریش میں سے ہوں گے۔ روایت کے یہ الفاظ امام مسلم نے نقل کیے ہیں:

اس حدیث کا مقصد بارہ صالح خلفاء کے وجود کی بشارت دینا ہے جو لوگوں میں حق اور انصاف کو قائم کریں گے لیکن اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ بارہ خلفاء یکے بعد دیگرے لگاتار آئیں گے، بلکہ ان میں سے چار تو علی الترتیب خلفاء اربعہ یعنی ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم ہی ہیں اور باتفاق ائمہ عمر

بن عبدالعزیزؒ بھی ان میں شامل ہیں، نیز بنو عباس کے بعض خلفاء بھی ان میں سے ہیں اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ یہ سب خلیفہ نہ ہو جائیں، اور اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ ان بارہ خلفاء میں امام مہدیؒ بھی داخل ہیں جن کے متعلق احادیث میں بشارت آئی ہے چنانچہ ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ امام مہدیؒ کا نام، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام جیسا ہوگا اور ان کے والد کا نام، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والد کے نام جیسا ہوگا اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جیسے وہ پہلے ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی۔''

﴿ظہور مہدیؒ اہلسنت والجماعت کا عقیدہ﴾

چونکہ حضرت امام مہدیؒ کا ظہور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شامل ہے اس لیے اس پر عقائد کی روشنی میں بحث کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے چنانچہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اخیر زمانے میں امام مہدیؒ کا ظہور برحق اور صدق ہے اور ان کا ظہور اس قدر روایات سے ثابت ہے کہ جن پر تواتر معنوی کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے چنانچہ محدث شہیر مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے مشکوۃ شریف کی شرح ''التعلیق الصبیح'' ج ۶ ص ۱۹۸ پر شرح عقیدہ سفارینیہ ج ۲ ص ۸۰ سے نقل کیا ہے۔

﴿قال السفارینی قد کثرت الروایات بخروج المهدی حتی بلغت حدالتواتر المعنوی وشاع ذلک بین علماء السنة حتی عد من معتقداتهم فالایمان بخروج المهدی واجب کما هو مقرر عنداهل العلم و مدون فی عقائد اهل السنة والجماعة﴾

''امام سفارینی نے فرمایا ہے کہ خروج مہدیؒ کی روایات اتنی کثرت

کے ساتھ موجود ہیں کہ وہ تواتر معنوی کی حد تک پہنچ چکی ہیں اور یہ بات علماء اہل سنت کے درمیان اس درجے مشہور ہے کہ وہ ان کے عقائد میں شمار ہوتی ہے بس امام مہدیؒ کے ظہور پر حسب بیان علماء وعقائد اہل سنت والجماعت، ایمان لانا ضروری ہے۔''

اسی طرح بذل المجہود شرح ابوداؤد میں حدیث "لولم یبق من الدنیا ..... الخ" کی شرح میں مرقوم ہے۔

﴿حاصل معنی الحدیث ان بعثه مؤکد یقینی لا بدان یکون﴾ (بذل المجہود: ج۵ص۱۰۱)

''حدیث کا حاصل معنی یہ ہے کہ امام مہدیؒ کا بھیجا جانا مؤکد اور یقینی بات ہے اور ایسا ہونا ضروری ہے۔''

نیز حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اپنی کتاب ''عقائد الاسلام'' حصہ اول کے ص۶۴ پر ''فائدہ جلیلہ'' کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

''اہل سنت والجماعت کے عقائد میں ہے کہ امام مہدیؒ کا ظہور اخیر زمانے میں حق اور صدق ہے، اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے اس لیے کہ امام مہدیؒ کا ظہور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اگرچہ اس کی بعض تفصیلات اخبار آحاد سے ثابت ہیں، عہد صحابہ وتابعین سے لے کر اس وقت تک امام مہدیؒ کے ظہور کو مشرق ومغرب میں ہر طبقہ کے مسلمان علماء اور صلحاء عوام اور خواص ہر قرن اور ہر عصر میں نقل کرتے چلے آئے ہیں۔''

اسی طرح حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنیؒ نے بھی ترجمان السنۃ ج۴ص ۳۷۸ پر شرح عقیدہ سفارینیہ کے حوالے سے ظہور مہدیؒ کی روایات پر تواتر معنوی کا دعویٰ کیا ہے اور شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے بھی ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کی جلد اول میں ایک صاحب کے سوال کا جواب دیتے ہوئے اس پر قدرے تفصیلی

بحث فرمائی ہے اور ظہور مہدیؓ کو اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار کیا ہے۔

﴿ظہور مہدیؓ کی قطعیت﴾

ظہور مہدیؓ اس قدر یقینی بات اور ہمارے عقیدے کا حصہ ہے کہ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلے میں ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ ج ۱۰ ص ۱۷۴ پر مسند احمد اور ابوداؤد کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿لو لم یبق من الدهر الا یوم لبعث اللّٰه تعالٰی رجلا من اهل بیتی یملأها عدلا کما ملئت جورا، ورواه ابن ماجة عن ابی هریرة مرفوعا لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللّٰه ذلک الیوم حتی یملک رجل من اهل بیتی یملک جبال الدیلم والقسطنطینیة﴾

(مرقاۃ المفاتیح: ج ۱۰ ص ۱۷۴)

''اگر زمانے کا صرف ایک دن بچے (اور مہدیؓ نہ آئے، علامات قیامت پوری ہو جائیں) تب بھی اللہ تعالیٰ میرے گھر والوں میں سے ایک آدمی کو بھیج کر رہیں گے جو زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم وستم سے بھری ہوئی ہو گی، اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ اگر دنیا کی مدت ختم ہونے میں صرف ایک دن بچے (تب بھی ظہور مہدیؓ کے لیے) اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کر دیں گے کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی دیلم اور قسطنطنیہ کے پہاڑوں کا مالک ہو جائے۔''

امام مہدیؓ کے لیے ''رضی اللہ عنہ'' کا خطاب

اہل سنت والجماعت امام مہدیؓ کو نہ تو مامور من اللہ سمجھتے ہیں اور نہ ان کا درجہ انبیاء کرام علیہم السلام کے برابر مانتے ہیں اور ہمارے یہاں جوان کو ''امام'' کہا جاتا ہے اس سے کسی خاص گروہ کا اصطلاحی امام مراد نہیں چنانچہ شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، امام مہدیؓ کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت مہدی علیہ الرضوان کے لیے ''رضی اللہ عنہ'' کے پرشکوہ الفاظ پہلی بار میں نے استعمال نہیں کیے بلکہ اگر آپ نے مکتوبات امام ربانیؒ کا مطالعہ کیا ہے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مکتوبات شریفہ میں امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے حضرت مہدیؓ کو انہی الفاظ سے یاد کیا ہے...... الخ۔'' (آپ کے مسائل اوران کا حل: ج ۱ ص ۲۷۱)

معلوم ہوا کہ حضرت امام مہدیؓ کو ''رضی اللہ عنہ'' کہنا جائز ہے اور اگر صرف اسی بات کو دیکھ لیا جائے کہ امام مہدیؓ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابی ہوں گے تو ان کے لیے ''رضی اللہ عنہ'' کا لفظ استعمال کرنے پر کوئی اعتراض ہی نہیں ہوتا۔

حضرت مہدیؓ کے لیے ''امام'' کا خطاب

اسی طرح حضرت مہدیؓ کے لیے ''امام'' کا لفظ استعمال کرنے میں بھی کوئی قباحت نہیں چنانچہ حضرت لدھیانویؒ مذکورہ سائل ہی کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''جناب کو حضرت مہدیؓ کے لیے ''امام'' کا لفظ استعمال کرنے پر بھی اعتراض ہے اور آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ''قرآن مقدس اور حدیث مطہرہ سے امامت کا کوئی تصور نہیں ملتا'' اگر اس سے مراد ایک خاص گروہ کا نظریہ امامت ہے تو آپ کی یہ بات صحیح ہے مگر جناب کو یہ بدگمانی نہیں ہونی چاہیے تھی کہ میں نے بھی ''امام'' کا

لفظ اسی اصطلاحی مفہوم میں استعمال کیا ہوگا۔ کم سے کم امام مہدی کے ساتھ ''رضی اللہ عنہ'' کے الفاظ کا استعمال ہی اس امر کی شہادت کے لیے کافی ہے کہ ''امام'' سے یہاں ایک خاص گروہ کا اصطلاحی امام مراد نہیں'' (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ا ص ۲۷۲)

نیز حضرت لدھیانویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''امام مہدی علیہ الرضوان نبی نہیں ہوں گے اس لیے ان کا درجہ پیغمبروں کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو حضرت مہدیؒ کے زمانے میں نازل ہوں گے وہ بلاشبہ پہلے ہی سے اولوالعزم نبی ہیں'' (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ا ص ۲۷۶)

حضرت امام مہدیؒ کے بارے میں اہل حق کا فتویٰ

حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں اہل حق کے اتفاقی قول کو نقل کرتے ہوئے حضرت لدھیانویؒ رقم طراز ہیں:

''حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے اور جس پر اہل حق کا اتفاق ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہوں گے اور نجیب الطرفین سید ہوں گے۔ ان کا نام نامی محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ جس طرح صورت و سیرت میں بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے اسی طرح وہ شکل و شباہت اور اخلاق و شمائل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہوں گے، وہ نبی نہیں ہوں گے، نہ ان پر وحی نازل ہوگی، نہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے، نہ ان کی نبوت پر کوئی ایمان لائے گا۔

ان کی کفار سے خونریز جنگیں ہوں گی۔ ان کے زمانے میں کانے دجال کا خروج ہوگا اور وہ لشکر دجال کے محاصرے میں گھر جائیں

گے۔ٹھیک نماز فجر کے وقت دجال کو قتل کرنے کے لیے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور فجر کی نماز حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں پڑھیں گے،نماز کے بعد دجال کا رخ کریں گے، وہ لعین بھاگ کھڑا ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے اور اسے باب لد پر قتل کردیں گے، دجال کا لشکر تہہ تیغ ہوگا اور یہودیت ونصرانیت کا ایک ایک نشان مٹا دیا جائے گا۔

یہ ہے وہ عقیدہ جس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر تمام سلف صالحین،صحابہ وتابعین اور ائمہ مجددین معتقد رہے ہیں"

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۱ص ۲۶۷)

امام مہدیؓ سے متعلق روایات کے راوی صحابۂ کرام علیہم الرضوان

اس سے قبل آپ حضرات یہ پڑھ آئے ہیں کہ ظہور مہدیؓ کی روایات اس قدر کثرت سے مروی ہیں کہ ان پر تواتر معنوی کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔اس بات کو ثابت کرنے کے لیے یہاں ان صحابہ کرامؓ کی فہرست مع حوالہ جات کے دی جارہی ہے جنہوں نے امام مہدیؓ سے متعلق روایات نقل کی ہیں اور ان کی روایات آپ اسی کتاب کے باب ششم میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

نمبر شمار	نام صحابی	حوالہ جات
(۱)	حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ	کتاب البرهان ج ۲ ص ۵۵۲
(۲)	حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ	کتاب البرهان ج۲ص ۵۹۱، بحواله افراد للدارقطني والتاريخ لابن عساكر.

(۳)	حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	مسند ابی یعلی ج ا ص ۳۵۹، المصنف لعبدالرزاق ج ۱۱ ص ۳۷۳، ابو داؤد ج۲ ص ۲۳۹، ابن ماجه ۳۰۸۰
(۴)	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	التذکرہ للقرطبی ص ۷۰۳
(۵)	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	کتاب الفتن ص ۲۶۲، ترجمان السنة ج۴ ص ۴۰۲، مسلم شریف ۷۲۴۴
(۶)	حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	کتاب الفتن ص ۲۲۷، کتاب البرهان، ج ۲ ض ۷۰۷، مسلم شریف ۷۲۴۲، ابن ماجه ۴۰۴۳
(۷)	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	الاشاعة لاشراط الساعة ص ۲۴۲، ترمذی ۲۱۸۴، ابن ماجه ۴۰۶۴
(۸)	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	کتاب البرهان، ج ۲ ص ۲۶۲
(۹)	حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	ابو داؤد، ج۲ ص ۲۴۰، مشکوٰة ص ۴۷۱، ترجمان السنة ج ۴ ص ۳۵، مسلم شریف ۷۲۴۰، ابن ماجه ۴۰۶۰
(۱۰)	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	ترمذی ج ۲ ص ۴۶، ترجمان السنة ج ۴ ص ۳۸۴، الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۷۰، مسلم ۷۲۸۱، ابوداؤد ۴۲۸۲، ابن ماجه ۴۰۸۲

(۱۲)	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ	المصنف لعبدالرزاق ج ۱۱ ص ۳۷۱، ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۹، ترمذی ج ۲ ص ۳۶،ابن ماجه ۴۰۸۳
(۱۳)	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	ترمذی ج۲ص۴۶،بخاری ۷۱۱۰.۳۴۴۹ مسلم شریف ۷۲۷۲.۷۲۷۵
(۱۴)	حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ	مشکوٰۃ ص ۴۷۱، ترجمان السنة ج ۴ ص ۳۸۱، ابن ماجه ۴۰۸۴
(۱۵)	حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ	کتاب البرهان ج ۲ ص ۷۴۸، ابن ماجه ۴۰۸۸
(۱۶)	حضرت انس رضی اللہ عنہ	کتاب البرهان ج ۲ ص ۵۶۷، ابن ماجه ۴۰۸۷
(۱۷)	حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	الحاوی للفتاوی ج۲ ص ۷۵
(۱۸)	حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ	ترجمان السنة ج ۴ ص ۳۹۹، الاشاعة لاشراط الساعة ص ۲۲۳
(۱۹)	حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ	کتاب البرهان ج ۲ ص ۵۸۲
(۲۰)	حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما	کتاب الفتن ص ۲۳۸
(۲۱)	حضرت عمار رضی اللہ عنہ	کتاب الفتن ص ۲۳۶، کتاب البرهان ج۲ ص ۵۲۱

(۲۲)	حضرت عباس رضی اللہ عنہ	آثار القیامه فی حجج الکرامه ص ۳۵۶، الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۹۷
(۲۳)	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	کتاب الفتن ص ۲۶۴، کتاب البرهان ج ۲ ص ۵۱۳، ص ۷۳۱
(۲۴)	حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ	کتاب البرهان ج ۲ ص ۵۴۶
(۲۵)	حضرت حسین رضی اللہ عنہ	کتاب البرهان ج ۲ ص ۶۵۲
(۲۶)	حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ	کتاب البرهان ج۲ ص ۵۱۰
(۲۷)	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ	کتاب البرهان ج ۲ ص ۶۶۷
(۲۸)	حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ	کتاب الفتن ص ۳۶۰
(۲۹)	حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ	کتاب الفتن ص ۲۶۰
(۳۰)	حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ	کتاب البرهان ج ۲ ص ۶۱۱، ترجمان السنة ج ۴ ص ۳۹۶، ابو داؤد ۴۲۹۲
(۳۱)	حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا	کتاب البرهان ج ۲ ص ۵۲۳، کتاب الفتن ص ۲۳۷
(۳۲)	حضرت قرۃ المزنی رضی اللہ عنہ	الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۶۲
(۳۳)	حضرت قیس بن جابر رضی اللہ عنہ	الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۹۵

(۳۴)	حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ	الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۰۲، ابو داؤد ۴۲۷۹، ۴۲۸۱، ترمذی ۲۲۲۳
(۳۵)	حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ	کتاب الفتن ص ۱۹۰،
(۳۶)	حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ	مسلم شریف ۷۲۷۶
(۳۷)	حضرت ذی مخبر رضی اللہ عنہ	ابو داؤد ۴۲۹۲

علماء کرام کی احادیث مہدیؓ کی بابت آراء

احادیث مہدیؓ کے راوی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی اجمالی فہرست آپ ملاحظہ فرما چکے اب آپ احادیث مہدیؓ کی بابت علماء کرام کی آراء بھی ملاحظہ فرمالیں:

شیخ یوسف بن عبداللہ الوابل اپنی کتاب ''اشراط الساعۃ'' کے ص ۲۵۹ پر ''تواتر احادیث المہدی'' کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ ''میں نے امام مہدیؓ کے سلسلے کی جو روایات ذکر کی ہیں (اور ان سے زیادہ وہ روایات جو میں نے بخوف طوالت چھوڑ دی ہیں) وہ تواتر معنوی کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں جیسا کہ علماء نے اس کی تصریح کی ہے، ان میں سے چند علماء کے اقوال میں یہاں بھی ذکر کرتا ہوں۔

(۱) حافظ ابوالحسن آبریؒ کی رائے:

''امام مہدیؓ کے تذکرہ سے متعلق احادیث بڑی شہرت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تواترا منقول ہیں، نیز یہ کہ وہ آپ کے اہل بیت میں سے ہوں گے، سات سال تک حکومت کریں گے۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو امام مہدیؓ دجال کے قتل کے سلسلے میں ان کی مدد کریں گے اور یہ کہ وہ اس امت کے امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء کریں گے۔''

(۲) سید محمد برزنجیؒ کی وضاحت:

''تیسرا باب ان بڑی اور قریبی علامات کے بیان میں ہے جن کے بعد قیامت آجائے گی اور یہ علامات بہت زیادہ ہیں۔ منجملہ ان

کے ایک امام مہدیؒ کا ظہور ہے جو کہ قیامت کی پہلی بڑی علامت ہے اور یہ بات آپ کو معلوم ہونی چاہیے کہ اس سلسلے میں مختلف روایات اس قدر کثرت سے مروی ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔''

اور دوسرے مقام پر فرمایا کہ ''یہ بات تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ امام مہدیؒ کے وجود اور آخر زمانے میں ان کے ظہور اور حضور ﷺ کی اولاد میں سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہونے کی احادیث تواتر معنوی کی پہنچی ہوئی ہیں لہٰذا ان کا انکار کرنے کا کوئی مطلب نہیں۔''

(۳) علامہ سفارینیؒ کا بیان:

''امام مہدیؒ کے ظہور کی روایات کثرت سے وارد ہوئی ہیں حتیٰ کہ وہ تواتر معنوی کی حد کو پہنچ چکی ہیں اور یہ بات علماء اہل سنت والجماعت کے درمیان مشہور اور ان کے عقائد میں سے ہے۔ اس کے بعد علامہ سفارینیؒ نے ظہور مہدیؒ سے متعلق احادیث و آثار اور ان کے راوی صحابہؓ کے نام ذکر کیے ہیں اور فرمایا کہ مذکورہ اور غیر مذکور صحابہ اور متعدد تابعین سے اس سلسلے کی اتنی روایات متعددہ مروی ہیں کہ وہ سب مل کر علم قطعی کا فائدہ دیتی ہیں لہٰذا امام مہدیؒ کے ظہور پر ایمان لانا واجب ہے جیسا کہ یہ بات اہل علم کے یہاں ثابت شدہ اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں داخل ہے۔''

(۴) قاضی شوکانیؒ کی تحقیق:

''امام مہدیؒ کی آمد کے بارے میں جن روایت پر بآسانی مطلع ہونا ممکن ہے۔ وہ پچاس احادیث ہیں جن میں سے کچھ صحیح، کچھ حسن اور کچھ ایسی ضعیف ہیں کہ ان کے ضعف کی تلافی ہو جاتی

ہے۔لیکن ان روایات سے جو مجموعی بات حاصل ہوتی ہے وہ متواتر ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کیونکہ اصولِ حدیث کی اصطلاح کے مطابق اگر کسی سلسلے میں پچاس سے کم روایات مروی ہوں تو اس سے تواتر حاصل ہو جاتا ہے، باقی رہے صحابہ کرامؓ کے وہ ارشادات جن میں امام مہدیؒ کے نام کی صراحت آئی ہے وہ تو بہت زیادہ ہیں اور ان کا حکم بھی وہی ہے جو مرفوع روایت کا ہوتا ہے اس لیے کہ اس قسم کے واقعات کے بارے میں اجتہاد کی بنیاد پر اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا جا سکتا۔''

(۵) نواب صدیق حسن خانؒ کی رائے:

''امام مہدیؒ کے بارے میں مختلف روایات بہت کثرت سے وارد ہوئی ہیں جو تواتر معنوی کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں اور یہ روایات اسلامی کتب کے مجموعہ جات مثلاً سنن، معاجم اور مسانید وغیرہ میں موجود ہیں۔''

(۶) شیخ جعفر کتانیؒ کا حوالہ:

''خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مہدیٔ منتظر کے بارے میں احایث متواترہ موجود ہیں، اسی طرح خروج دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی متواتر احادیث موجود ہیں۔'' (یہ تمام اقوال کتاب ''اشراط الساعۃ'' ص ۲۵۹ تا ص ۲۶۲ سے ماخوذ ہیں)

(۷) حافظ ابو جعفر عقیلیؒ کی وضاحت:

حافظ ابو جعفر عقیلیؒ اپنی کتاب ''کتاب الضعفاء'' میں علی بن نفیل نہدی کے حالات زندگی تحریر فرماتے ہوئے امام مہدیؒ سے متعلق اس کی روایت کردہ ایک حدیث

کے تحت فرماتے ہیں کہ:

''امام مہدیؒ کے بارے میں اس حدیث کے لیے اس کا کوئی متابع موجود نہیں اور نہ ہی یہ حدیث اس کے علاوہ کسی اور سے مشہور ہے البتہ اس سند کے علاوہ امام مہدیؓ کے بارے میں بہت سی جید احادیث وارد ہیں۔''

اسی طرح زیاد بن بیان الرقی کی سوانح حیات لکھتے ہوئے بھی کہا ہے کہ:

''امام مہدیؓ کے بارے میں بہت سی صحیح سند والی روایات موجود ہیں۔''

(۸) علامہ ابن حبانؒ کی تحقیق:

امام ابو حاتم ابن حبانؒ البستی نے اپنی صحیح میں متعدد ابواب امام مہدیؓ سے متعلق ذکر کر کے ان سے استدلال کیا ہے جس سے ان کے نزدیک بھی ان روایات کا صحیح اور قابل استدلال ہونا معلوم ہوتا ہے۔

(۹) امام ابوسلیمان خطابیؒ کا بیان:

امام ابوسلیمانی خطابیؒ، حضرت انس بن مالکؓ کی اس حدیث:

﴿لا تقوم الساعة حتى يتقارب الزمان وتكون السنة كالشهر والشهر كالجمعة.﴾ (الحدیث)

پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''سال کا مہینے کے برابر اور مہینے کا جمعہ کے برابر ہونا امام مہدیؓ کے زمانے میں ہوگا یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں یا پھر دونوں کے زمانے میں ہوگا۔''

(۱۰) امام بیہقیؒ کی رائے:

امام بیہقیؒ احادیث مہدیؓ پر یوں تبصرہ نگاری فرماتے ہیں:

''امام مہدیؓ کے ظہور سے متعلق وضاحت احادیث میں یقینی طور پر صحت کے ساتھ ثابت ہے اور یہ صحت سند کے اعتبار سے بھی ہے، نیز ان احادیث میں یہ بھی بیان ہے کہ امام مہدیؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں گے۔'' (کتاب البرہان: ج۱ص۳۳۰ تا ۳۳۲)

یہ چند علماء کرام کے اقوال آپ کے سامنے مشتے از نمونہ خروارے کے طور پر پیش کیے گئے ہیں اور ابھی اس سے زیادہ پیش کیے جا سکتے ہیں لیکن بخوف طوالت انہیں ترک کیا جاتا ہے۔

اب یہاں امام مہدیؓ کے بارے میں تصنیف شدہ کتابوں کی اجمالی فہرست بھی ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

﴿وہ کتابیں جن میں ضمناً امام مہدیؓ کا تذکرہ آیا ہے﴾

(۱)	المصنف لعبدالرزاق	اس میں گیارہ احادیث مہدی ہیں۔
(۲)	كتاب الفتن	یہ سب سے زیادہ قدیم اور وسیع ماخذ ہے جس میں احادیث مہدیؓ کثرت سے موجود ہیں۔
(۳)	الجامع للترمذی	اس میں تین احادیث مروی ہیں۔
(۴)	المصنف لابن ابی شیبة	اس میں سولہ روایات ہیں۔
(۵)	سنن ابن ماجه	اس میں سات احادیث مروی ہیں۔
(۶)	سنن ابی داؤد	اس میں تیرہ احادیث مروی ہیں۔

جبکہ بخاری اور مسلم میں امام مہدی کا نام لیے بغیر کچھ احادیث ذکر کی گئی ہیں جس کی تفصیل قارئین آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرما سکیں گے۔

امام مہدیؓ کے بارے میں مستقل تصانیف

کتاب کا نام	مصنف کا نام	نمبر شمار
بقول سہیلی کے انہوں نے اس موضوع کی احادیث کو جمع کیا تھا۔	ابن ابی خثیمہ بن زہیر بن حربؒ	(۱)
علامہ ابن حجرؒ نے ان کے رسالے کا ذکر کیا ہے۔	ابوالحسین احمد بن جعفر بن المناوی	(۲)
ابن قیم نے ان کی کتاب کا نام ''کتاب المہدی'' اور سیوطی نے ''اربعین'' ذکر کیا ہے۔	ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصبہانیؒ	(۳)
عقد الدرفی اخبار المهدی المنتظر.	یوسف بن یحیٰ السلمی الشافعیؒ	(۴)
''الفتن والملاحم'' میں انہوں نے اپنے رسالے کا تذکرہ کیا ہے۔	امام ابن کثیرؒ	(۵)
بقول عجلونی کے اس کتاب کا نام ''ارتقاء العرف'' ہے۔	علامہ سخاویؒ	(۶)
العرف الوردی فی اخبار المهدی.	علامہ سیوطیؒ	(۷)
تلخیص البیان فی علامات مهدی آخر الزمان.	ابن کمال پاشا حنفیؒ	(۸)
المهدی الی ماورد فی المهدی	محمد بن طولون الدمشقیؒ	(۹)
القول المختصر فی علامات المهدی المنتظر.	ابن حجر ہیتمی مکیؒ	(۱۰)

(۱۱)	شیخ علی متقی ہندیؒ	کتاب البرهان فی علامات مهدی آخر الزمان.
(۱۲)	ملا علی قاریؒ	المشرب الوردی فی مذهب المهدی.
(۱۳)	ابن بریدہؒ	بقول ابن مناوی کے اس رسالے کا نام "العواصم من الفتن القواصم" ہے۔
(۱۴)	مرعی بن یوسف الکرمیؒ	فوائد الفکر فی الامام المهدی المنتظر.
(۱۵)	محمد بن اسماعیل الامیر الصنعانیؒ	ان کی کتاب کا ذکر نواب صدیق حسن خان نے کیا ہے۔
(۱۶)	قاضی شوکانیؒ	التوضیح فی تواتر ماجاء فی المهدی المنتظر والدجال والمسیح
(۱۷)	شہاب الدین حلوانیؒ	القطر الشهدی فی اوصاف المهدی.
(۱۸)	محمد بن محمد البلبیسیؒ	انہوں نے امام حلوانیؒ کی مذکورہ کتاب کی شرح بنام "العطر الوردی" لکھی۔
(۱۹)	ابو العلاء ادریس العراقیؒ	بقول کتانی کے ان کا بھی امام مہدیؒ کے بارے میں ایک رسالہ ہے۔
(۲۰)	شیخ مصطفیٰ بکریؒ	الهداية الندية للامة المهدية فيما جاء في فضل الذات المهدية.
(۲۱)	محمد بن عبدالعزیز مانعؒ	تحدیق النظر فی اخبار الا مام المنتظر.
(۲۲)	رشید راشد الحلبیؒ	تنویر الرجال فی ظهور المهدی و الدجال.
(۲۳)	احمد بن محمد بن صدیقؒ	المرشد المبدی لفساد طعن ابن خلدون فی احادیث المهدی.

(۲۴)	عبدالمحسن العبادؒ	الـرد عـلـى من كذب بالا حاديث الصحيحة الواردة فى المهدى.
(۲۵)	شیخ عبدالعلیم عبدالعظیمؒ	الاحـاديـث الـواردة فـى المهدى فى ميزان الجرح والتعديل.
(۲۶)	....	الـنجم الثاقب فى بيان ان المهدى من اولاد على بن ابى طالب.
(۲۷)	....	رسـالة فـى الـمهـدى (ملـخصًـا از كتـاب البرهان ج ۱ ص ۳۴۷ تا ص ۳۵۸)
(۲۸)	مولانا اشرف علی تھانویؒ	مؤخرة الظنون عن ابن خلدون. وغيره.

امام مہدیؓ افضل یا شیخین؟

حضرت امام مہدیؓ کے متعلق علامہ ابن سیرینؒ کے اس قول کی حقیقت بھی معلوم کر لینا ضروری ہے جس میں انہوں نے حضرت امام مہدیؓ کو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پر فضیلت دی ہے چنانچہ نعیم بن حمادؒ ان کے اس قول کو اس طرح نقل کرتے ہیں:

﴿عن ابن سيرين قيل له المهدى خير او ابوبكر و عمر رضى الله عنهما؟ قال هو اخير منهما ويعدل بنبى﴾

(کتاب الفتن: ص ۲۵۰)

''علامہ ابن سیرینؒ سے پوچھا گیا کہ امام مہدیؓ زیادہ بہتر ہیں یا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما؟ تو ابن سیرین نے کہا کہ امام مہدیؓ ان دونوں سے زیادہ بہتر ہیں اور نبی کے برابر ہیں''

اس قسم کی دو روایتیں علامہ سیوطیؒ نے بھی الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۹۲ پر نقل فرمائی ہیں جن میں سے ایک روایت تو ضمرہ کی سند سے ابن سیرین سے یوں منقول ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اذا كان ذلك فاجلسوا فى بيوتكم حتى تسمعوا على الناس بخير من ابى بكر و عمر، قيل افياتى خير من ابى بكر و عمر؟ قد كان يفضل على بعض﴾ (الحاوی للفتاوی: ج ۲ ص ۲۹)

''جب فتنوں کا زمانہ آ جائے تو تم اپنے گھروں میں بیٹھ جانا یہاں تک کہ تم حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ بہتر آدمی کے آنے کی خبر کا سن لو (پھر باہر نکلنا) لوگوں نے پوچھا کہ کیا حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بھی افضل کوئی شخص آئے گا؟ فرمایا کہ وہ تو بعض انبیاء پر فضیلت رکھتا ہوگا۔''

اس روایت کے الفاظ میں کچھ کمی معلوم ہوتی ہے، غالباً کتابت کی غلطی ہے کیونکہ ''افیاتی خیر من ابی بکر و عمر؟'' کے بعد ''قال'' کا لفظ ہونا چاہیے جو ابن سیرین کے جواب پر دلالت کرے، پھر ''قد کان'' میں زیادہ صحیح ''قد کاد'' معلوم ہوتا ہے کیونکہ علامہ ابن حجر مکیؒ اپنی کتاب ''القول المختصر فی علامات المهدی المنتظر'' ص ۷۱ پر ''کاد'' کا لفظ ہی تحریر فرماتے ہیں اسی طرح لفظ ''بعض'' کے بعد ''الانبیاء'' کا لفظ بھی ہونا چاہیے جیسا کہ علامہ ابن حجر مکیؒ ہی کی مذکورہ صدر کتاب میں یہ لفظ موجود ہے۔

علامہ سیوطیؒ نے دوسری روایت مصنف ابن ابی شیبہ کے حوالے سے نقل کی ہے جس میں ابن سیرین کا قول یوں نقل کیا گیا ہے:

﴿یکون فی هذه الامة خلیفة لا یفضل علیه ابوبکر ولا عمر﴾ (الحاوی: ج ۲ ص ۹۳)

''اس امت میں ایک خلیفہ ہوگا جس پر حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو بھی فضیلت نہ ہوگی۔''

اس موقع پر یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ اولاً تو علامہ ابن سیرین کا اپنا قول ہے، کتب حدیث و اشراط ساعۃ میں علامہ ابن سیرین (اور غالباً ایک اور بزرگ) کے علاوہ کسی اور سے اس قسم کا قول منقول نہیں۔ ثانیاً یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کے ایک راوی یحییٰ بن الیمان کو محدثین کرام نے ضعیف قرار دیا ہے ثالثاً یہ کہ اگر اس قول کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس میں ایسی تاویل کی جائے گی جس سے علامہ ابن سیرین کا قول بھی درست ہو جائے اور صحیح احادیث کے ساتھ تعارض بھی نہ آئے چنانچہ مختلف علماء کرام نے اس قول کی مختلف توجیہات ذکر کی ہیں۔

علامہ سیوطیؒ کا جواب

علامہ سیوطیؒ نے مذکورہ صدر دونوں روایتوں کو نقل کر کے اپنا تبصرہ یوں تحریر فرمایا ہے:

''میرے نزدیک ان دونوں حدیثوں کی وہی تاویل کی جائے گی جو اس حدیث کی کی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آخری زمانے میں نیک عمل کرنے والے کے لیے تم میں سے پچاس کے برابر اجر وثواب ہوگا۔ یعنی فتنوں کی شدت اور کثرت کی وجہ سے پچاس کے برابر اجر ملے گا، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اخیر زمانے کے مسلمان، صحابہ کرامؓ سے بڑھ جائیں گے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان کی فضیلت اتنی زیادہ ہے، اسی طرح امام مہدیؒ کو شیخینؓ سے افضل قرار دینا اس وجہ سے ہے کہ امام مہدیؒ کے زمانے میں فتنوں کی شدت ہوگی چنانچہ ایک طرف تو رومی حملہ آور ہونے کے لیے پر تول رہے ہوں گے اور دوسری طرف دجال ان کا محاصرہ کیے ہوگا، اس سے وہ فضیلت ہرگز مراد نہیں جو زیادہ ثواب اور بلندی درجہ کی طرف لوٹتی ہے اس لیے کہ صحیح احادیث اور اجماع اس بات پر دال ہیں کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما، انبیاء ومرسلین کے بعد پوری مخلوق سے افضل ہیں۔

(الحاوی للفتاوی: ج ۲ص ۹۳)

علامہ ابن حجر ہیتمی مکیؒ کا جواب

علامہ سیوطیؒ کے اس جواب کو علامہ ابن ہجر ہیتمی مکیؒ نے بھی اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور آخر میں تحریر فرمایا ہے:

''امام مہدیؒ کی افضلیت اور ثواب کا اضافہ ایک امر نسبی ہے اس لیے کہ کبھی کبھار مفضول میں کچھ ایسی خصوصیات ہوتی ہیں جو افضل میں نہیں ہوتیں اسی وجہ سے تو طاؤس نے امام مہدیؒ کا زمانہ پانے کی تمنا کی ہے اس لیے کہ امام مہدیؒ کے زمانے میں نیک کام

کرنے والے کو زیادہ ثواب ملے گا اور گناہ گار کو توبہ کی توفیق ہو گی۔...... الخ'' (القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر :ص ۷۱)

علامہ سید محمد برزنجیؒ کا جوب

سید برزنجیؒ، علامہ سیوطیؒ کی تحقیق نقل کرنے کے بعد اپنی تحقیق یوں رقم فرماتے ہیں:

''تحقیقی بات یہ ہے کہ باہمی فضیلت کی جہات مختلف ہوسکتی ہیں اس لیے ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ ہم کسی ایک فرد کو مطلق فضیلت دیدیں ہاں! اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کسی کو کلی فضیلت دے دیں تو اور بات ہے ورنہ درست نہیں، کیونکہ ہر مفضول میں کسی نہ کسی جہت سے کوئی ایسی اضافی چیز پائی جاتی ہے جو افضل میں نہیں ہوتی......'' الخ (الاشاعۃ:ص ۲۳۸)

معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو اگرچہ صحبت نبوی، مشاہدۂ وحی اور سبقت اسلام کی وجہ سے امام مہدیؒ پر فضیلت حاصل ہے اور امام مہدیؒ ان سے کم درجے کے ہیں لیکن کچھ مخصوص صفات ان میں بھی ہیں جو شیخینؓ میں نہیں اس لیے علامہ ابن سیرینؒ نے انہیں شیخینؓ سے بہتر قرار دیا ہے۔

ملا علی قاریؒ نے اپنی کتاب ''المشرب الوردی فی مذہب المہدی'' میں تحریر فرمایا ہے کہ:

''امام مہدیؒ کی افضلیت پر یہ چیز بھی دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ''خلیفۃ اللہ'' فرمایا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زیادہ سے زیادہ ''خلیفۂ رسول اللہ'' کہا جاتا ہے۔''

(الاشاعۃ:ص ۲۳۸)

یہ بات تو آپ کے علم میں ہوگی کہ اگر کسی کو کسی پر کوئی جزوی فضیلت حاصل ہو

جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس پر مکمل فضیلت پالے گا ورنہ دنیا میں کوئی افضل، افضل نہیں رہے گا اور کوئی مفضول، مفضول نہیں رہے گا۔

رہا علامہ ابن سیرین کا یہ کہنا کہ ''مہدی تو بعض انبیاء کے درجے کے قریب پہنچنے والے تھے۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتداء کریں گے اور یہ امام ہوں گے اور امام، مقتدی سے افضل ہوتا ہے اس لیے امام مہدیؒ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ جزوی فضیلت حاصل ہوگئی لیکن یہ کوئی مضبوط دلیل نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے تو کیا اس وجہ سے حضرت ابوبکر اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہوگئے؟ ظاہر ہے کہ یہ قول کسی نے اختیار نہیں کیا اسی طرح امام مہدیؒ کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کلی فضیلت حاصل نہیں ہے۔

باب دوم

حضرت امام مہدیؓ کا نام ونسب

محمد بن عبداللہ، حسنی یا حسینی، حضرت عباسؓ کی اولاد میں ے؟ !ب
اورکنیت، جائے پیدائش، سیرت اور حلیہ مبارکہ

﴿حضرت امام مہدیؓ کا نام ونسب﴾

حضرت امام مہدیؓ کا نام:

حضرت امام مہدیؓ کے نام ونسب کے سلسلے میں مستند روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان کا نام حضور ﷺ کے نام کے مشابہ ہوگا اور ان کے والد کا نام حضور ﷺ کے والد کے نام جیسا ہوگا چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿المهدی يواطئ اسمه اسمی، واسم ابيه اسم ابی﴾

(کتاب الفتن: ص۲۶۰)

''مہدی کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور ان کے والد کا نام میرے والد کے نام کے جیسا ہوگا۔''

اسی طرح مشکوٰۃ شریف میں ترمذی اور ابوداؤد کے حوالہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے:

﴿عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من اهل بيتی يواطئ اسمه اسمی رواه الترمذی و ابوداؤد﴾

(مشکوٰۃ المصابیح: ص۴۷۰)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ میرے گھر والوں میں سے ایک شخص، جس کا نام میرے نام کے موافق ہو گا، پورے عرب کا مالک نہ ہوجائے۔''

اس روایت میں صرف اتنا مذکور ہے کہ حضرت امام مہدیؓ کا نام حضور ﷺ

کے نام جیسا ہوگا، ان کے والد گرامی کے نام کا تذکرہ نہیں ہے جبکہ ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

﴿لولم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللّٰہ ذلک الیوم حتی یبعث اللّٰہ فیہ رجلا منی اومن اھل بیتی یواطئ اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملأ الارض قسطاو عدلا کما ملئت ظلما وجوراً﴾ (مشکوۃ المصابیح:ص ۴۷۰)

''اگر دنیا کے ختم ہونے میں صرف ایک دن باقی بچ جائے (اور مہدیؓ نہ آئے) تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو اتنا لمبا کردیں گے کہ اس میں مجھ سے یا (فرمایا کہ) میرے گھر والوں میں سے ایک آدمی کو بھیجیں گے جس کا نام میرے نام جیسا اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کی طرح ہوگا، وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی۔''

اسی طرح امام قرطبیؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت نقل کی ہے۔

﴿ذکر رسول اللّٰہ ﷺ بلا یا تصیب ھذہ الامۃ حتی لا یجد الرجل ملجأ یلجا الیہ من الظلم فیبعث اللّٰہ رجلا من عترتی اھل بیتی فیملأبہ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلماً﴾ (التذکرہ:ص ۷۰۰)

نیز امام قرطبیؒ ہی نے امام ترمذیؒ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ روایت بھی نقل کی ہے:

﴿لولم یبق من الدنیا الا یوم. قال زائدۃ فی حدیثہ. لطول اللّٰہ ذلک الیوم حتی یبعث فیہ رجلا من امتی او من اھل بیتی یواطئ اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی. خرجہ الترمذی بمعناہ وقال حدیث حسن صحیح﴾ (التذکرہ:ص ۷۰۰)

اسی سلسلے کی ایک اور روایت ملا علی قاریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بحوالہ ابن ماجہ مرفوعاً نقل کی ہے۔

﴿لولم یبق من الدنیا الایوم لطول اللّٰہ ذلک الیوم حتی یملک رجل من اھل بیتی یملک جبال الدیلم والقسطنطینیۃ﴾ (مرقاۃ المفاتیح: ج۱۰ص۱۷۴)

''اگر دنیا کی مدت ختم ہونے میں صرف ایک دن باقی بچ جائے (اور مہدیؒ نہ آئے) تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو لمبا کر دیں گے یہاں تک کہ میرے گھر والوں میں سے ایک آدمی دیلم اور قسطنطنیہ کے پہاڑوں کا مالک ہو جائے۔''

ان مذکورہ روایات پر ایک طالب علمانہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ ان تمام احادیث میں ''رجل'' یا ''رجلا'' کا لفظ ہے جو کہ نکرہ ہے، کسی معین شخص پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا پھر اس سے امام مہدیؒ کیسے مراد ہو سکتے ہیں؟ اس سوال کا جواب حضرت مولانا سید محمد بدر عالم مہاجر مدنیؒ کی زبانی ملاحظہ ہو، حضرتؒ نے صحیح مسلم کے حوالے سے امام مہدیؒ کی صفات ذکر کرنے کے بعد تجزیہ کے طور پر تحریر فرمایا ہے کہ:

''یہ تمام صفات ان صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں جن میں محدثین کو کوئی کلام نہیں۔ اب گفتگو ہے تو صرف اتنی بات میں ہے کہ یہ خلیفہ کیا امام مہدیؒ ہیں یا کوئی اور دوسرا خلیفہ؟ دوسرے نمبر کی حدیثوں میں یہ تصریح موجود ہے کہ یہ خلیفہ امام مہدیؒ ہوں گے، ہمارے نزدیک صحیح مسلم کی حدیثوں میں جب اس خلیفہ کا تذکرہ آ چکا ہے تو پھر دوسرے نمبر کی حدیثوں میں جب وہی تفصیلات اس کے نام کے ساتھ مذکور ہیں تو ان کو بھی صحیح مسلم ہی کی حدیثوں کے حکم میں سمجھنا چاہیے۔ اس لیے اب اگر یہ کہہ دیا جائے کہ امام

مہدیؒ کا ثبوت خود صحیح مسلم میں موجود ہے تو اس کی گنجائش ہے۔''

(ترجمان السنۃ: ج ۴ص ۳۷۸)

بہر حال! مذکورہ بالا روایات سے اتنی بات تو واضح ہوگئی کہ حضرت امام مہدیؒ کا نام، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی طرح ''محمد'' ہوگا اور ان کے والد کا نام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد کے نام کی طرح ''عبداللہ'' ہوگا البتہ ان کی والدہ کے نام کے سلسلے میں کوئی روایت نہیں ملی، علامہ سید زنجیؒ نے بھی اپنی کتاب ''الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' میں یہی تحریر فرمایا ہے کہ ''تلاش کے باوجود مجھے آپ کی والدہ کا نام روایات میں کہیں نہیں ملا۔'' (الاشاعہ: ص ۲۰۵)

لیکن حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور مولانا بدر عالمؒ نے بھی بحوالہ شاہ رفیع الدینؒ کے امام مہدیؒ کی والدہ کا نام ''آمنہ'' تحریر فرمایا ہے چنانچہ حضرت کاندھلویؒ نے ''ظہور مہدی'' کے عنوان کے تحت تحریر فرمایا ہے۔

''اس کا نام محمد اور اس کے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہو گا۔'' (عقائد الاسلام اول: ص ۶۳)

اور حضرت مولانا سید محمد بدر عالم صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

''آپ کا اسم شریف محمد، والد کا نام عبداللہ، والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہوگا۔'' (ترجمان السنۃ ج ۴ص ۳۷۲)

اس موقع پر یہ بات ذہن میں رہے کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا نام ''محمد بن عبداللہ'' حدیث میں وارد نہیں بلکہ حدیث میں فقط اتنا ہے کہ ان کا نام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے مشابہ ہوگا اور ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو نام قرآن کریم میں صراحۃً بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) محمد .... پورے قرآن میں چار مرتبہ استعمال ہوا۔

(۲) احمد .... پورے قرآن میں ایک مرتبہ استعمال ہوا۔

اس لیے اب یہ کہا جائے گا کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا یا احمد بن عبداللہ۔

حضرت امام مہدیؓ کا نسب

حضرت محمد بن عبداللہ المہدیؓ جو کہ نام اور کام دونوں میں حضور ﷺ کے مشابہ ہوں گے، جیسا کہ آئندہ تفصیل سے یہ بات آپ کے سامنے آئے گی، حضور ﷺ کی اولاد میں سے ہوں گے اور اولاد بھی اس کی جس کو ''سیدۃ نساء اہل الجنۃ'' کا خطاب دیا گیا ہے چنانچہ نعیم بن حماد نے قتادہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن المسیبؒ سے پوچھا۔

قتادہ: کیا امام مہدیؓ کا ظہور برحق ہے؟

سعید: ہاں! برحق ہے!

قتادہ: وہ کن میں سے ہوں گے؟

سعید: قریش میں سے!

قتادہ: قریش کے کون سے خاندان میں سے ہوں گے؟

سعید: بنو ہاشم میں سے!

قتادہ: بنو ہاشم کے کون سے خاندان میں سے ہوں گے؟

سعید: بنو عبدالمطلب میں سے!

قتادہ: عبدالمطلب کی کون سی اولاد میں سے ہوں گے؟

سعید: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے!

(کتاب الفتن: ص ۲۶۱)

اسی طرح حضرت امام مہدیؓ کے نسب کے سلسلے میں نعیم بن حماد ہی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ذکر کی ہے:

﴿عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال: یا رسول اللہ المہدی منا ائمۃ الہدی ام من غیرنا؟ قال بل منا، بنا یختم الدین کما بنا فتح، وبنا یستنقذون من ضلالۃ

الفتنة كما استنقذوا من ضلالة الشرک، وبنا يؤلف اللّٰه بين قلوبهم في الدين بعد عداوة الفتنة كما الف اللّٰه بين قلوبهم ودينهم بعد عداوة الشرک.“﴾

(کتاب الفتن: ص۲۶۲، کتاب البرہان: ج۲ص۵۷۳)

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مہدی ہم ائمہ ہدایت میں سے ہوں گے یا ہمارے علاوہ کسی اور خاندان سے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا نہیں! بلکہ وہ ہم میں سے ہوں گے، اور جس طرح دین کی ابتداء ہم سے ہوئی ہے اسی طرح اختتام بھی ہم پر ہی ہوگا، اور ہماری ہی وجہ سے لوگ فتنہ کی گمراہیوں سے نجات پائیں گے جس طرح کہ شرک کی گمراہی سے انہوں نے ہماری وجہ سے نجات پائی، نیز ہمارے ہی ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں فتنہ کی عداوت کے بعد اسی طرح دینی الفت پیدا فرما دیں گے جس طرح شرک کی عداوت کے بعد ان کے دلوں میں دینی الفت پیدا فرمائی۔“

اس طرح حضرت ابوسعید خدریؓ سے امام مہدیؑ کے نسب کے سلسلے میں مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿هو من عترتي﴾ (کتاب الفتن: ص۲۶۳)

”وہ میری اولاد میں سے ہوگا۔“

جبکہ حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں ”المهدی من عترتي“ کے الفاظ ہیں۔ اور حضرت ام سلمہؓ ہی کی ایک روایت میں ”المهدی من ولد فاطمة“ کے الفاظ بھی ہیں۔ (ابن ماجہ: ۴۰۸۶)

لفظ ''عترت'' کی تحقیق

اس سے قبل بھی ''عترت'' کا لفظ گزرا ہے اور یہاں بھی آیا ہے اس کی تشریح محدث شہیر ملا علی قاریؒ کی زبانی ملاحظہ ہو:

﴿قال بعض الشراح العترة ولدالرجل من صلبه وقد تكون العترة الاقرباء ايضا وهى العمومة قلت المعنيان لا يلائمان بيانه بقوله "من اولاد فاطمة رضى الله عنها" وفى النهاية عترة الرجل اخص اقاربه وعترة النبى ﷺ بنو عبدالمطلب وقيل قريش كلهم والمشهورالمعروف انهم الذين حرمت عليهم الزكوة اقول المعنى الاول هو المناسب للمرام وهو لا ينافى ان يطلق على غيره بحسب مايقتضيه المقام وقيل عترته اهل بيته لخبر ورد و قيل ازواجه وذريته وقيل اهله وعشيرته الا قربون وقيل نسله الادنون وعليه اقتصر الجوهرى قلت وهوالذى ينبغى هنا ان عليه يقتصر ويختصر"﴾ (مرقاة: ج۱ص۱۷۴،۱۷۵)

''بعض شارحین نے کہا ہے کہ ''عترۃ'' انسان کی صلبی اولاد کو کہتے ہیں اور کبھی اس کا اطلاق قریبی رشتہ داروں مثلاً چچا زاد وغیرہ پر بھی ہوتا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں معنی حضور ﷺ کے ارشاد کہ ''وہ فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں گے'' کے مناسب نہیں، نہایہ میں ہے کہ ''عترۃ'' انسان کے خاص قریبی رشتہ داروں کو کہتے ہیں اور جب یہ لفظ حضور ﷺ کے لیے استعمال ہو تو اس سے مراد بنی عبدالمطلب ہوں گے اور ایک قول یہ ہے کہ سارے قریش مراد ہوں گے اور مشہور و معروف قول یہ ہے کہ ''عترۃ'' سے وہ لوگ مراد ہیں

جن پر زکوٰۃ لینا حرام کر دیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہاں پہلا معنی ہی مقصود کے مناسب ہے اور یہ اس بات کے منافی نہیں کہ مقام کے اعتبار سے لفظ ''عترۃ'' سے مراد اہل بیت نبوی ہیں بخوائے حدیث، اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے آپ کی ازواج و اولاد مراد ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے آپ کے اہل وعیال اور قریبی رشتہ دار مراد ہیں اور آخری قول یہ ہے کہ اس سے آپ کی قریبی نسل مراد ہے اور جوہری نے اسی پر اکتفاء کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس مقام پر یہی قول اختیار کرنے پر اکتفاء کرنا بہتر اور مناسب ہے۔''

گویا لفظ ''عترت'' کی تحقیق میں نو اقوال ہیں جن میں سے حسب بیان جوہری اور اعتمادِ ملا علی قاریؒ آخری معنی زیادہ راجح ہے یعنی آپ کی قریبی نسل۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

﴿المهدی منا اهل البيت يصلحه الله فی ليلة﴾ (ابن ماجہ: ۴۰۸۰)

''مہدی ہمارے گھر والوں میں سے ہوں گے جن کی اصلاح اللہ تعالیٰ ایک رات میں کردیں گے''

جبکہ کتاب الفتن ص ۲۵۵ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یوں ہیں:

﴿المهدی يصلحه الله تعالىٰ فی ليلة واحدة﴾

یہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ظہور سے قبل حضرت امام مہدیؒ میں کچھ ایسی باتیں بھی ہوں گی جو ان کے منصب ولایت کے مناسب نہیں ہوں گی اس لیے اللہ تعالیٰ ظہور سے قبل ایک ہی رات میں ان کی اصلاح فرما کر ان کو اس امر عظیم کے لیے تیار کردیں گے۔

حضرت امام مہدیؒ حسنی ہوں گے یا حسینی؟

مذکورہ بالا تقریر سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا نام نامی محمد بن عبداللہ یا احمد بن عبداللہ ہوگا اور وہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے یا حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے؟ سو اس سلسلے میں اختلاف ہے، بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ وہ حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے نہ کہ حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے، چنانچہ بذل المجہود: ج ۵ ص ۱۰۲ کے حاشیے پر یہ مرقوم ہے:

﴿وحکی الدمنتی فی حواشیہ نفی کونہ من اولاد الحسین رضی اللہ عنہ کما فی الدرجات﴾

''دمنتی نے اپنے حواشی میں امام مہدیؒ کے حضرت حسینؓ کی اولاد سے ہونے کی نفی بیان کی ہے جیسا کہ کتاب درجات میں ہے''

اسی طرح حضرت کاندھلویؒ نے فیض القدیر للمناوی ج ۶ ص ۲۷۹ کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے:

﴿وما روی من کونہ من اولاد الحسین فواہ جدا﴾

(التعلیق الصبیح: ج ۶ ص ۱۹۷)

''حضرت مہدیؒ کے حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے ہونے کی روایت انتہائی ضعیف ہے۔''

اور بعض دوسرے حضرات کا کہنا ہے کہ امام مہدیؒ حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے ہوں گے اور ان کا مستدل حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی وہ روایت ہے جس کو حاکم اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

﴿یخرج رجل من ولدالحسین من قبل المشرق، لو

استقبلته الجبال لهدمها واتخذ فيها طرقا﴾

(کتاب الفتن: ص ۲۶۳)

''حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے مشرق کی طرف سے ایک آدمی نکلے گا، اگر اس کے راستے میں پہاڑ بھی حائل ہو جائیں تو وہ ان کو بھی گرا کر اس میں اپنا راستہ بنالے گا۔''

نیز علامہ سید برزنجیؒ کی عبارت سے بھی حضرت امام مہدیؓ کے حسینی ہونے کا ثبوت ملتا ہے، انہی کی زبانی ملاحظہ ہو:

﴿ويسير المهدى بالجيوش حتى يصير بوادى القرى، وهو من المدينة على مرحلتين الى جهة الشام فى هدوء ورفق ويلحقه هناك ابن عمه الحسنى فى اثنى عشر الفًا. فيقول له يا ابن عما انا احق بهذا الامر منك انا ابن الحسن وانا المهدى فيقول له المهدى بل انا المهدى فيقول الحسنى هل لك من آية فابايعك؟ فيومى المهدى عليه السلام الى الطير فيسقط على يديه ويغرس قضيبا يابسا فى بقعة من الارض فيخضر و يورق، فيقول الحسنى يا ابن عمى! هى لك.﴾ (الاشاعہ: ص ۲۱۰)

''اور امام مہدیؓ اپنی افواج کے ساتھ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ''وادئ قریٰ'' تک جا پہنچیں گے۔ ''جو کہ مدینہ سے شام کی طرف جاتے ہوئے دو مرحلوں کے فاصلے پر ہے۔'' وہاں انہیں ان کے چچازاد حسنی بھائی بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ ملیں گے اور کہیں گے کہ میں چونکہ حضرت حسنؓ کا بیٹا اور مہدی ہوں اس لیے اس امر (خلافت) کا تم سے زیادہ حق دار ہوں، امام مہدیؓ کہیں گے کہ نہیں! مہدی تو میں ہوں، حسنی کہیں گے کہ آپ کے پاس کوئی نشانی بھی

ہے جس کو دیکھ کر میں آپ کی بیعت کروں؟ اس پر امام مہدیؒ ایک پرندے کی طرف اشارہ کریں گے، وہ ان کے سامنے آ گرے گا اور ایک خشک بانس زمین کے ایک حصے میں گاڑ دیں گے وہ اسی وقت سرسبز ہو جائے گا اور برگ و بار لانے لگے گا، یہ دیکھ کر حسنی کہیں گے کہ اے میرے چچازاد بھائی! یہ آپ کا ہی حق ہے۔"

معلوم ہوا کہ حضرت امام مہدیؒ حسینی ہوں گے نہ کہ حسنی اور ماقبل میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ امام مہدیؒ حسنی ہوں گے۔ اب اس کا فیصلہ حضرت ملا علی قاریؒ کی زبانی ملاحظہ ہو۔

﴿واختلف فی انہ من بنی الحسن او من بنی الحسین ویمکن ان یکون جامعابین النسبتین الحسنین والاظہر انہ من جھة الاب حسنی و من جانب الام حسینی﴾

(مرقاۃ المفاتیح: ج ۱۰ ص ۱۷۴)

"اور اس بات میں اختلاف ہے کہ امام مہدیؒ حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے یا حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ دونوں کی نسبت کو جمع کیے ہوئے ہوں گے اور اس میں ظاہر ترین بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی ہوں گے۔"

تقریباً یہی بات بذل المجہود فی حل ابی داؤد ج ۵ ص ۱۰۲ پر اور التعلیق الصبیح ج ۶ ص ۱۹۶ پر بھی مذکور ہے۔ اور حضرت کاندھلویؒ نے اس کی تائید میں طبرانی کی روایت بھی پیش کی ہے جو اگرچہ ضعیف ہے لیکن تتابع کی وجہ سے اس کا ضعف رفع ہو جاتا ہے اور وہ روایت یہ ہے:

﴿ اخرج ابو نعیم ان رسول اللہ ﷺ قال لفاطمة والذی بعثنی بالحق ان منھما یعنی الحسن والحسین

مہدی من ولد العباس عمی﴾ (التعلیق الصبیح: ج ۶ ص ۱۹۶)

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک مرتبہ) حضرت فاطمہؓ سے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا کہ ان دونوں یعنی حسنؓ اور حسینؓ کی اولاد میں سے مہدی ہوں گے، میرے چچا عباس کے خاندان میں سے۔''

ایک عجیب نکتہ:

حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے نجیب الطرفین ہونے پر ملا علی قاریؒ نے بڑا عجیب نکتہ بیان فرمایا ہے اور وہ یہ کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو صاحبزادے تھے، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد تمام انبیاء حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں آئے، جبکہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور وہ اکیلے ہی ان سب کے قائمقام بن گئے اور آپ کی تشریف آوری اولاد اسماعیل کے لیے باعث عزت و شرافت بن گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''خاتم الانبیاء'' ٹھہرے، اسی طرح جب اکثر ائمہ اور اولیاء کرام حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے ہوئے تو مناسب تھا کہ حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے بھی ایک ایسا شخص آئے جو ان سب کے قائمقام ہوکر ''خاتم الاولیاء'' قرار پائے اس کے لیے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا انتخاب کیا گیا۔

اس موقع پر ملا علی قاریؒ کی عبارت ملاحظہ ہو:

﴿قیاسا علی ماوقع فی ولدی ابراھیم. وھما اسمعیل واسحق علیھم الصلوۃ والسلام. حیث کان انبیاء بنی اسرائیل کلھم من بنی اسحق وانما نبئ من ذریۃ اسمعیل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وقام مقام الکل ونعم العوض وصار خاتم الانبیاء فکذلک لماظھرت اکثر الائمۃ

واکابر الامة من اولاد الحسین فناسب ان ینجبر الحسن بان اعطی له ولد یکون خاتم الاولیاء ویقوم مقام سائر الاصفیاء علی انه قدقیل لما نزل الحسن رضی الله عنه عن الخلافة الصوریة کما ورد فی منقبتہ فی الاحادیث النبویة اعطی له لواء ولایة المرتبة القطبیة فالمناسب ان یکون من جملتها النسبة المهدویة المقارنة للنبوة العیسویة واتفاقهما علی اعلاء کلمة الملة النبویة علی صاحبها الوف سلام وآلاف التحیة﴾

(مرقاۃ المفاتیح: ج ۱۰ص ۱۷۴)

اس عبارت میں ملا علی قاریؒ نے دو وجہیں ذکر فرمائی ہیں، ایک تو وہی جو پیچھے بیان ہوئی اور دوسری یہ کہ حضرت حسینؓ نے خلافت کو رضاء خداوندی کی خاطر چھوڑا اور اپنے بھائی حضرت حسینؓ کو بھی اس سے روکا جس کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے انہیں قطب کے اعلیٰ مقام پر فائز فرما دیا اور ان کی اولاد میں خلافت رکھ دی چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے امام مہدیؓ کو خلیفہ بنا دیں گے کیونکہ یہ عادۃ اللہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کوئی چیز چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو یا اس کی اولاد کو اس سے بہترین چیز عطا فرما دیتے ہیں۔

تقریباً یہی بات خاتم المحدثین حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے التعلیق الصبیح ج ۶ ص ۱۹۷ پر تحریر فرمائی ہے۔

﴿کیا امام مہدیؓ حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہوں گے؟﴾

مذکورۂ بالا روایات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ امام مہدیؓ، حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے نجیب الطرفین سید ہوں گے لیکن اس پر حضرت عثمان بن عفانؓ کی روایت سے اعتراض لازم آتا ہے جس میں یہ ہے کہ امام مہدیؓ، حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہوں

گے۔ (کتاب البرہان ج ۲ص ۵۹۱، مرقاۃ المفاتیح ج ۱۰ص ۱۷۵)

اس کا جواب دیتے ہوئے علامہ ابن حجر ہیتمی مکی تحریر فرماتے ہیں:

﴿ويمكن الجمع بانه لا مانع من ان يكون ذريته ﷺ وللعباس فيه ولادة من جهة ان امهاته عباسية والحاصل ان للحسن فيه الولادة العظمى لان احاديث كونه من ذريته اكثر وللحسين فيه ولادة ايضا وللعباس فيه ولادة ايضا ولا مانع من اجتماع ولادات المتعددين في شخص واحد من جهات مختلفة﴾ (القول المختصر: ص ۲۳)

''ان مختلف روایات کو اس طرح جمع کرنا ممکن ہے کہ امام مہدیؓ (اصالۃً) تو حضور ﷺ کی ذریت میں سے ہوں گے اور (تبعاً) حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے بھی اس اعتبار سے ہوں گے کہ ان کے سلسلۂ نسب میں سب سے زیادہ حضرت حسنؓ کی نسبت نمایاں ہوگی اس لیے کہ اس قسم کی روایات زیادہ ہیں اس کے بعد حضرت حسینؓ اور پھر حضرت عباسؓ کی ولادت بھی اس میں شامل ہوگی اور ایک ہی شخص میں مختلف جہات سے متعدد ولادتوں کا جمع ہونا ممکن ہے۔''

علامہ ابن حجر مکیؒ کے اس جواب کو آسان لفظوں میں اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ ایک آدمی کئی آدمیوں کی اولاد ہو سکتا ہے مثلاً ایک شخص کے سلسلۂ نسب میں اس کے آباؤ اجداد میں سے کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا جو مثلاً حضرت عباسؓ کے خاندان میں سے تھی، اس کے یہاں جو اولاد ہوئی اس نے حضرت حسینؓ کے خاندان میں سے کسی عورت کے ساتھ نکاح کر لیا پھر اس کے یہاں جو اولاد ہوئی اس نے حضرت حسنؓ کے خاندان کے ساتھ مناکحت کا تعلق کر لیا اور ظاہر ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس طرح امام مہدیؒ کے نسب کی روایات میں کوئی تعارض اور اختلاف باقی نہیں رہتا۔

جبکہ اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے حضرت ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں

﴿واما ماروا ه الدارقطنی فی الافراد عن عثمان رضی اللّٰہ عنہ المہدی من ولد العباس عمی فمع ضعف اسنادہ محمول علی المہدی الذی وجد من الخلفاء العباسیۃ اویکون للمہدی الموعود ایضا نسبۃ نسبیۃ الی العباسیۃ﴾ (مرقاۃ المفاتیح: ج ۱۰ص ۱۷۵)

''باقی رہی وہ روایات جس کو دار قطنی نے افراد میں حضرت عثمانؓ سے روایت کیا ہے کہ مہدی میرے چچا عباسؓ کی اولاد میں سے ہوں گے تو اس کی سند ضعیف ہونے کے ساتھ ساتھ یہ روایت خلفاءِ عباسیہ میں سے خلیفہ مہدی پر محمول ہے یا پھر مہدی موعود کی بھی نسبی طور پر بنو عباس کی طرف نسبت ہو گی۔''

گویا ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کے تین جواب دیئے ہیں:

(۱) اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

(۲) اس کا محمل خلیفہ مہدی عباسی ہے۔

(۳) یہ بھی ممکن ہے کہ مہدیؑ موعود کے نسب نامے میں عباسی خاندان کا کوئی فرد ہو۔

﴿حضرت امام مہدیؓ کا لقب اور کنیت﴾

جیسا کہ اس سے قبل یہ بات تفصیل سے بیان ہو چکی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا اسم گرامی محمد بن عبداللہ یا احمد بن عبداللہ ہو گا چنانچہ سید برزنجیؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿اما اسمہ ففی اکثر الروایات انہ محمد وفی بعضھا انہ احمد واسم ابیہ عبداللّٰہ﴾ (الاشاعۃ ص ۱۹۲)

''حضرت امام مہدیؓ کا نام اکثر روایات میں محمد اور بعض میں احمد مذکور ہے اور ان کے والد کا نام عبداللہ ہو گا۔''

یہی بات شیخ یوسف بن عبداللہ الوابل نے اپنی کتاب اشراط الساعۃ ص ۲۴۹ پر کہی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ''مہدی'' ان کا نام نہیں بلکہ لقب ہوگا اور اس نام کے ساتھ موسوم ہونے کی وجہ یہ ہوگی کہ مہدی، ہدایت سے ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ انہیں حق بات کہنے اور اس کے نفاذ کی توفیق عطاء فرمائیں گے اور اس پر ان کی رہنمائی اور دستگیری فرمائیں گے اس لیے ان کو ''مہدی'' کہتے ہیں چنانچہ سید برزنجیؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿ولقبه المهدی لان اللّٰه هداه للحق، والجابر لا نه يجبر قلوب امة محمد ﷺ اولا نه يجبر ای يقهر الجبارين والظلمين ويقصمهم﴾ (الاشاعۃ ص ۱۹۳)

''ان کا لقب ''مہدی'' ہوگا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ حق کی طرف ان کی رہنمائی فرمائیں گے۔ اسی طرح ان کا لقب ''جابر'' بھی ہوگا کیونکہ وہ امت محمدیہ کے زخمی قلوب پر مرہم رکھیں گے یا اس لیے کہ وہ ظالموں پر غالب آ کر ان کی شان وشوکت کو ختم کر دیں گے۔''

یہ عبارت حضرت امام کے دو لقب ظاہر کر رہی ہے ایک تو وہی جو کہ مشہور و معروف ہے یعنی مہدی، اور دوسرا لقب ''جابر'' ہوگا لیکن یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ اس مقام پر ''جابر'' جبر سے نہیں جس کا معنی ظلم ہوتا ہے بلکہ یہاں ''جابر''، ''جبیرہ'' سے ہے جو ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے کے لیے استعمال ہونے والی پھچی کو کہتے ہیں۔ چونکہ امام مہدیؒ لوگوں کی تالیف قلب فرمائیں گے اس لیے ان کا لقب ''جابر'' ہوگا۔ یا ان کو ''جابر'' کہنے کی وجہ یہ ہوگی کہ ''جابر'' کا معنی ہے ''غالب'' چونکہ وہ ظالموں پر غالب آ جائیں گے اس لیے ان کا لقب ''جابر'' ہوگا۔

امام مہدیؒ کی کنیت ایک قول کے مطابق ''ابوعبداللہ'' ہوگی اور ایک قول کے مطابق ''ابوالقاسم'' ہوگی چنانچہ سید برزنجیؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿وكنيته ابو عبداللّٰه وفی الشفاء للقاضی عياض رحمه

اللّٰہ ان کنیتہٗ ابو القاسم ﴾(الاشاعہ: ص۱۹۳)

''امام مہدیؒ کی کنیت ابوعبداللہ ہوگی اور قاضی عیاض کی کتاب شفاء میں ہے کہ ان کی کنیت ابوالقاسم ہوگی۔''

لیکن ابوالقاسم کنیت رکھنے پر ایک حدیث سے اعتراض وارد ہوگا کہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اور کنیت کو ایک ہی شخص کے لیے جمع کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے جبکہ حضرت امام مہدیؒ کا نام اور کنیت دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافق ہوں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں جو ممانعت وارد ہوئی ہے کہ کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اور کنیت اکٹھی نہ رکھے بلکہ یا تو صرف نام رکھے یا صرف کنیت، وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے پر محمول ہے کہ آپ کے زمانے میں کوئی شخص ایسا نہ کرے، ہاں بعد میں اجازت ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں حضرت محمد بن حنفیہؒ کی اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا:

﴿**ارایت ان ولدلی بعدک ولداسمیہ باسمک واکنیہ بکنیتک قال نعم رواہ ابوداؤد**﴾(مشکوٰۃ المصابیح: ص۴۰۸)

''آپ مجھے اس بارے میں بتائیے کہ اگر آپ کی وفات کے بعد میرے یہاں کوئی اولاد ہوئی تو میں آپ کے نام پر اس کا نام اور آپ کی کنیت پر اس کی کنیت رکھ دوں؟ فرمایا ہاں! کوئی حرج نہیں۔''

اس حدیث میں اس بات کی صراحۃً اجازت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے نام اور کنیت کو جمع کرنا جائز ہے چنانچہ حضرت ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿**وقیل النھی مخصوص بحیاتہ لئلایلتبس خطابہ بخطاب غیرہ وھذا ھو الصحیح**﴾(مرقاۃ المفاتیح: ج۹ص۱۰۷)

''اور ایک قول یہ ہے کہ ممانعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے ساتھ خاص تھی تا کہ التباس لازم نہ آئے اور یہی صحیح ہے۔''

پھر اس کے بعد ملا علی قاریؒ نے علامہ طیبیؒ کے حوالے سے چند اقوال اس سلسلے میں مزید نقل کیے ہیں اور ہر ایک پر تنقید کی ہے، یہ بہت عمدہ بحث ہے اہل علم حضرات مرقاۃ کی طرف رجوع فرمائیں۔

حضرت امام مہدیؒ کی جائے پیدائش

حضرت امام مہدیؒ کی ولادت باسعادت ''مدینہ منورہ'' میں ہوگی جیسا کہ نعیم بن حماد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے۔

﴿المهدی مولدہٗ بالمدینة﴾ (کتاب الفتن: ص ۲۵۹)

علامہ سید برزنجیؒ نے بھی الاشاعہ میں نعیم بن حماد ہی کی مذکورہ روایت کو نقل کرتے ہوئے حضرت امام مہدیؒ کی جائے پیدائش مدینہ منورہ کو قرار دیا ہے۔

جبکہ امام قرطبیؒ نے اپنی کتاب ''التذکرہ'' میں امام مہدیؒ کی جائے پیدائش بلاد مغرب میں بیان کی ہے۔ کما ذکرہ البرزنجی فی الاشاعہ ص ۱۹۴۔ لیکن صحیح اول ہی ہے۔

حضرت امام مہدیؒ کی سیرت

حضرت امام مہدی علیہ الرضوان اپنی سیرت ''اور اخلاق'' میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہہ اور مماثل ہوں گے کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں گے اور ظاہر ہے کہ والدین کی نیکی کا اثر اور پرتو اولاد پر پڑتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعے میں مذکور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک گرتی ہوئی دیوار کو بلا معاوضہ سیدھا کر دیا تھا اور بعد میں اس کی حکمت یہ بیان فرمائی تھی:

﴿وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا﴾ (سورۃ الکہف آیت نمبر ۸۲)

''ان بچوں کا باپ نیک آدمی تھا۔''

معلوم ہوا کہ والدین کے نام اور کام کا اثر اولاد پر بھی نمایاں ہوتا ہے اور والدین کی نیکی اولاد کے بھی کام آیا کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت امام مہدیؒ کا طور طریقہ اور عادات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہوں گی جیسا کہ صاحب مظاہر حق جدید، حدیث ''لا تذهب الدنيا'' کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

> ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذکورہ بالا ارشاد گرامی میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کا تعلق صرف نسبی اور نسلی نہیں ہوگا بلکہ روحانی اور شرعی بھی ہوگا یعنی ان کا طور طریقہ اور ان کے عادات و معمولات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طور طریقے اور آپ کے عادات و معمولات کے مطابق ہوں گے۔'' (مظاہر حق جدید: ج ۵ ص ۳۷)

امام مہدیؒ کی قیادت:

سیرت میں ایک وصف شجاعت بھی شمار ہوتا ہے جس کا اظہار عام طور پر میدان کارزار میں قیادت کی اعلیٰ صلاحیتوں کو بروئے کار لانے پر ہوتا ہے، امام مہدیؒ جن لوگوں کو اپنے لشکر کا کمانڈر مقرر کریں گے اسی سے ان کے سیاسی تدبر کا علم ہو جائے گا، یہ بات

نعیم بن حماد کی زبانی ملاحظہ ہو:

﴿قادۃ المھدی خیر الناس، اھل نصرتہ وبیعتہ من اھل کوفان والیمن وابدال الشام، مقدمتہ جبریل و ساقتہ میکائیل محبوب فی الخلائق، یطفئ اللّٰہ تعالٰی بہ الفتنۃ العمیاء وتامن الارض حتی المرأۃ لتحج فی خمس نسوۃ مامعھن رجل، لا یتقی شیئا الا اللّٰہ، تعطی الارض زکوتھا والسماء برکتھا﴾

(کتاب الفتن: ص ۲۵۰)

''امام مہدیؓ کے لشکر کے قائدین بہترین لوگ ہوں گے، ان کے معاون اوران کی بیعت کرنے والے کوفہ، بصرہ اوریمن کے لوگ اورشام کے ابدال ہوں گے، ان کے لشکر کا ہراول دستہ حضرت جبریل علیہ السلام اور پیچھے کا محافظ دستہ حضرت میکائیل علیہ السلام ہوں گے، وہ محبوب خلائق ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے انتہائی خطرناک فتنہ کوختم فرمائیں گےاورزمین میں ایسا امن قائم ہو جائے گا کہ ایک عورت پانچ عورتوں کے ساتھ مل کر بغیر کسی مرد کی موجودگی کے اطمینان سے حج کرلے گی، وہ صرف اللہ سے ڈرنے والے ہوں گے، ان کے زمانے میں زمین اپنی پیداوار اور آسمان اپنی برکتیں برسادے گا۔''

امام مہدیؓ کا زمانہ:

مذکورہ بالامضمون کے آخری جملہ کی وضاحت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث میں وارد ہوئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

﴿یرضی عنہ ساکن السماء وساکن الارض، لاتدع السماء من قطرھاشیئا الاصبتہ، ولا الارض من نباتھا

شيئا الا اخرجته حتى يتمنى الاحياء الاموات﴾

(کتاب الفتن:ص۲۵۲)

''امام مہدیؒ سے آسمان میں رہنے والے بھی راضی ہوں گے اور زمین کے باشندے بھی خوش ہوں گے، آسمان اپنے تمام قطرے بہا دے گا، زمین اپنی تمام پیداوار اگل دے گی یہاں تک کہ (خوشحالی دیکھ کر) زندہ لوگ، مردوں کی تمنا کرنے لگیں گے۔''

اسی مضمون کی روایت مشکوٰۃ شریف میں بھی ہے۔ اور یہ حدیث اپنے مدلول کے لحاظ سے بہت واضح ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا زمانہ ایسی خوشحالی اور عام فراوانی کا ہوگا کہ ملائکہ بھی ان سے خوش ہوں گے اور زمین والے بھی، بارشیں کثرت سے ہوں گی اور زمین اپنی پوری پیداوار اگائے گی یہاں تک کہ اس قدر خوشحالی دیکھ کر اس زمانے کے لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش! ہمارے آباؤ اجداد بھی زندہ ہوتے اور اس خوش حالی سے لطف اندوز ہوتے۔

امام مہدیؓ کی سخاوت:

حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی سخاوت اس قدر عام ہوگی کہ ہر ایک پر اسکی بارش برسے گی اور اس قدر تام ہوگی کہ پھر کسی سے سوال کرنے کی نوبت نہیں آئے گی چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

﴿يكون فى امتى المهدى ان قصر فسبع والافتسع، تنعم فيه امتى نعمة لم يسمعوا بمثلها قط، تؤتى اكلها ولا تترك منهم شيئا والمال يومئذ كدوس، فيقوم الرجل فيقول يامهدى! اعطنى فيقول خذ﴾

(التذکرہ:ص۶۹۹)

''میری امت میں مہدی ہوں گے جو کم از کم سات یا نو سال

(خلیفہ) رہیں گے، ان کے زمانے میں میری امت ایسی نعمتوں اور فراوانیوں میں ہوگی کہ اس سے پہلے اس کی مثال بھی نہ سنی گئی ہوگی، زمین اپنی تمام پیداوار اگل دے گی اور کچھ بھی نہ چھوڑے گی اور اس زمانے میں مال کھلیان میں اناج کے ڈھیر کی طرح پڑا ہوگا چنانچہ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہے گا کہ اے مہدی! کچھ مجھے بھی دیجئے! تو وہ اس سے فرمائیں گے کہ (حسب منشاء جتنا چاہو) لے لو۔''

اسی طرح حضرت ابوسعید خدریؓ ہی سے ایک اور روایت مروی ہے:

﴿عن ابی سعید الخدری قال: خشینا ان یکون بعد نبینا علیہ السلام حدث، فسالنا النبی علیہ السلام قال ان فی امتی المهدی یخرج یعیش خمسا اوسبعا اوتسعا زید الشاک قال قلنا وما ذاک؟ قال سنین قال فیجئ الیه الرجل فیقول یامهدی اعطنی اعطنی قال فیحثی له فی ثوبه ما استطاع ان یحمله.﴾ (ترمذی حدیث نمبر ۲۲۳۲)

''حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد پیش آنے والے حادثات کے خوف نے آگھیرا تو ہم نے اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (گھبرانے کی کوئی بات نہیں) میری امت میں مہدی کا خروج ہوگا جو کہ پانچ یا سات یا نو سال (بطور خلیفہ کے) زندہ رہیں گے۔ (سالوں کی تعداد میں راوی کو شک ہے۔) ہم نے عرض کیا کہ یہ سلسلہ کب تک رہے گا؟ فرمایا کئی سال پھر فرمایا کہ ایک آدمی ان کے پاس آکر کہے گا کہ اے مہدی مجھے کچھ دیجئے مجھے کچھ دیجئے! تو وہ لپ بھر بھر کر اس کے کپڑے میں اتنا ڈال

دیں گے جس کو وہ اٹھا سکے۔'' یعنی کسی آدمی میں جتنا وزن اٹھانے کی ہمت ہو سکتی ہے۔ امام مہدیؓ اس سے کم نہیں دیں گے۔

نیز حضرت ابو سعید خدریؓ ہی کی ایک مرفوع روایت میں یہ بات مزید وضاحت کے ساتھ آئی ہے۔

﴿من خلفائکم خلیفة یحثو المال حثیا و لایعده عدا﴾

(مسلم شریف: ۷۳۱۷)

''تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہوگا لوگوں کو مال لپ بھر بھر کر دیں گے اور اس کو شمار بھی نہیں کریں گے۔''

روایات سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسا شخص بھی پورا نہیں اتر سکا اور اس سے امام مہدیؓ ہی مراد ہیں۔

﴿حضرت امام مہدیؓ کی سیرت و اخلاق کریمانہ کا اجمالی نقشہ﴾

حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی سیرت و اخلاق کریمانہ کا سید برزنجیؒ نے ایک بہت عمدہ نقشہ کھینچا ہے جس کا ترجمہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

''امام مہدیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں گے، کسی سوئے ہوئے شخص کی نیند خراب کر کے اسے جگائیں گے نہیں، ناحق خون نہیں بہائیں گے، ہاں! البتہ سنت کے خلاف کام کرنے والے سے جہاد کریں گے۔ تمام سنتوں کو زندہ کر دیں گے اور ہر قسم کی بدعت کو ختم کیے بغیر چین نہ لیں گے، آخر زمانے میں ہونے کے باوجود دین پر اسی طرح قائم ہوں گے جس طرح ابتداء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم قائم تھے۔ ذوالقرنین سکندر اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح پوری دنیا کے فرمانروا ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کر دیں گے (عیسائیت کو مٹا دیں گے۔) زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دیں گے جس طرح پہلے وہ ظلم و ستم سے بھری ہوئی ہوگی، لوگوں کو بے حساب لپ بھر بھر کر مال دیں گے۔ مسلمانوں میں الفت، پیار و محبت اور نعمتوں کو لوٹا دیں گے، اور تقسیم بالکل

ٹھیک ٹھیک کریں گے، آسمان میں رہنے والے ملائکہ بھی ان سے راضی ہوں گے اور زمین پر بسنے والے جاندار بھی ان سے خوش ہوں گے، پرندے فضاؤں میں، وحشی جانور جنگلات میں اور مچھلیاں سمندروں میں ان سے خوش ہوں گی۔ امت محمدیہ کے دلوں کو غنا سے بھر دیں گے حتیٰ کہ ایک منادی آواز دے گا کہ جس کو مال کی ضرورت ہو، وہ آ کر لے جائے تو اس کے پاس صرف ایک آدمی آئے گا اور کہے گا کہ مجھے ضرورت ہے، منادی اس سے کہے گا کہ تم خزانچی کے پاس جا کر اس سے کہو کہ مہدی نے مجھے مال دینے کا حکم دیا ہے چنانچہ وہ شخص خزانچی کے پاس آ کر اسے پیغام پہنچا دے گا تو وہ کہے گا کہ تم حسب منشا جتنا چاہو لے لو، وہ شخص اپنی گود میں بھر بھر کر مال جمع کرنا شروع کر دے گا کہ اچانک اسے شرم سی محسوس ہو گی اور وہ اپنے دل میں کہے گا کہ تو امت محمدیہ کا سب سے زیادہ لالچی انسان ہے، یہ سوچ کر وہ شخص اس مال کو واپس کرنا چاہے گا تو اس سے وہ مال واپس نہیں لیا جائے گا اور اس سے یہ کہا جائے گا کہ ہم لوگ کچھ دے کر واپس لینے والوں میں سے نہیں ہیں، ان کے زمانے میں تمام لوگ ایسی نعمتوں میں ہوں گے کہ اس سے پہلے اس کی مثال لوگوں نے سنی تک نہ ہو گی۔ بارشیں اس قدر کثرت سے ہوں گی کہ آسمان اپنا کوئی قطرہ پس اندوختہ نہیں چھوڑے گا، اور زمین اتنی پیداوار اگائے گی کہ ایک بیج بھی ذخیرہ نہیں کرے گی، ان کے زمانے میں جنگیں ہوں گی، وہ زمین کے نیچے سے اس کے خزانوں کو نکال لیں گے اور شہروں کے شہر فتح کر لیں گے، ہندوستان کے بادشاہ ان کے سامنے پابند سلاسل پیش کیے جائیں گے اور ہندوستان کے خزانوں کو بیت المقدس کی آرائش و تزئین کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ لوگ ان کے پاس اس طرح آئیں گے جیسے شہد کی مکھیاں اپنی ملکہ اور سردار کے پاس آتی ہیں حتیٰ کہ لوگ اپنی سابقہ نیک حالت پر واپس آ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تین ہزار فرشتوں کے ذریعے ان کی مدد فرمائیں گے جو ان کے مخالفین کے چہروں اور کولہوں پر مارتے ہوں گے، ان کے لشکر کے سب سے آگے جبریل علیہ السلام اور حفاظت کی خاطر سب سے پیچھے میکائیل علیہ السلام ہوں گے، ان کے زمانے میں بھیڑیئے اور بکریاں ایک ہی جگہ چریں گے، بچے سانپ اور بچھوؤں سے

کھیلیں گے اور وہ ان کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے، انسان ایک مُد (خاص مقدار) بوئے گا اور اس سے سات سو کی پیداوار ہو گی۔ سود خوری، وباؤں کا نزول، زنا اور شراب نوشی ختم ہو جائے گی۔ لوگوں کی عمریں لمبی ہوں گی، امانتوں کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے گا۔ شریر و بدکار لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد واہل بیت سے بغض رکھنے والا کوئی نہ رہے گا، امام مہدیؒ محبوبِ خلائق ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے انتہائی خطرناک فتنے کی آگ کو بجھائیں گے۔ اور زمین میں اتنا امن وامان قائم ہو جائے گا کہ ایک عورت بغیر کسی مرد کے پانچ عورتوں کے ساتھ مل کر حج کر آئے گی اور اسے اللہ کے علاوہ کسی کا کوئی خوف نہیں ہوگا، نیز انبیاء کرام علیہم السلام کے اسفار میں لکھا ہے کہ امام مہدیؒ کے فیصلوں میں ظلم وناانصافی کا کوئی شائبہ تک نہیں ہوگا۔" (الاشاعۃ لاشراط الساعۃ: ص ۱۹۶۔۱۹۷)

طاؤس سے منقول ہے کہ امام مہدیؒ اپنے عمال کی کڑی نگرانی کرنے والے، سخی اور مسکینوں پر رحم کرنے والے ہوں گے۔ (کتاب الفتن: ص ۲۵۰)

الغرض! وہ تمام خوبیاں جو ایک عمدہ قائد اور اچھے امیر میں ہونی چاہئیں، وہ ان تمام سے متصف ہوں گے اور اخلاق رذیلہ سے پاک ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی یہ حالت یکا یک بنا دیں گے جیسا کہ اس سے قبل آپ یہ روایت پڑھ آئے ہیں کہ "مہدی ہمارے گھر والوں میں سے ہوں گے جن کی اصلاح اللہ تعالیٰ ایک رات میں ہی کر دیں گے۔"

﴿حضرت امام مہدیؒ کا حلیہ مبارک﴾

حضرت امام مہدیؒ متوسط قد و قامت کے مالک، گندمی رنگ، کشادہ پیشانی، لمبی اور ستواں ناک والے ہوں گے۔ ابرو قوس کی طرح گول ہو گی، کھلتا ہوا رنگ ہوگا، بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والے ہوں گے اور بغیر سرمہ لگائے ایسا محسوس ہو گا کہ گویا سرمہ لگائے ہوئے ہیں۔ مزید تفصیلات سید برزنجیؒ کی زبانی ملاحظہ ہوں۔

﴿واما حليته فانه آدم ضرب من الرجال ربعة، اجلى الجبهة اقنى الانف اشمه، ازج ابلج، اعين اكحل

العینین، براق الثنایا افرقها، فی خده الایمن خال اسود، یضیٔ وجهه کانه کوکب دری، کث اللحیة، فی کتفه علامة للنبی ﷺ، اذیل الفخذین، لونه لون عربی، وجسمه جسم اسرائیلی، فی لسانه ثقل، واذا ابطا علیه الکلام ضرب فخذه الایسر بیده الیمنی، ابن اربعین سنة، وفی روایة مابین الثلاثین الی اربعین، خاشع للّٰه خشوع النسر بجنا حیه، علیه عبایتان قطوانیتان یشبه النبی ﷺ فی الخلق لا فی الخلق﴾ (الاشاعہ:ص۱۹۴۔۱۹۵)

''امام مہدیؒ کا حلیہ یہ ہے کہ وہ انتہائی گندمی رنگ، ہلکے پھلکے جسم والے، متوسط قدوقامت کے مالک، خوبصورت کشادہ پیشانی والے، لمبی ستواں ناک والے ہوں گے، ابروقوس کی مانند گول اور رنگ کھلتا ہوا ہوگا، بڑے بڑی سیاہ قدرتی سرگیں آنکھوں والے ہوں گے، سامنے کے دونوں دانت انتہائی سفید اور ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر ہوں گے (بالکل ملے ہوئے نہ ہوں گے) دائیں رخسار پر سیاہ تل کا نشان ہوگا، روشن ستارے کی طرح ان کا چہرہ چمکتا ہوگا، گھنی داڑھی ہوگی، کندھے پر حضور ﷺ کی طرح کوئی علامت ہوگی کشادہ رانیں ہوں گی، رنگ اہل عرب کی طرح اور جسم اسرائیلیوں جیسا ہوگا، زبان میں کچھ ثقل ہوگا جس کی وجہ سے بولتے ہوئے لکنت ہوا کرے گی اور اس سے تنگ آ کر اپنی بائیں ران پر اپنا دایاں ہاتھ مارا کریں گے، ظہور کے وقت ۴۰ سال کی عمر ہوگی اور ایک روایت کے مطابق ۳۰ سے ۴۰ سال کے درمیان عمر ہوگی، اللہ کے سامنے خشوع وخضوع کرتے ہوئے پرندوں کی طرح اپنے بازو پھیلا دیا کریں گے، (اصل میں ''نسر'' گدھ کو کہتے

ہیں جس کا ترجمہ یہاں پرندہ کیا گیا ہے۔) اور دو سفید عبائیں زیب تن کیے ہوئے ہوں گے، اخلاق میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہوں گے لیکن خلقی طور پر (مکمل) مشابہ نہیں ہوں گے۔''

حضرت امام مہدیؓ کا حلیہ حضرت علیؓ سے بھی اسی طرح منقول ہے لیکن اس میں کچھ الفاظ بدلے ہوئے ہیں، اس کو نعیم بن حماد کی زبانی ملاحظہ فرمائیے:

﴿کث اللحية،اکحل العينين، براق الثنايا،فی وجهه خال،اقنی اجلی،فی کتفه علامة النبی ﷺ، يخرج براية النبی ﷺ من مرط مخملةسوداء مربعة، فيهاحجرلم ينشر منذ توفی رسول اللّٰه ﷺ ولا تنشرحتی يخرج المهدی، يمده اللّٰه بثلثة آلاف من الملئكة، يضربون وجوه من خالفهم وادبارهم، يبعث وهوما بين الثلثين والا ربعين﴾ (کتاب الفتن: ص۲۵۹)

''امام مہدیؓ کی ڈاڑھی گھنی ہو گی، بڑی سیاہ آنکھوں والے ہوں گے، اگلے دو دانت انتہائی سفید ہوں گے، چہرے پر تل کا نشان ہو گا، لمبی ستواں ناک والے ہوں گے، کندھے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامت ہو گی، خروج کے وقت ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چوکور، سیاہ ریشمی روئیں دار جھنڈا ہو گا جس میں (ایسی روحانی) بندش ہو گی کہ جس کی وجہ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے لے کر ظہور مہدیؓ سے قبل کبھی نہیں پھیلایا جا سکا ہو گا، (ہلایا نہیں جا سکا ہو گا) اللہ تعالیٰ تین ہزار فرشتوں کے ذریعے ان کی مدد فرمائیں گے جو ان کے مخالفین کے چہروں اور کولہوں پر مارتے ہوں گے، ظہور کے وقت ان کی عمر ۳۰ سے ۴۰ سال کے درمیان ہو گی۔''

﴿حضرت امام مہدیؓ کی خلافت، علی منھاج النبوۃ ہوگی﴾

حضرت امام مہدیؓ کی سیرت کا ایک اور نمایاں پہلو یہ ہوگا کہ وہ دوبارہ خلافت علی منہاج النبوۃ قائم کریں گے جس سے دور نبوی اور خلفائے راشدین کے روح پرور زمانے کی یاد تازہ ہوگی چنانچہ اس سلسلے میں مشکوۃ شریف کی حضرت حذیفہؓ سے مروی روایت ملاحظہ ہو:

﴿عن النعمان بن بشير عن حذيفة قال قال رسول الله ﷺ تكون النبوة فيكم ماشاء الله ان تكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ماشاء الله ان يكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون ملكا عاضا فيكون ماشاء الله ان يكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون ملكا جبرية فيكون ماشاء الله ان يكون ثم يرفعها الله تعالىٰ ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ثم سكت. قال حبيب فلما قام عمر بن عبدالعزيز كتبت اليه بهذا الحديث اذكره اياه وقلت ارجو ان تكون امير المؤمنين بعد الملك العاض والجبرية فسربه واعجبه يعني عمر بن عبدالعزيز رواه احمد والبيهقي في دلائل النبوة﴾ (مشکوۃ المصابیح: ص ۴۶۱)

"نعمان بن بشیرؓ، حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تک اللہ چاہے گا تم میں نبوت رہے گی پھر اللہ اس کو اٹھا لے گا اور طریقۂ نبوت کے مطابق حسب منشاء خداوندی خلافت رہے گی پھر اللہ اس کو بھی اٹھا لے گا، اس کے بعد کاٹ کھانے والی حکومت ہوگی اور ارادۂ خداوندی کے مطابق رہے گی پھر اللہ اس کو بھی اٹھا لے گا، اس کے بعد ظلم کی حکومت ہوگی اور حسب منشا خداوندی

رہے گی پھر اللہ اس کو بھی اٹھالے گا اور دوبارہ خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہو جائے گی، یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاموش ہو گئے۔"

راوی حدیث حبیب کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ بنے تو میں نے بغرض نصیحت ان کے پاس یہ حدیث لکھ بھیجی اور کہا کہ مجھے امید ہے کہ آپ ہی کاٹ کھانے والی اور ظالمانہ حکومت کے بعد وہ امیر المؤمنین ہیں (جس کے بارے میں دوبارہ خلافت علی منہاج النبوۃ کی پیشگوئی وارد ہے) یہ سن کر عمر بن عبدالعزیزؒ بہت مسرور اور خوش ہوئے۔"

اس حدیث میں دو مرتبہ خلافت علی منہاج النبوۃ کا ذکر ہے، پہلے مرتبہ تو نبوت کے بعد جس کا قیام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی سے ہو کر خلفاء راشدین پر جا کر منتہی ہو گیا، اس کے بعد کاٹ کھانے والی حکومت، پھر جبری حکومت اور اس کے بعد دوبارہ خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کا تذکرہ ہے اس دوسری خلافت کا قیام امام مہدیؓ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہو گا چنانچہ اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿والمراد بها زمن عيسى عليه الصلوة والسلام والمهدى رحمه الله﴾ (مرقاۃ: ج ۱۰ص ۱۰۹)

"اور اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی رحمہ اللہ کا زمانہ ہے۔"

تنبیہ: اس موقع پر یہ بات ذہن میں رہے کہ بعض حضرات نے دوبارہ خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کے لیے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو اس حدیث کا مصداق گردانا ہے لیکن یہ ان حضرات کی اپنی رائے ہے، حدیث کا اصل محمل حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی علیہ الرضوان کا زمانہ ہے جیسا کہ ابھی آپ ملا علی قاریؒ کے حوالے سے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

باب سوم

﴿ظہور مہدیؓ کی علامات﴾

حضرت امام مہدی رضوان اللہ علیہ کے ظہور کی تقریباً ۳۰ علامات، جن میں سے بعض ایسی ہیں کہ تخلیق کائنات سے لے کر اب تک ان کا ظہور نہیں ہوا۔

﴿علاماتِ ظہور مہدیؓ﴾

ویسے تو حضرت امام مہدیؓ کے ظہور کی بہت سی علامات ہیں جن کے ظہور پر ہر انسان سمجھ جائے گا کہ یہی مہدیؑ موعود ہیں مثلاً امام مہدیؓ سے قبل سفیانی کا خروج وغیرہ۔ جس کی تفصیلات آئندہ آپ کے سامنے پیش ہوں گی۔ لیکن یہاں ان میں سے چند ایک ہی کو بیان کیا جائے گا جن میں سے گو کہ بعض سنداً ضعیف ہیں پھر بھی اکثر کے شواہد معتبر احادیث سے مل جاتے ہیں۔

علامت نمبر ا:

امام مہدی علیہ الرضوان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک اور جھنڈا ہوگا جس سے ان کی شناخت ہو سکے گی چنانچہ علامہ سید برزنجیؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿معه قميص رسول الله صلى الله عليه وسلم، وسيفه، ورايته من مرط مخملة معلمة سوداء فيها حجر لم تنشر منذ توفى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا تنشر حتى يخرج المهدى، مكتوب على رايته "البيعة لله"﴾ (الاشاعہ: ص ۱۹۸)

اس قسم کی ایک حدیث اس سے پہلے بھی کتاب الفتن ص ۲۵۹ کے حوالے سے گزر چکی ہے، نواب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب آثار القیامہ فی حجج الکرامہ میں اس عبارت کا فارسی میں یوں ترجمہ کیا ہے:

"واما علاماتے کہ شناختہ شود بانہا مہدی موعود علیہ السلام پس از انجملہ آنست کہ باوے قمیص وسیف ورایت رسول خدا صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باشد ومنتشر نشد ایں رایت از وفاتِ وے صلی اللہ علیہ وسلم ونشود تا آنکہ بیرون آید مہدی، ومکتوب باشد بروے این لفظ "البیعۃ للہ"

(آثار القیامہ: ص ۳۶۵)

''امام مہدیؓ کے پاس حضور ﷺ کی قمیص مبارک، تلوار مبارک اور سیاہ رنگ کا ریشمی روئیں دار جھنڈا ہو گا اور وہ جھنڈا (کسی روحانی) بندش کی وجہ سے حضور ﷺ کی وفات سے لے کر ظہور مہدی سے قبل نہیں پھیلایا (ہلایا) جاسکا ہوگا، اور اس جھنڈے پر یہ الفاظ لکھے ہوں گے ''البیعۃ للہ۔''

علامت نمبر۲:

اسی طرح حضرت امام مہدیؓ کی تائید وتصدیق کے لیے ان کے سر پر ایک بادل سایہ فگن ہوگا جس میں سے ایک منادی کی یہ آواز آرہی ہوگی:

﴿هذا المهدی خلیفة الله فاتبعوه﴾

''یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں، لہٰذا ان کی اتباع کرو۔''

اور اس بادل میں سے ایک ہاتھ نکلے گا جو امام مہدیؓ کی طرف اشارہ کرے گا کہ یہی مہدی ہیں، ان کی بیعت کرو۔ (الاشاعہ: ص ۱۹۸)

اور کتاب الفتن میں اسی سے متعلق ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں (کہ آسمان سے نداء اس طرح آئے گی)

﴿علیکم بفلان وتطلع کف تشیر﴾ (کتاب الفتن: ص ۲۳۶)

''تم پر فلاں کی اتباع لازم ہے اور اس کی نشاندہی کے لیے ایک ہاتھ ظاہر ہوگا جو ان کی طرف اشارہ کرتا ہوگا۔''

جبکہ نواب صدیق حسن خان نے خطیب اور ابونعیم کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کرتے ہوئے کہا ہے:

''و در روایتے آمدہ کہ فرشتہ باشد بر سروے و ندا کند کہ ہذا خلیفۃ اللہ المہدی فاسمعوا واطیعوہ۔'' (آثار القیامہ: ص ۳۶۶)

''اور ایک روایت میں آتا ہے کہ امام مہدیؓ کے سر پر (بادل کی

طرح) ایک فرشتہ ہوگا جو یہ نداء کرتا ہوگا کہ یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں لہٰذا ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو۔''

علامت نمبر ۳۔۴:

امام مہدی علیہ الرضوان کی شناخت کے لیے حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ امام مہدیؒ ایک پرندے کی طرف اشارہ کریں گے وہ آپ کے سامنے آ کر گر پڑے گا اور ایک درخت سے ایک شاخ توڑ کر زمین میں گاڑیں گے تو وہ اسی وقت سرسبز ہو کر برگ و بار لانے لگے گی۔ (آثار القیامہ: ص ۳۶۶)

سید برزنجیؒ نے بھی اس علامت کو ذکر کیا ہے لیکن ان کے بیان سے یہ دو الگ الگ علامتیں ثابت ہوتی ہیں چنانچہ مندرجہ ذیل عبارت میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔

﴿ومنها انه بغرس قضيبا يا بسا في ارض يابسة فيخضر ويورق، ومنها انه يطلب منه آية فيؤمي بيده الى طير في هواء فيسقط على يده﴾ (الاشاعہ: ص ۱۹۸)

''اور ان علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ مہدی ایک خشک بانس خشک زمین میں گاڑیں گے تو وہ اسی وقت سرسبز ہو کر برگ و بار لانے لگے گا اور ایک علامت یہ ہے کہ مہدی سے نشانی کا مطالبہ کیا جائے گا تو وہ اپنے ہاتھ سے فضاء میں اڑتے ہوئے ایک پرندے کی طرف اشارہ کریں گے تو وہ ان کے سامنے آ گرے گا۔''

علامت نمبر ۵:

حضرت امام مہدیؒ کی شناخت کے لیے ایک علامت یہ بھی ہو گی کہ ان سے لڑنے کے لیے ایک لشکر روانہ ہوگا اور جب وہ لشکر مکہ اور مدینہ کے درمیان پہنچے گا تو اس پورے لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا جیسا کہ عنقریب بالتفصیل آتا ہے۔

مقام بیداء میں لشکر کے زمین میں دھنس جانے کی روایات امام مسلم اور امام ابن ماجہ دونوں نے تخریج کی ہیں۔ حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو۔

(مسلم شریف: حدیث نمبر ۷۲۴۰ تا ۷۲۴۴، ابن ماجہ: حدیث نمبر ۴۰۶۳ تا ۴۰۶۵)

فائدہ:

سفیانی اور اس کے لشکر کے متعلق آپ پوری تفصیلات عنقریب پڑھیں گے کہ وہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک اموی شخص ہوگا جس سے اسلام اور مسلمانوں کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا، اس کے زمانے میں مسلمانوں کا بالعموم اور علماء وفضلاء کا بالخصوص قتل عام ہوگا لیکن یہ فتنہ زیادہ دیر تک نہیں رہے گا کیونکہ ”لکل فرعون موسیٰ“ کے تحت حضرت امام مہدیؓ کا ظہور ہو چکا ہوگا جس کی علامت یہ ہوگی کہ سفیانی بیت اللہ کو منہدم کرنے کی نیت سے مغرب سے روانہ ہوگا لیکن جب یہ اپنے لشکر سمیت ”بیداء“ نامی جگہ، جو حرمین کے درمیان ہے، پہنچے گا تو پورا لشکر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿وھذہ ھی فتنة امارة السفیانی احدی علامات خروج المھدی وقد وردت فیہ احادیث کثیرة متواترة المعنی﴾

(التعلیق الصبیح: ج۶ ص۲۰۰)

”اس لشکر کا زمین میں دھنسنا فتنۂ سفیانی کی نشانی ہوگی اور سفیانی کا خروج دراصل امام مہدیؓ کے ظہور کی علامت ہوگا اور اس سلسلے میں بہت سی احادیث تواتر معنوی کے ساتھ وارد ہوئی ہیں۔“

اور اس پورے لشکر میں سے صرف ایک شخص زندہ بچے گا جو لوگوں کو آ کر لشکر کے زمین میں دھنس جانے کی خبر دے گا چنانچہ حضرت کاندھلویؒ ہی تحریر فرماتے ہیں:

﴿فلا ینجو منھم الا المخبر عنھم﴾

(التعلیق الصبیح: ج۶ ص۲۰۰)

''ان تمام لوگوں میں سے صرف ایک مخبر زندہ بچے گا۔''

لیکن اس روایت پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اس میں خروج سفیانی کے متعلق یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ مغرب سے خروج کرے گا جبکہ طبرانی نے اپنی کتاب الاوسط میں حضرت ام حبیبہؓ سے اس سلسلے کی روایت ذکر کی ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ وہ مشرق سے خروج کرے گا اور یہ بظاہر تضاد ہے۔

سید برزنجیؒ نے اس تعارض کو دور کرنے کی کوشش کی ہے چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس کی تاویل یوں کی جاسکتی ہے کہ سفیانی کی طرف سے بھیجا جانے والا لشکر روانہ تو عراق (مغرب) سے ہوگا لیکن چونکہ اس لشکر میں اہل شام بھی ہوں گے اس لیے ان کی طرف نسبت کرتے ہوئے بعض مقامات پر اس لشکر کو شامی (مشرقی) کہہ دیا گیا ہے۔ (الاشاعہ:ص ۲۰۸) اور حضرت کاندھلویؒ نے بھی التعلیق الصبیح ج ۶ ص ۲۰۱ پر تقریباً یہی تحریر فرمایا ہے۔

یہی نہیں کہ امام مہدیؒ کے ظہور سے قبل صرف سفیانی کا خروج ہوگا بلکہ بہت سے اور لوگ بھی خروج کریں گے چنانچہ کچھ لوگ مصر سے خروج کریں گے، کچھ مغربی جانب سے اور کچھ جزیرۃ العرب سے۔ گویا اس وقت ساری دنیا کے مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے کفر پوری قوت سے مسلمانوں کے ساتھ نبرد آزما ہوگا اور چہار اطراف سے مرکز عالم اور مرکز اسلام خانۂ کعبہ پر حملہ کی تیاریاں شروع ہو جائیں گی اور اس کے کچھ ہی عرصے کے بعد امام مہدیؒ کا ظہور ہو جائے گا۔

علامت نمبر ۶:

حضرت امام مہدیؒ کے ظہور کی ایک اور علامت جو ان کی تائید کے لیے بطور مہر تصدیق کے ظاہر کی جائے گی اور ان کی شناخت میں کسی کو کوئی شبہ اور تردد نہیں رہے گا، یہ ہوگی کہ آسمان سے ایک منادی امام مہدیؒ کا نام لے کر لوگوں کو ان کے ساتھ جا ملنے اور ان کی مدد کرنے کی طرف ابھارے گا۔ چنانچہ سید برزنجیؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿ومنها انه ينادى مناد من السماء، ايهاالناس! ان الله قد قطع عنكم الجبارين والمنافقين واشياعهم، وولا كم خير امة محمد ﷺ، فالحقوا بمكة فانه المهدى واسمه احمد بن عبدالله، وفى رواية، وولاكم الجابر خير امة محمد ﷺ، الحقوه بمكة فانه المهدى واسمه محمد بن عبدالله﴾ (الاشاعہ: ص۱۹۸، ص۲۰۹)

''اور ان علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آسمان سے ایک منادی آواز دے گا کہ اے لوگو! (تمہیں خوشخبری ہو کہ) اللہ نے ظالموں، منافقوں اور ان سے محبت رکھنے والوں سے تمہیں نجات دی اور امت محمدیہ کا بہترین فرد تم پر امیر مقرر کیا لہٰذا اب تم مکہ مکرمہ جا کر اس سے مل جاؤ، وہ مہدی ہیں اور ان کا نام احمد بن عبداللہ ہے اور ایک روایت میں ان کا نام محمد بن عبداللہ مذکور ہے۔''

اس علامت کو نواب صدیق حسن خان نے بھی آثار القیامہ ص ۳۶۶ پر ذکر کیا ہے لیکن اس میں امام مہدیؓ کے نام سے متعلق ''احمد بن عبداللہ'' والی روایت کا ذکر نہیں کیا بلکہ ''محمد بن عبداللہ'' والی روایت پر ہی جزم ظاہر کیا ہے اور یہی مشہور بھی ہے۔

علامت نمبر ۷:

زمین سونے کے ستونوں کی طرح اپنے جگر کے ٹکڑے باہر نکال دے گی۔

(الاشاعہ: ص ۱۹۸، آثار القیامہ: ص ۳۶۶، ترمذی ۲۲۰۸)

سید برزنجیؒ نے اس مقام پر ''سونے کے ستونوں'' کا ذکر کیا ہے جبکہ اپنی اسی کتاب کے ص ۲۴۱ پر ''سونے اور چاندی کے ستونوں'' کا ذکر کیا ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی روایت میں ''سونے اور چاندی کے ستونوں'' ہی کا ذکر ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

﴿عن عبداللہ بن مسعودؓ قال ان ھذا الدین قدتم، وانه صائر الی النقصان وان امارة ذلک الیوم ان تقطع الارحام، ویوخذالمال بغیر حقه وتسفک الدماء، ویشتکی ذوالقرابة قرابته لا یعود علیه بشئی. ویطوف السائل لا یوضع فی یده شئی فبینما ھم کذلک اذ خارت الارض خوار البقر یحسب کل اناس انھا خارت من قبلھم فبینما الناس کذلک اذ قذفت الارض بافلاذ کبدھا من الذھب والفضة لا ینفع بعد شئ منه لا ذھب ولا فضة﴾ (الاشاعہ: ص ۲۴۱)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ یہ دین مکمل ہو چکا اور اب یہ نقصان کی طرف جائے گا جس کی علامت یہ ہو گی کہ قطع رحمی، لوگوں کا مال ناحق لے لینا اور خون بہانا عام ہو جائے گا، قرابت دار بیمار ہو گا لیکن کوئی اس کی عیادت کرنے نہ جائے گا، سائل بار بار چکر لگائے گا لیکن کوئی اس کے ہاتھ پر کچھ نہ رکھے گا۔ اس دوران زمین سے گائے کی آواز کی طرح آواز نکلے گی، تمام لوگ اس سوچ میں پڑ جائیں گے کہ اس سے پہلے بھی ایسا ہوا ہے؟ اسی اثناء میں زمین اپنے جگر کے ٹکڑے یعنی ''سونے چاندی کے ستون'' نکال باہر پھینکے گی لیکن اب یہ سونا چاندی کسی کو کچھ نفع نہ دے گا۔''

علامت نمبر ۸:

لوگوں کے دل غنی ہو جائیں گے اور زمین کثرت سے اپنی برکتوں کا ظہور کرے گی (جیسا کہ امام مہدی علیہ الرضوان کی سیرت کے بیان میں گزرا)

(الاشاعہ: ص ۱۹۸)

علامت نمبر ۹:

امام مہدیؒ خانۂ کعبہ میں مدفون خزانہ نکال کر اس کو فی سبیل اللہ تقسیم کر دیں گے۔ (الاشاعۃ :ص ۱۹۹) اور خانہ کعبہ کے اس مدفون خزانے کو، جو امام مہدیؒ تقسیم فرمائیں گے، ''رتاج الکعبہ'' کہا جاتا ہے۔ (آثار القیامہ :ص ۳۶۶)

علامت نمبر ۱۰:

حضرت امام مہدیؒ کے زمانے میں اکثر یہودی مسلمان ہو جائیں گے جس کی وجہ یہ ہوگی کہ امام مہدیؒ کو تابوت سکینہ (جس کا ذکر قرآن کریم میں بھی بایں طور آیا ہے۔ **''وقال لھم نبیھم ان آیة ملکه ان یاتیکم التابوت فیه سکینة من ربکم''** (البقرہ: ۲۴۸) مل جائے گا جس کے ساتھ یہودیوں کے بڑے اعتقادات وابستہ ہیں، اس لیے وہ اس تابوت کو حضرت امام مہدیؒ کے پاس دیکھ کر مسلمان ہو جائیں گے چنانچہ نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں:

> ''وازانجملہ آنکہ تابوت سکینہ را از غار انطاکیہ یا از بحیرۂ طبریہ بر آوردہ در بیت المقدس نہد ویہود بدیدن وے مسلمان شوند الا القلیل منہم۔'' (آثار القیامہ: ص ۳۶۶) یہی بات (الاشاعۃ :ص ۱۹۹) پر بھی ہے۔''
>
> ''منجملہ ان علامات کے ایک علامت یہ بھی ہے کہ امام مہدیؒ تابوت سکینہ کو انطاکیہ کے کسی غار یا بحیرۂ طبریہ سے نکال کر بیت المقدس میں رکھ دیں گے جس کو دیکھ کر سوائے چند ایک کے باقی سارے یہودی مسلمان ہو جائیں گے۔''

علامت نمبر ۱۱:

قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے دریائے نیل کا پھٹ کر بارہ

ہموار راستے بنانا صراحۃً مذکور ہے جس کو ''انفلاقِ بحر'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، بعینہ اسی طرح حضرت امام مہدیؒ کے زمانے میں انفلاق بحر ہوگا جیسا کہ اس کی تفصیلات آگے آرہی ہیں۔

(الاشاعہ: ص۱۹۹)

علامت نمبر۱۲:

مغرب کی طرف سے کئی جھنڈوں کا نمودار ہونا (ظاہر ہے کہ جھنڈے لشکر کے ساتھ ہوتے ہیں) اور اس لشکر کا سردار قبیلہ کندہ کا ایک آدمی ہوگا چنانچہ نعیم بن حماد نے یہ روایت نقل کی ہے کہ:

﴿علامة خروج المهدی الوية تقبل من المغرب، عليها رجل اعوج من كندة﴾ (کتاب الفتن: ص۲۳۰)

''امام مہدیؒ کے ظہور کی علامت وہ چند جھنڈے ہیں جو مغرب کی طرف سے آئیں گے اور ان کا سردار قبیلہ کندہ کا ایک لنگڑا شخص ہوگا۔''

علامت نمبر۱۳:

مطر الوراق نے ظہور امام مہدیؒ کی علامت کفر کا پھیل جانا بیان کی ہے۔ چنانچہ نعیم بن حماد روایت کرتے ہیں:

﴿لا يخرج المهدی حتی يكفر بالله جهرة﴾

(کتاب الفتن: ص۲۳۱)

''امام مہدیؒ کا ظہور اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ علانیۃً اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر نہ کیا جانے لگے۔''

علامت نمبر۱۴:

حضرت امام مہدیؒ کے ظہور سے قبل قتل وغارت گری اس قدر عام ہوجائے گی

کہ ہر نو میں سے سات افراد قتل ہو جائیں گے چنانچہ ابن سیرینؒ سے نعیم بن حماد نے یہ روایت اس طرح نقل کی ہے:

﴿لا یخرج المهدی حتی یقتل من کل تسعة سبعةً﴾

(کتاب الفتن: ص۲۳۱)

اسی طرح کی ایک روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی بایں الفاظ منقول ہے:

﴿لایخرج المهدی حتی یقتل ثلث، ویموت ثلث، ویبقی ثلث﴾ (حوالۂ بالا)

''امام مہدیؒ کا ظہور نہیں ہو گا یہاں تک کہ ایک تہائی افراد قتل ہو جائیں گے، ایک تہائی اپنی طبعی موت مر جائیں گے اور ایک تہائی باقی بچیں گے۔''

اس کی مزید تفصیلات عنقریب آپ کے سامنے آئیں گی۔ انشاء اللہ۔

علامت نمبر ۱۵:

ظہور امام مہدیؒ سے قبل لوگوں میں افلاس و تنگدستی اس قدر پھیل جائے گی کہ ایک آدمی انتہائی خوبصورت لونڈی کو اس کے وزن کے برابر غلہ میں بیچنے کے لیے تیار ہو جائے گا جیسا کہ کتاب الفتن: ص۲۳۲ پر اس قسم کی روایت موجود ہے۔

علامت نمبر ۱۶:

حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی تصدیق و تائید اور امت مسلمہ کی عزت و شرافت اور اس کی عنداللہ مقبولیت کی سب سے اہم دلیل وہ نماز ہو گی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدیؒ کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔ (بخاری شریف: ۳۴۴۹، مسلم ۳۹۲) لیکن اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منصب نبوت و رسالت پر کوئی حرف نہیں آئے گا اور یہ ایسے ہی ہو گا جیسے حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں نماز ادا کی، بالخصوص حضرت ابوبکر صدیقؓ کی امامت میں تو اپنی

زندگی کی آخری تمام باجماعت نمازیں ادا فرمائیں لیکن اس سے آپ کے منصب نبوت و رسالت میں کوئی کمی نہیں آئی۔

اور جیسا کہ بیان ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امام مہدیؒ کی اقتداء کرنا اس امت کی عنداللہ عزت وشرافت کی دلیل ہے۔اس کی مکمل تفصیلات آپ اسی رسالے کے باب ششم میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

علامت نمبر ۱۷:

حضرت امام مہدیؒ کی شناخت کے لیے ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ اخلاق و عادات اور سیرت میں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہوں گے ہی، حلیہ میں بھی کسی قدر مشابہت رکھتے ہوں گے البتہ ان کی زبان میں لکنت ہوگی جس کی وجہ سے وہ تنگ آ کر کبھی کبھی اپنی ران پر ہاتھ مارا کریں گے جیسا کہ بالتفصیل گزرا، یہاں بھی اس سلسلے کی ایک روایت آپ ملاحظہ فرمالیں، جس کو علامہ سیوطیؒ نے الحاوی للفتاوی میں حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

﴿لولم یبق من الدنیا الایوم واحد لبعث اللہ رجلا اسمه اسمی وخلقه خلقی یکنی ابا عبداللہ﴾ (الحاوی: ج ۲ ص ۷۶)

''اگر دنیا کی مدت ختم ہونے میں صرف ایک دن بچے تب بھی اللہ ایک آدمی کو بھیج کر رہے گا جو نام اور اخلاق میں میرے مشابہہ ہوگا اور اس کی کنیت ابوعبداللہ ہوگی۔''

علامت نمبر ۱۸:

ظہور امام مہدیؒ کی علامت کے طور پر ''دریائے فرات کا پانی ختم ہو جائے گا اور اس میں سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا۔'' (الاشاعہ: ص ۱۹۹)

چنانچہ حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے:

﴿لاتقوم الساعة حتی یحسر الفرات عن جبل من ذهب

یقتتل علیه الناس فیقتل تسعة اعشارهم﴾ (الاشاعہ: ص۲۳۹)

''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دریائے فرات کا پانی ختم ہو کر اس میں سے سونے کا پہاڑ ظاہر نہ ہو جائے۔ لوگ اس کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے اتنا لڑیں گے کہ ہر دس میں سے نو آدمی قتل ہو جائیں گے۔''

اس حدیث سے ملتے جلتے الفاظ بخاری، مسلم اور ابوداؤد میں بھی ملتے ہیں۔
چنانچہ بخاری شریف میں یہ حدیث ان الفاظ سے مروی ہے:

﴿یوشک الفرات ان یحسر عن کنز من ذهب فمن حضره فلایا خذمنه شیئا﴾ (بخاری شریف: حدیث نمبر ۷۱۱۹، مسلم شریف: ۷۲۷۴، ابوداؤد: ۴۳۱۳، ابن ماجہ: ۴۰۴۶)

نیز اس موضوع کی احادیث آپ مسلم شریف ہی میں مندرجہ ذیل مقامات پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

(۱) حدیث نمبر ۷۲۷۲
(۲) حدیث نمبر ۷۲۷۳
(۳) حدیث نمبر ۷۲۷۵
(۴) حدیث نمبر ۷۲۷۶

ممکن ہے کہ اس سے قبل علامت نمبر ۷ میں زمین سے جو سونے چاندی کے ستونوں کا برآمد ہونا مذکور ہوا ہے اس سے یہی مراد ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دو الگ الگ واقعے ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

علامت نمبر ۱۹:

حضرت امام مہدیؒ کے ظہور کی ایک عجیب و غریب علامت جو کہ سائنسی نقطۂ نظر

کے بالکل خلاف ہوگی کہ جس سال ان کا ظہور مقدر ہوگا اس کے رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور اسی رمضان کی پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا اور یہ دونوں چیزیں تخلیق کائنات سے لے کر اب تک اس طرح ظہور پذیر نہیں ہوئیں کہ کسی مہینے کی پہلی رات کو چاند گرہن ہو پھر اس کی پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہو جائے کیونکہ سائنسی نقطۂ نظر اور جدید فلکیات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ کسی مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخوں کے علاوہ چاند گرہن ممکن نہیں۔

اور اتفاق کی بات ہے کہ اس سال (۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء) کے رمضان المبارک میں چاند گرہن اور سورج گرہن کا واقعہ پیش آچکا ہے۔ لیکن اس کی نوعیت یہ تھی کہ چاند گرہن نصف رمضان کو اور سورج گرہن آخر رمضان کو ہوا اور یہ فلکیات کی رو سے ممکن ہے اور اس سے قبل بھی کئی مرتبہ رمضان المبارک کے مہینے میں کسوف وخسوف ہوا ہے، لیکن مذکورہ بالا علامت کے طور پر نہ ہونے کی وجہ سے ظہور مہدی کی علامت پوری نہ ہو سکی کیونکہ یہ دونوں علامتیں ایسی ہیں کہ تخلیق کائنات سے لے کر اب تک ان کا ظہور نہیں ہوسکتا چنانچہ علامہ ابن حجر ہیتمی مکیؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿لمهدينا آيتان لم تكونا منذ خلق الله السموات والارض، ينكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس في النصف منه.﴾

(القول المختصر: ص ۵۷، الاشاعہ: ص ۱۹۹، الحاوی: ج ۲ ص ۷۸)

اس کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا۔

مشہور ماہر فلکیات اور جامعہ اشرفیہ کے سابق شیخ الحدیث مولانا محمد موسیٰ روحانی بازیؒ اپنی کتاب ''فلکیات جدیدہ'' میں ''سیروس'' کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں:

''قدیم ہیئت کے ماہرین نے کسوف وخسوف کے اوقات کے انضباط کے لیے ایک ضابطہ وضع کیا ہے اسے سیروس کہتے ہیں یہ آج تک مسلم وصحیح سمجھا جاتا ہے وہ ضابطہ یہ ہے کہ اگر آج کسوف یا خسوف ہو تو ۳، ۶۵۸۵ ایام کے بعد بالفاظ دیگر ۱۸ سال ۳/۱/۱۱

دن کے بعد پھر اس کا اعادہ ہوگا البتہ سابقہ مقام پر ان کا نظر آنا
ضروری نہیں۔ خسوف وکسوف کی تاخیر کا اوسط ۸ گھنٹہ ہے، لہٰذا تین
دورۂ سیروس کے بعد وہ پھر تقریباً انہی مقامات پر نظر آئیں گے۔''

(فلکیات جدیدہ: ص ۲۳۷)

یہ ضابطہ لکھنے کے بعد حضرت نے ''خسوف قمر کی تشریح'' کا عنوان قائم کر کے تحریر فرمایا ہے کہ:

''سابقہ بیان سے واضح ہوا کہ خسوف ایام استقبال یعنی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخوں کے علاوہ ناممکن ہے۔'' (فلکیات جدیدہ: ص ۲۳۸)

بعض حضرات کو حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کی اس علامت میں تردد پیش آیا ہے جس کی وجہ سے انہوں نے اس کا انکار کر دیا ہے چنانچہ ماہنامہ البلاغ کے شمارہ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ میں مولانا عمر فاروق لوہاروی کا ایک مضمون ''کیا ظہور مہدی ۲۰۰۴ء میں؟'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں موصوف نے اس بات کی پرزور اور مدلل تردید کی ہے کہ امام مہدیؓ کے ظہور کے لیے ماہ وسن کی تعیین درست نہیں۔ یہاں تک تو بات صحیح تھی۔ لیکن آگے موصوف اس تردید میں ماہرین فلکیات کی رائے پیش کر کے جو بات سمجھے ہیں، درحقیقت اس میں انہیں اشتباہ ہوا ہے۔

چنانچہ موصوف فنی اعتبار سے گہن والی روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مذکورہ فنی وجوہ کی وجہ سے یہ روایت پایۂ اعتبار سے گر جاتی ہے
اس لیے ظہور مہدیؓ جیسے اہم مسئلہ کے لیے اس کو بطور دلیل قرار
نہیں دیا جا سکتا ہے اور نہ اس سے یہ عقیدہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ
حضرت مہدیؓ کے وقت میں ایسے گہنوں کا ہونا ضروری ہے اور وہ
گہن حضرت مہدیؓ کی علامت ہیں۔'' (البلاغ: ص ۳۶)

موصوف کی یہ عبارت اس قدر واضح ہے کہ مزید وضاحت کی ضرورت نہیں اور ان کا یہ مدعا واضح ہے کہ اس سورج گہن اور چاند گہن کو ظہور مہدیؓ کی علامت نہیں قرار دیا

جا سکتا، حالانکہ یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ امام مہدیؒ کے ظہور کے لیے ماہ ودن کی تعیین درست نہیں لیکن سرے سے اس علامت کا انکار کر دینا ناروا ہے جو آغاز تخلیق سے لے کر اب تک رونما ہی نہیں ہوئی جیسا کہ یہ بات پیچھے بیان ہوئی اور علامت تو ہوتی ہی خلاف عادت اور خرق عادت کے طور پر ہے۔

علامت نمبر ۲۰:

صرف یہی نہیں کہ امام مہدیؒ کے ظہور کے وقت چاند گرہن ایک مرتبہ ہوگا بلکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال رمضان کے مہینے میں دو مرتبہ چاند گرہن ہوگا، ایک مرتبہ تو رمضان المبارک کی پہلی رات میں ہوگا اور دوسرا اس کے علاوہ ہوگا اور ایک مہینے میں کئی مرتبہ گرہن ہونا جدید فلکیات کی رو سے ناممکن نہیں۔

علامت نمبر ۲۱:

حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کے وقت ایک اور آسمانی علامت کا ظہور ہوگا چنانچہ سید برزنجیؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿ومنها طلوع نجم له ذنب يضيئ﴾ (الاشاعہ: ص ۱۹۹)

''اور ان علامات میں سے یہ بھی ہے کہ ایک روشن دم دار تارا ظاہر ہوگا''

حسب بیان سید موصوف اس کا وقوع ہو چکا ہے لیکن ایک دفعہ وقوع سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوبارہ اس کا وقوع نہ ہوگا اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ دم دار کوئی الگ نوعیت کا ہو۔

علامت نمبر ۲۲:

مشرق کی طرف سے ایک انتہائی عظیم آگ کا تین یا سات راتوں تک مسلسل ظاہر رہنا بھی علامات ظہور مہدی میں شمار کیا گیا ہے۔ (حوالۂ بالا)

علامت نمبر ۲۳:

آسمان پر انتہائی گھٹاٹوپ تاریکی کا چھا جانا۔ (الاشاعہ: ص ۲۰۰)

علامت نمبر ۲۴:

آسمان کا انتہائی سرخ ہو جانا اور اس سرخی کا افق پر پھیل جانا۔

یاد رہے کہ افق کی یہ سرخی عام معمول کی سرخی نہیں ہوگی بلکہ اس سے ہٹ کر ہوگی نیز سیاہی اور سرخی کا چھا جانا دو الگ الگ وقتوں میں ہوگا نہ کہ ایک ہی وقت میں۔ (حوالۂ بالا)

علامت نمبر ۲۵:

آسمان سے ایک ایسی آواز کا آنا جو تمام اہل زمین سن لیں گے اور عجیب تر بات یہ ہوگی کہ وہ آواز ہر زبان والے کو اس کی اپنی زبان میں سنائی دے گی۔ (چنانچہ عربی کو عربی میں، پنجابی کو پنجابی میں اور پٹھان کو پشتو میں، غرضیکہ ہر ایک کو وہ آواز اسی کی مادری زبان میں سنائی دے گی اور قدرت خداوندی کے سامنے ایسا ہونا بعید نہیں کیونکہ: "ان اللّٰہ علی کل شیٔ قدیر". (بحوالۂ مذکورہ)

علامت نمبر ۲۶:

شام کی "حرستا" نامی بستی کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ (حوالۂ بالا)

اس سلسلے میں سید برزنجیؒ نے ابن عساکر کے حوالہ سے ایک روایت بایں الفاظ نقل کی ہے:

﴿لایخرج المھدی حتی یخسف بقریة بالغوطة تسمی حرستا﴾ (الاشاعہ: ص ۲۴۱)

"امام مہدی اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے جب تک کہ غوطہ کی حرستا نامی بستی زمین میں دھنسا نہ دی جائے۔"

علامت نمبر ۲۷:

نفس زکیہ کا قتل بھی ظہور مہدی کی علامات میں شمار کیا گیا ہے۔ (الاشاعہ: ص ۲۳۹)

چنانچہ مجاہد کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک صحابی رسول نے یہ حدیث بیان کی:

﴿اذا قتلت النفس الزكية غضب عليهم من في السماء ومن في الارض فياتي الناس المهدى فزفوه كما تزف العروس الى زوجها ليلة عرسها﴾ (بحوالہ مذکورہ)

''جب نفس زکیہ شہید ہو جائیں گے تو ان لوگوں پر آسمان وزمین والے غضب ناک ہو جائیں گے، پھر لوگ امام مہدیؒ کے پاس آ کر انہیں تیار کریں گے، جیسے دلہن کو شب زفاف میں اس کے خاوند کے لیے تیار کیا جاتا ہے''

فائدہ:

اگر آپ تاریخ اسلام پر ایک اجمالی نظر ڈالیں تو آپ کو بنو عباس کے زمانۂ خلافت میں نفس زکیہ نامی ایک شخص کا حوالہ ملے گا، یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے اوران کا نسب تین واسطوں سے حضرت علیؓ سے جاملتا ہے۔ان کا پورا نام ''محمد النفس الزکیۃ بن عبداللہ المحض بن الحسن المثنی بن الحسن بن علیؓ'' ہے، اہل مدینہ نے ان سے بیعت خلافت لی تھی لیکن یہ خلافت زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی اور خلیفۂ منصور عباسی کے زمانے میں موسیٰ بن عیسی نے ان کو شہید کر دیا تھا۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ روایات مہدی میں جس نفس زکیہ کا بار بار ذکر آتا ہے اس سے مراد آئندہ پیدا ہونے والے نفس زکیہ ہیں۔ خلیفۂ منصور عباسی کے زمانے کے نفس زکیہ مرادنہیں کیونکہ اگر وہی مراد لیے جائیں تو پھر امام مہدیؓ کا ظہور کبھی کا ہو چکا ہوتا لیکن ایسانہیں ہوا۔ معلوم ہوا کہ یہ ایک ہی نام کے دو الگ شخص ہیں۔

علامت نمبر ۲۸:

خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈوں کا آنا۔

اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿یاتی قوم من قبل المشرق معهم رایات سود فیسالون الخیر فلا یعطونه فیقاتلون فینصرون فیعطون ماسالوا فلا یقبلونه حتی یدفعوها الی رجل من اهل بیتی فیملؤها قسطا کما ملؤوها جورا فمن ادرک ذلک منکم فلیاتهم ولو حبوا علی الثلج﴾ (الاشاعۃ: ص۲۴۰)

''مشرق کی طرف سے ایک قوم سیاہ جھنڈوں کے ساتھ آئے گی اور وہ لوگ (ضرورت کی وجہ سے) مال کا مطالبہ کریں گے، لوگ ان کو مال نہیں دیں گے تو وہ لڑیں گے اور ان پر غالب آ جائیں گے اب وہ لوگ ان کے مطالبہ کو پورا کرنا چاہیں گے تو وہ اس کو قبول نہیں کریں گے حتیٰ کہ وہ اس مال کو میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کے حوالے کر دیں گے جو زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے لوگوں نے پہلے اسے ظلم وستم سے بھرا ہو گا سو تم میں سے جو کوئی اس کو پائے تو اس کے پاس آ جائے اگرچہ برف پر چل کر آنا پڑے۔''

علامت نمبر ۲۹:

ایک کان کے پاس لوگوں کا دھنس جانا۔

اس سلسلے میں حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مندرجہ ذیل روایت نقل کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

﴿تخرج معادن مختلفة، معدن منهاقریب من الحجاز یاتیه شرار الناس یقال له فرعون فبینما هم یعملون فیه

اذحسر عن الذهب فاعجبهم معتمله فبينما هم كذلك اذ خسف به وبهم.﴾ (الاشاعہ:ص۲۴۱)

''(قیامت کے قریب مختلف علاقوں سے) مختلف (دھاتوں کی) کانیں برآمد ہوں گی، جن میں سے ایک کان حجاز کے قریب بھی ظاہر ہوگی۔ اس کے حصول کے لیے ایک بدترین آدمی جس کا لقب (ہی کثرتِ ظلم وستم کی وجہ سے) فرعون پڑ گیا ہوگا، آئے گا، (اور لوگوں کو اس میں کام کرنے پر لگا دے گا) لوگ اس میں کام کر رہے ہوں گے کہ سونے کی ایک اور کان ظاہر ہوگی، اس کو دیکھ کر وہ ابھی خوش ہی ہو رہے ہوں گے کہ وہ اس کان سمیت زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔''

علامت نمبر ۳۰:

ظہور مہدیؑ پر دلالت کرنے والی علامات میں سے ایک علامت وقت کا انتہائی تیز رفتاری سے گزرنا بھی ہے جس کی وجہ بظاہر وقت میں بے برکتی کا پیدا ہو جانا ہوگا چنانچہ حضرت سید برزنجیؒ فرماتے ہیں:

﴿ومنها طلوع القرن ذى السنين﴾ (الاشاعہ:ص۲۴۴)

اور اس کی تائید ترمذی شریف کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

﴿لاتقوم الساعةحتى يتقارب الزمان فتكون السنة كالشهر والشهر كالجمعة وتكون الجمعة كاليوم ويكون اليوم كالساعة وتكون الساعة كالضرمة بالنار﴾

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ:ص۴۷۰)

''قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ زمانہ قریب نہ ہو

جائے (اس تیزی سے نہ گزرنے لگے کہ) سال مہینہ کے برابر، مہینہ ہفتہ کے برابر، ہفتہ دن کے برابر، دن ایک گھنٹے کے برابر اور ایک گھنٹہ آگ کا شعلہ سلگنے کے برابر نہ ہو جائے''

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاریؒ نے امام خطابیؒ کا یہ قول نقل فرمایا ہے:

﴿قال الخطابی ویکون ذلک فی زمن المهدی اوعیسی علیه الصلوة والسلام او کلیهما قلت والاخیر هو الاظهر وظهور هذا الامر فی خروج الدجال وهوفی زمانهما﴾ (مرقاۃ الفاتیح: ج ۱۰ص ۱۲۹)

''امام خطابیؒ نے فرمایا ہے کہ ایسا امام مہدیؓ یا حضرت عیسیٰؑ یا دونوں کے زمانے میں ہوگا، میں کہتا ہوں کہ آخری قول ہی زیادہ ظاہر ہے کیونکہ یہ معاملہ خروج دجال کے وقت پیش آئے گا اور دجال کا خروج ان دونوں بزرگوں کے زمانے میں ہوگا۔''

باب چہارم

ظہور مہدیؓ سے قبل کے واقعات

خروج سفیانی، سفیانی کا نام، حلیہ، کردار،
کیفیت، خروج، فتنہ فساد پھیلانا۔ وغیرہ

﴿ظہور مہدیؒ سے قبل کے واقعات﴾

چونکہ حضرت امام مہدی رضوان اللہ علیہ کا ورود مسعود قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے اس لیے ارتباط کی غرض سے ان کے ورود سے قبل کے واقعات کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

خروج سفیانی:

حضرت امام مہدیؒ کے ظہور سے قبل عرب و شام میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو سادات کو قتل کرے گا، حسب بیان سید برزنجیؒ یہ شخص خالد بن یزید بن ابی سفیان کی نسل سے ہوگا۔

(ترجمان السنۃ: ج ۴ص ۳۷۲، کتاب البرہان ج ۲ص ۲۴۹ بروایت حضرت علیؓ)

شیخ نعیم بن حماد نے بھی سفیانی کے خالد بن یزید بن ابی سفیان کی نسل سے ہونے کی روایت نقل کی ہے جس میں اس کا کچھ حلیہ اور کیفیت خروج بھی مذکور ہے۔

"سفیانی، خالد بن یزید بن ابی سفیانؓ کی اولاد میں سے ہوگا، یہ شخص بھاری بھر کم جسم والا ہوگا، چہرے پر چیچک کے آثار ہوں گے، آنکھ میں سفید داغ کا نشان ہوگا، دمشق کے نواحی علاقوں میں سے ایک وادی سے خروج کرے گا جس کا نام "وادی یابس" ہوگا۔ وہ سات آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ خروج کرے گا، جن میں سے ایک کے پاس ایک جھنڈا بھی ہوگا۔ لوگ اس کے جھنڈے تلے مدد آنے کا خیال کریں گے اور اس کے آگے آگے تیس میل چلتے ہوں گے، جو آدمی بھی اس جھنڈے کو سرنگوں کرنا چاہے گا وہ خود ہی شکست سے دوچار ہوگا۔" (کتاب الفتن: ص ۱۸۹)

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ''ابوسفیان کی اولاد میں سے ایک شخص وادئ یابس میں سرخ جھنڈوں کے ساتھ خروج کرے گا جس کے بازو اور پنڈلیاں پتلی ہوں گی، گردن لمبی ہوگی، انتہائی زرد رنگ ہوگا اور اس پر عبادت کے آثار نمایاں ہوں گے۔''

(کتاب الفتن: ص ۱۹۰)

نیز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

﴿یتحرک بایلیاء رجل اعور العین، فیکثر الهرج، ویحل النساء وهو الذی یبعث بجیش الی المدینة﴾

(کتاب الفتن: ص ۲۹۳)

''ایلیاء میں ایک کانا شخص متحرک ہوگا جو کثرت سے فتنہ پھیلائے گا اور عورتوں کو حلال کر دے گا اور یہی مدینہ کی طرف ایک لشکر روانہ کرے گا۔''

سفیانی کا نام:

سفیانی کے نام کے بارے میں مختلف روایات موجود ہیں چنانچہ مولانا سید محمد بدر عالم مہاجر مدنیؒ نے ترجمان السنۃ میں امام قرطبیؒ کی تذکرہ کے حوالے سے سفیانی کا نام عروہ ذکر کیا ہے جبکہ شیخ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن ص ۱۹۱ پر سفیانی کا نام عبداللہ ذکر کیا ہے۔ اسی طرح کتاب مذکور کے ص ۱۸۹ پر سفیانی کا پورا نام عبداللہ بن یزید ذکر کیا ہے۔

امام قرطبیؒ نے اپنی کتاب تذکرہ کے ص ۶۹۴ پر ابوالحسین احمد بن جعفر بن مناوی کی روایت سے سفیانی کا نام عتبہ بن ہند نقل کیا ہے۔

سفیانی کی حکومت اور مدت حکومت:

مولانا سید بدر عالمؒ فرماتے ہیں کہ سفیانی کا حکم ملک شام و مصر کے اطراف میں چلے گا (ترجمان السنۃ ج ۴ ص ۳۷۲) اور اس کی مدت حکومت کے بارے میں ایک

روایت یہ ہے کہ سفیانی ساڑھے تین سال حکومت کرے گا اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس کی مدت حکومت ۱۹ ماہ یا ۱۷ ماہ ہوگی۔ (کتاب الفتن: ص ۱۸۸)

سفیانی کی بیعت کرنے والے اہل شام ہوں گے (یاد رہے کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے قبل خروج سفیانی ہوگا، اس سفیانی کے خروج سے پہلے ایک اور شخص خروج کرے گا اور اتفاق سے اس کا نام بھی سفیانی ہی ہوگا چنانچہ بعض روایات میں ہے کہ سفیانی نام کے تیس افراد ہوں گے جن میں سب سے آخری امام مہدیؒ کے ظہور سے قبل خروج کرے گا یہاں اس آخری سفیانی سے پہلے والا سفیانی مراد ہے۔) سفیانی ان کو لے کر اہل مشرق سے قتال کرے گا اور ان کو فلسطین سے دھکیلتا ہوا مرج صفر، جو کہ دمشق کے جنوب میں واقع ہے، تک جا پہنچے گا، وہاں پہنچ کر دوبارہ جنگ ہوگی جس میں اہل مشرق شکست کھا کر پسپا ہوتے ہوئے مرج الثنیۃ (ثنیۃ العقاب) تک جا پہنچیں گے، وہاں مجتمع ہو کر پھر سفیانی سے لڑیں گے اور حسب سابق شکست کھا کر حمص کے قریب ''حص'' نامی جگہ پہنچیں گے، وہاں پھر جنگ ہوگی اور اہل مشرق قرقیسیا آ پہنچیں گے، اس کے بعد وہ بغداد کے قریب ''عاقر قوفا'' نامی بستی پہنچ کر آخری فیصلہ کن معرکہ بپا کریں گے لیکن وہ اس میں بھی شکست کھا جائیں گے اور سفیانی ان لوگوں کے اموال کو جمع کر کے مال غنیمت بنا لے گا۔ اس کے بعد سفیانی کے حلق میں ایک پھوڑا نکلے گا اور وہ صبح کے وقت کوفہ میں داخل ہو کر شام کو اپنے لشکروں سمیت واپس روانہ ہو جائے گا اور شام کے قریب پہنچ کر راستے میں ہی اس کی وفات ہو جائے گی۔ ادھر جب اہل شام کو سفیانی کی موت کی خبر معلوم ہوگی تو وہ بغاوت کر دیں گے اور بنو کلب کے ایک شخص عبداللہ بن یزید کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اس کی دونوں آنکھیں اندر کو دھنسی ہوں گی اور انتہائی بدشکل ہوگا جبکہ اہل مشرق سفیانی کی موت کی خبر سن کر کہیں گے کہ اب اہل شام کی حکومت ختم ہوگئی اور وہ نئے امیر کی اطاعت سے انکار کر کے باغی ہو جائیں گے، عبداللہ بن یزید (سفیانی) کو معلوم ہوگا تو وہ اپنے سارے لشکروں کو لے کر ان پر چڑھ دوڑے گا اور ان سے خوب قتال کرے گا حتیٰ کہ اہل مشرق شکست کھا کر کوفہ میں داخل

ہو جائیں گے اور سفیانی ان میں سے لڑنے والوں کو قتل کر کے عورتوں اور بچوں کو قید کریگا اور کوفہ کو برباد کردے گا۔ اس کے بعد حجاز کی طرف ایک لشکر روانہ کرے گا۔''

(کتاب الفتن: ص ۲۰۱، ۲۰۲)

فتنۂ سفیانی کی سختی:

سفیانی کا فتنہ اس قدر سخت ہوگا کہ ایک حدیث میں ہے:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو سفیان کی اولاد میں سے ایک شخص اسلام میں ایسا سوراخ کھول دے گا کہ پھر اس کو بند نہیں کیا جا سکے گا۔''

نیز حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''دین کا یہ امر ٹھیک چلتا رہے گا یہاں تک کہ سب سے پہلے اس کا مثلہ بنو امیہ کا ایک شخص کرے گا۔'' (کتاب الفتن: ص ۱۸۹)

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ:

''بنو ہاشم میں سے ایک شخص حکمران بن جائے گا اور وہ بنو امیہ کو قتل کرے گا چنانچہ بنو امیہ میں سے صرف چند افراد ہی قتل ہونے سے بچیں گے، پھر بنو امیہ کا ایک شخص ''سفیانی'' نکلے گا اور وہ بنو ہاشم کے دو آدمیوں کو اس ایک آدمی کے بدلے قتل کرے گا جس کو بنو ہاشم نے قتل کیا ہوگا (ایک آدمی کے بدلے میں دو کو قتل کرے گا۔) یہاں تک کہ صرف عورتیں بچیں گی۔ اس کے بعد امام مہدیؑ کا ظہور ہو جائے گا۔'' (کتاب البرہان: ج ۲ ص ۶۲۴)

نیز ایک روایت میں ہے کہ:

''سفیانی اس حال میں خروج کرے گا کہ اس کے پاس بانس کی تین لکڑیاں ہوں گی، وہ جس کو بھی ان لکڑیوں سے مارے گا وہ مر

جائے گا۔" (کتاب البرہان: ج۲ص۶۵۴)

خروج سفیانی کی کیفیت:

ایک روایت میں خروج سفیانی کی کیفیت یوں بیان کی گئی ہے:

"سفیانی کو خواب دکھایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ اٹھ کر خروج کرو، وہ اس ارادے کے ساتھ اٹھے گا لیکن اپنی موافقت میں کسی کو نہ پائے گا، دوبارہ اسی طرح اس کو خواب آئے گا، پھر تیسری مرتبہ اس سے کہا جائے گا کہ اٹھ کر خروج کرو اور دیکھو کہ تمہارے گھر کے دروازے پر کون ہے؟ چنانچہ وہ اٹھ کر دیکھے گا تو اس مرتبہ اپنے گھر کے دروازے پر سات یا نو افراد کو پائے گا جن کے پاس جھنڈے ہوں گے اور وہ اس سے کہیں گے کہ ہم تمہارے ساتھی ہیں (اس لیے تم ہمیں اپنا ہی سمجھو اور گھبرانے کی کوئی بات نہیں) چنانچہ وہ ان کے ساتھ خروج کرے گا اور وادیٔ یابس کی بستیوں میں سے کچھ لوگ اس کے تابع ہو جائیں گے۔ ان کی سرکوبی اور ان سے جنگ کرنے کے لیے دمشق کا گورنر روانہ ہوگا لیکن جوں ہی اس کی نظر سفیانی کے جھنڈے پر پڑے گی وہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوگا، ان دنوں دمشق کا گورنر بنو عباس کی طرف سے مقرر ہوگا۔" (کتاب البرہان: ج۲ص۶۵۵)

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ:

"سفیانی بدترین بادشاہ ہوگا کہ علماء اور فضلاء کو قتل کرے گا اور ان کو فنا کے گھاٹ اتار دے گا، نیز وہ ان سے اپنی مدد کا مطالبہ کرے گا اور انکار کرنے پر ان کو قتل کر دے گا۔"

یہ چند روایات بطور نمونہ کے پیش کی گئی ہیں جن میں سفیانی کے حالات کا بقدر

ضرورت تذکرہ کیا گیا ہے کہ اس کا نام، حلیہ، کردار اور خروج کی کیفیت کیا ہو گی؟ اس سلسلے میں امام قرطبیؒ نے اپنی کتاب تذکرہ میں سفیانی کے متعلق یہ روایت بھی ذکر کی ہے۔

''سفیانی کی مکمل تفصیلات ابوالحسین احمد بن جعفر بن مناوی نے اپنی کتاب ''الملاحم'' میں بیان کی ہیں اور کہا ہے کہ سفیانی کا نام عتبہ بن ہند ہوگا اور یہ اہل دمشق کے درمیان کھڑا ہو کر کہے گا کہ میں تم ہی میں کا ایک فرد ہوں، میرے دادا معاویہ بن ابی سفیانؓ اس سے پہلے تمہارے ولی امر رہ چکے ہیں، انہوں نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا اور تم نے ان کی خوب اطاعت کی۔ پھر ابوالحسین نے ایک طویل کلام ذکر کیا یہاں تک کہ ایک جرہمی کی طرف سفیانی کے بھیجے ہوئے خط کا تذکرہ کیا جو سرزمین شام میں رہتا ہوگا، اسی طرح برقی کے خط کا جو کہ برقہ کی سرحد کے ساتھ مغرب میں رہتا ہو گا، ابوالحسین نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ پھر جرہمی آ کر سفیانی سے بیعت کرے گا اور اس جرہمی کا نام عقیل بن عقال ہوگا، اس کے بعد برقی شخص آئے گا جس کا نام ہمام بن الورد ہوگا (روایت میں اس کے بیعت کرنے کا تذکرہ نہیں ہے۔) پھر ابوالحسین نے سفیانی کے ملک مصر جانے اور وہاں کے بادشاہ سے جنگ کرنے کا تذکرہ کیا کہ وہ فرما کے پل پر یا اس سے کچھ پیچھے سات دن تک برابر ان لوگوں کو تہہ تیغ کرے گا حتیٰ کہ اہل مصر کے ستر ہزار افراد قتل ہو جائیں گے۔ پھر اہل مصر تھک ہار کر اس سے صلح کر لیں گے اور اس کی بیعت میں داخل ہو جائیں گے اور سفیانی شام واپس آ جائے گا۔'' (التذکرہ للقرطبی: ص۶۹۴)

روایات کے اس تناظر میں اب یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے قبل اسلام اور مسلمان سخت تکالیف میں مبتلا ہوں گے، ان پر ظلم وستم

کے پہاڑ توڑے جائیں گے اور ان کو جائے پناہ کا ملنا مشکل ہو جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیشہ سے اسلام اور مسلمانوں کے لیے وقف رہی ہے کیونکہ اس نے اپنے اوپر مؤمنین کی مدد کرنا لازم کر رکھا ہے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الروم: ۴۷)

تنبیہ: یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ لزوم کی دو قسمیں ہیں:

(۱) لزوم استحقاقی (۲) لزوم تفضلی

لزوم استحقاقی:

ایک چیز کسی پر اس طرح لازم ہو کہ وہ غیر کا حق ہو۔

لزوم تفضلی:

ایک چیز کسی پر اس طرح لازم ہو کہ وہ غیر کا حق نہ ہو بلکہ اس نے مہربانی کر کے اپنے اوپر اس کو لازم کر لیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے جو مومنین کی مدد کرنا اپنے اوپر لازم کیا ہے وہ لزوم تفضلی کے طور پر ہے نہ کہ لزوم استحقاقی کے طور پر۔

الغرض! سفیانی کے خروج کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی مدد مسلمانوں کے شامل حال رہے گی، اس کی تفصیلات بھی قرطبی کی مذکورہ روایت ہی میں موجود ہیں اور وہ یہ کہ:

"ابو الحسین نے سفیانی کے واقعہ کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے بہت سے عجائبات کا تذکرہ کیا ہے نیز اس بات کو بھی ذکر کیا ہے کہ اس کے لشکر کو زمین اس طرح نگل لے گی کہ ان کے سر تو زمین سے باہر ہوں گے اور گردن تک کا سارا جسم زمین میں دھنس جائے گا اور ان کا تمام مال و دولت، خزانہ اور قیدی سب اپنی حالت پر ہوں گے، یہ خبر گورنر مکہ کو پہنچے گی جس کا نام محمد بن علی ہوگا اور وہ السبط الاکبر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ہوگا، جب وہ مکہ

سے کوچ کا ارادہ کر کے روانہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس سے زمین کی دوریوں کو ہٹا کر گویا زمین کو لپیٹ دیں گے اور وہ اسی دن اس بیابان میں جا پہنچے گا جہاں سفیانی کا لشکر مذکورہ بدترین صورت حال سے دوچار ہوگا چنانچہ محمد بن علی اور اس کے ساتھی اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کریں گے اور تسبیح وتحمید کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے تمام عافیت ونعمت کا سوال کریں گے۔" (التذکرہ: ص ۶۹۵)

سفیانی کا جھنڈا:

اخیر زمانے میں اختلافات کی کثرت ہوگی، قیامت قریب آچکی ہوگی اور سفیانی کا خروج ہو چکا ہوگا جس کی علامت یہ ہوگی کہ بقول محمد بن حنفیہ اختلافات کے وقت شام میں تین جھنڈے بلند کیے جائیں گے، ایک جھنڈا ابقع نامی شخص کا ہوگا، دوسرا جھنڈا اصہب نامی شخص کا ہوگا اور تیسرا جھنڈا سفیانی کا ہوگا۔ (کتاب الفتن: ص ۱۹۶)

اور ایک روایت میں ہے کہ ان تینوں میں سے سفیانی غالب آجائے گا چنانچہ مروی ہے کہ:

"جب لوگوں میں اختلافات بڑھ جائیں گے تو کچھ وقت گزرنے کے بعد مصر میں ابقع نامی ایک شخص ظاہر ہوگا، وہ لوگوں کو قتل کرتے ہوئے "ارم" تک جا پہنچے گا پھر اس پر ایک بدشکل شخص حملہ کر دے گا چنانچہ ان دونوں کے درمیان سخت جنگ ہوگی اسی اثناء میں ملعون سفیانی کا ظہور ہو جائے گا اور وہ ان دونوں پر غالب آجائے گا۔"

(بحوالۂ مذکورہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

"سفیانی مصر جا کر چار ماہ قیام کرے گا اور مصر میں قتل وغارت گری

کا بازار گرم کردے گا اور لوگوں کو قیدی بنالے گا۔'' (بحوالۂ مذکورہ)

﴿خروج سفیانی کا اجمالی نقشہ﴾

علامہ ابن حجر ہیتمی مکیؒ نے اپنی کتاب ''القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر'' میں خروج سفیانی کی تفصیلات کا ایک نہایت اچھا اور جامع خلاصہ تحریر فرمایا ہے، یہاں اس کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے۔

''امام مہدیؓ کے ظہور سے پہلے ۳۶۰ سواروں کے ساتھ سفیانی کا خروج ہوگا، اس کے بعد اس کے ننھیال بنوکلب کے تیس ہزار افراد اس کے متبع ہو جائیں گے اور وہ عراق پر حملہ کے لیے اپنے لشکر کو روانہ کردے گا جو مقام زوراء (ایک مشرقی شہر) میں قتل و غارت گری کا بازار گرم کردے گا پھر اس کے لشکری کوفہ پر حملہ کر کے اس کو لوٹ لیں گے (ادھر تو یہ ہو رہا ہوگا اور ادھر) مشرق کی طرف سے ایک جھنڈا ظاہر ہوگا جس کی قیادت بنوتمیم کے شعیب بن صالح نامی ایک شخص کے ہاتھ میں ہوگی اور وہ قیدی کوفیوں کو آزاد کرائے گا اور سفیانی کے لشکریوں سے جنگ کرے گا، سفیانی اپنا دوسرا لشکر مدینہ منورہ کی طرف بھیجے گا۔ وہاں بھی اس کے لشکری تین دن تک لوٹ مار کرتے رہیں گے پھر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور جب بیداء نامی جگہ پر پہنچیں گے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم خداوندی ہوگا اور وہ اپنا پاؤں ان پر ماریں گے جس کی وجہ سے پورا لشکر زمین میں دھنس جائے گا اور صرف دو آدمی بچیں گے۔

وہ دونوں سفیانی کو آکر اس ہولناک واقعے کی خبر دیں گے لیکن اس پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا، پھر وہ بادشاہِ روم کے پاس پیغام بھیجے گا کہ میرے پاس ان دونوں سواروں کو بھیج دو جو قسطنطنیہ

بھاگ گئے ہیں، وہ ان کو واپس بھیج دے گا تو وہ جرم فرار کی سزا میں دمشق کے دروازے پر ان کی گردنیں مار دے گا اور جامع مسجد دمشق کے محراب میں اپنی ران پر ایک عورت کو بٹھائے گا اور جو اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کرے گا، اس کو بھی قتل کر دے گا۔

اس وقت آسمان سے یہ آواز آئے گی کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے ظالموں، منافقوں اور ان کے ہمنواؤں کو دور کر کے تم پر امت محمدیہ کے ایک بہترین فرد کو امیر بنایا ہے چنانچہ تم اس سے مکہ میں جا کر ملو، وہ مہدی ہیں اور ان کا نام احمد بن عبداللہ ہے.........'' الخ (القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر :ص ۴۰)

فائدہ:

اس موقع پر یہ بات ذہن میں رہے کہ اگرچہ محدثانہ انداز سے روایات ظہور مہدیؒ و خروج سفیانی پر بحث کرنا اس وقت موضوع سخن نہیں لیکن یہ بات واضح کر دینا ضروری ہے کہ امام مہدی کا ظہور اور خروج سفیانی وغیرہ صرف صحیح روایات سے ثابت نہیں بلکہ ان میں صحیح، حسن اور ضعیف وغیرہ تمام روایات شامل ہیں حتیٰ کہ اس میں موضوع روایات بھی موجود ہیں۔

البتہ ان روایات کا مضمون اور ظہور مہدیؒ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ آپ ''ظہور مہدیؒ کے متعلق عقیدے کی بحث'' میں تفصیل کے ساتھ پڑھ آئے ہیں۔

نیز امام مہدی رضوان اللہ علیہ کے متعلق مندرجہ ذیل نکات بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہیں:

(۱) امام مہدیؒ کے ظاہر ہونے پر ہمارے عقائد میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، نیز ظہور مہدیؒ اور خود امام مہدیؒ ہمارے عقائد میں سے کسی عقیدے میں تبدیلی کا تقاضا نہیں کریں گے۔ البتہ وہ احیاء سنت اور اماتت بدعت کی طرف خوب متوجہ ہوں گے۔

(۲) امام مہدیؒ نبی نہیں ہوں گے اور نہ ہی وہ معصوم ہوں گے، نیز وہ خود بھی اپنی

نبوت کے مدعی نہیں ہوں گے۔

(۳) ظہور مہدیؒ کے وقت امام مہدیؒ کو ماننا، ان کی بیعت و معاونت کرنا قرآن و سنت کی پیروی کے مخالف نہیں ہوگا بلکہ اس کے مطابق ہوگا۔

(۴) امام مہدیؒ اپنے وقت موعود پر پیدا ہوں گے اور عام معمول کے مطابق ان کی نشوونما اور دینی ماحول کی تربیت ہوگی اور جس وقت اللہ کو منظور ہوگا اس وقت ان کے اندر اللہ تعالیٰ ایسی وہبی صلاحیتیں ان میں ودیعت فرمادیں گے کہ وہ لوگوں کی قیادت کرسکیں اور پھر ان کا ''امام مہدیؒ'' کے عنوان سے ظہور ہوگا۔

باب پنجم

ظہور مہدیؓ ترتیب زمانی کے ساتھ واقعات کے تناظر میں

جنگیں، امام مہدیؓ، کی تلاش، بیعت وخطبۂ اولیٰ،
استحکام اسلام، پوری دنیا، کی حکمرانی، خروج دجال، نزول عیسیٰؑ
وفاتِ مہدیؓ اوران کی مدت حکومت وغیرہ

ظہور مہدیؓ ترتیبِ زمانی کے ساتھ واقعات کے تناظر میں

گذشتہ صفحات میں بیان شدہ تفصیلات کا خلاصہ یہ نکلا کہ آخر زمانے میں امام مہدی رضوان اللہ علیہ کا ظہور برحق ہے، ان کا نام محمد بن عبداللہ یا احمد بن عبداللہ ہوگا، ان کا سلسلۂ نسب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جا ملے گا، ان کی ولادت باسعادت مدینہ طیبہ میں ہوگی، ان کی سیرت واخلاق کریمانہ، حلیہ مبارک، بوقت ظہور علامات اور قبل از ظہور واقعات آپ بالتفصیل پڑھ چکے، اب آپ اس کو واقعات کے تسلسل کے ساتھ پڑھیں تو اس سے انشاء اللہ ایک نیا لطف حاصل ہوگا۔

لیکن یہ بات ضرور ذہن نشین رہے کہ واقعات کی اس ترتیب سے ظہور مہدیؓ کے لیے ماہ وسن کی تعیین قطعاً ناروا اور غلط ہے اور اس مضمون کے مقصد کے خلاف ہے۔

دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ برآمد ہوگا:

حضرت امام مہدیؓ کے ظہور سے قبل دریائے فرات سے سونے کا ایک پہاڑ نکلے گا، لوگوں کو جب اس کی خبر ہوگی تو وہ اس کے حصول کے لیے دریائے فرات کی طرف روانہ ہوں گے، وہاں تین آدمی قائدانہ حیثیت سے اکٹھے ہوں گے اور دریائے فرات پر سونے کے اس پہاڑ کے حصول کے لیے یہ تینوں باہم اپنے لشکر کے ساتھ جنگ کریں گے، ان تینوں میں سے ہر ایک کسی نہ کسی خلیفہ یا بادشاہ کا بیٹا ہوگا، ان تینوں کے لشکروں کے درمیان اس قدر شدید قتال ہوگا کہ ہر سو میں سے ننانوے افراد قتل ہو جائیں گے۔

اور صحیحین کی روایت میں اس موقع پر امت محمدیہ کے لیے بارگاہ نبوت سے یہ ہدایت نامہ موجود ہے کہ جو شخص اس موقع پر حاضر ہو، وہ اس سونے میں سے کچھ نہ لے۔

(بخاری ۷۱۱۹، مسلم ۷۲۷۴، ابوداؤد ۴۳۱۳، ابن ماجہ ۴۰۴۶)

اس قسم کی مزید روایات شیخ علی متقی ہندیؒ کی کتاب البرہان ج ۲ ص ۶۳۴ تا ص ۶۴۲ ملاحظہ فرمائی جاسکتی ہیں جن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدیؒ کے ظہور سے قبل دریائے فرات کا پانی خشک ہو جائے گا اور اس میں سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہو گا چنانچہ اس کے لیے حدیث میں ''یَحْسِرَ'' کا لفظ ہے، جس کی شرح میں امام نوویؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿یوشک الفرات ان یحسر ای ینکشف لذهاب مائه﴾

(شرح مسلم:۱۸۔۱۹)

''اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ دریائے فرات پانی خشک ہونے کی وجہ سے ظاہر ہو جائے گا۔''

امام مہدیؒ کے ظہور کی انتہائی قریبی علامت یہ ہو گی کہ سفیانی کا خروج ہو جائے گا جس کے بارے میں اس سے قبل تفصیلات بیان ہو چکیں تاہم واقعات کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے علامہ سید برزنجیؒ کا بیان پڑھ لیجیے جو انہوں نے اپنی کتاب الاشاعہ کے ص ۲۰۲ پر تحریر فرمایا ہے۔

سفیانی کی ابقع اور اصہب وغیرہ سے جنگ:

سفیانی کا خروج دمشق کی ایک وادی سے ہو گا جس کا نام وادیٔ یابس ہو گا...... پھر ''علامۃ خروجہ'' کے تحت فرماتے ہیں کہ سفیانی کے خروج کی علامت یہ ہو گی کہ دمشق کی ایک بستی، جس کا نام شاید ''حرستا'' ہو گا، کو زمین مین دھنسا دیا جائے گا اور دمشق کی جامع مسجد کی مغربی جانب گر جائے گی۔

اور مصر سے ابقع کا، جزیرۂ عرب سے اصہب کا اور شام سے سفیانی کا خروج ہو گا۔ نیز مغرب کی طرف سے اعرج کندی کا خروج ہو گا، ان سب کے درمیان پورے ایک سال تک جنگ ہوتی رہے گی اور بالآخر سفیانی، ابقع اور اصہب پر غالب آجائے گا اور اعرج کندی واپس بھاگ جائے گا اور راستے میں مردوں کو قتل کر کے عورتوں کو قیدی بنا

لے گا پھر وہ جزیرۃ العرب میں پہنچے گا تو وہاں سفیانی قیس نامی شخص سے نبرد آزما ہو گا اور آخرالامر وہی غالب آئے گا اور ان کے جمع کردہ اموال پر قابض ہو جائے گا، یوں وہ تینوں لشکروں پر غالب آ جائے گا۔

سفیانی کی ترک اور روم سے جنگ:

پھر سفیانی ترکی اور روم والوں سے قرقیسیا کے مقام پر جنگ کرے گا اور حسب سابق ان پر بھی غالب آ جائے گا اور زمین میں فساد برپا کر دے گا، عورتوں کے پیٹ چاک کر کے اس میں سے بچوں کو نکال کر قتل کر دے گا۔

اس دوران کچھ قریشی افراد بھاگ کر قسطنطنیہ چلے جائیں گے، جب سفیانی کو یہ بات معلوم ہو گی تو وہ روم کے فرمانروا کے پاس یہ پیغام بھیجے گا کہ ان کو میرے پاس واپس بھیج دو، وہ اس کے حکم کی تعمیل میں ان لوگوں کو واپس بھیج دے گا اور سفیانی دمشق کے کسی شہر کے دروازے پر ان کی گردنیں اڑا دے گا۔

سفیانی کا فساد برپا کرنا:

کچھ عرصے کے بعد اس کے پیچھے ایک جماعت شورش برپا کر دے گی۔ سفیانی ان کی طرف پلٹے گا اور ان میں سے ایک گروہ کو قتل کر دے گا، بقیہ ماندہ لوگ شکست کھا کر خراسان میں پناہ گزین ہو جائیں گے، سفیانی اپنے گھوڑے کو ان کی تلاش میں رات کی سیاہی اور سیلاب کے بہاؤ کی طرح دوڑائے گا اور اس دوران جہاں سے بھی گزرے گا وہاں تباہی پھیلا دے گا، قلعوں کو منہدم کر دے گا اور بغداد پہنچ کر ایک لاکھ آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گا، پھر کوفہ کی طرف روانہ ہو گا اور وہاں ساٹھ ہزار افراد کو تہہ تیغ کر کے عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لے گا اور تمام شہروں میں اپنے فوجی پھیلا دے گا اور اہل خراسان کو بہر صورت تلاش کرنے پر مصر ہو گا۔ اور اسی دوران ایک لشکر مدینہ منورہ کی طرف بھی بھیجے گا جو اہل بیت نبوی میں سے ہر اس شخص کو پکڑے گا جس پر وہ قادر ہو گا اور بنو ہاشم کے مردوں اور عورتوں کو قتل کر دے گا۔ اس کے بعد سفیانی اس لشکر کے ایک حصے کو کوفہ

واپس بلالے گا اور باقی لوگ خشکی میں منتشر ہو جائیں گے۔ (اس سے ملتے جلتے الفاظ مستدرک حاکم: ۴/۵۶۵ پر بھی موجود ہیں)

امام مہدیؓ کا مکہ میں روپوش ہونا:

اس وقت مہدیؓ اور مبیض (اور ایک روایت کے مطابق مہدیؓ اور منصور) سات افراد کے ساتھ مکہ مکرمہ میں جا کر روپوش ہو جائیں گے، ادھر جب گورنر مدینہ کو ان کے فرار ہونے کی اطلاع ملے گی تو وہ مکہ مکرمہ کے گورنر کو یہ خط لکھے گا کہ جب تمہارے پاس فلاں فلاں نام کے آدمی پہنچیں تو انہیں قتل کر دینا، گورنر مکہ کو یہ بات بڑی ناگوار گزرے گی اور وہ اس سلسلے میں اپنے مشیروں سے مشورہ کر ہی رہا ہوگا کہ رات کے وقت وہ لوگ اس کے پاس پناہ حاصل کرنے کے لیے آ پہنچیں گے، گورنر مکہ ان سے کہے گا کہ تم یہاں بے خوف وخطر ہو کر اطمینان سے رہو۔

گورنر مکہ کا دھوکہ دینا:

اس کے بعد وہ نجانے کیا سوچ کر ان میں سے دو آدمیوں کو قتل کرنے کے لیے اپنے بندے بھیج دے گا چنانچہ ان میں سے ایک تو قتل ہو جائے گا اور دوسرا بچ جائے گا اور وہ اس طرح کہ وہ لوگ نفس زکیہ کو حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان قتل کر دیں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ کو اور تمام آسمان والوں کو اس دھوکہ دہی پر غصہ آ جائے گا۔

ادھر وہ دوسرا شخص جو قتل ہونے سے بچ گیا ہوگا اپنے ساتھیوں کو آ کر خبر دے گا کہ ان کے ساتھ دھوکہ ہوا ہے چنانچہ وہ لوگ وہاں سے نکل کر طائف کے ایک پہاڑ پر پڑاؤ ڈالیں گے اور وہاں رہ کر لوگوں کو پیغامات کے ذریعے جہاد کی ترغیب دیں گے، لوگ اس کے لیے تیار ہو جائیں گے، جب اہل مکہ کو اس کی خبر ہوگی تو وہ ان سے جنگ کریں گے اور یہ لوگ اہل مکہ کو شکست دے کر مکہ مکرمہ میں داخل ہو جائیں گے۔

حج کی ادائیگی کا امیر کے بغیر ہونا:

اس دوران چونکہ گورنر مکہ قتل ہو چکا ہوگا اور حج کا موسم بھی قریب ہوگا اس لیے اس سال لوگ بغیر امیر کے حج کریں گے، اور جب منیٰ میں پہنچیں گے تو کسی بات پر لڑائی جھگڑا کرتے ہوئے کتوں کی طرح ایک دوسرے پر آپڑیں گے، خوب قتل وقتال ہوگا، حجاج کرام کو لوٹا جائے گا اور جمرۂ عقبہ کے پاس خوب خون ریزی ہوگی۔

اسی دوران پوری دنیا میں سے سات بڑے بڑے علماء بغیر کسی سابقہ تیاری کے مکہ مکرمہ آ پہنچیں گے اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ پر تین سو دس کچھ اوپر افراد نے بیعت کر رکھی ہوگی، یہ علماء مکہ مکرمہ میں جمع ہو کر ایک دوسرے سے دریافت کریں گے کہ تم کیوں آئے ہو؟ ہر ایک کا یہی جواب ہوگا کہ ہم تو اس آدمی کی تلاش میں آئے ہیں جس کے ہاتھ پر یہ فتنے ختم ہوں گے اور قسطنطنیہ فتح ہوگا، نیز ہم اس شخص کو اس کے اور اس کے والدین کے نام سے پہچان لیں گے۔

سات بڑے بڑے علماء کا امام مہدیؓ کو تلاش کرنا:

چنانچہ وہ ساتوں علماء اس پر متفق ہو کر امام مہدیؓ کو تلاش کریں گے اور جب ایک شخص میں مہدیٔ موعود کی تمام علامتیں پائیں گے تو اسے کہیں گے کہ آپ فلاں بن فلاں ہیں؟ وہ شخص جواب میں کہے گا کہ میں تو ایک انصاری آدمی ہوں اور یہ کہہ کر وہاں سے چلا جائے گا۔ وہ علماء دوسرے جاننے والوں سے اس شخص کے بارے میں پوچھیں گے تو وہ کہیں گے کہ وہی تو تمہارا گوہر مطلوب ہے، لیکن اس دوران امام مہدیؓ مدینہ منورہ جا چکے ہوں گے، وہ لوگ ان کی تلاش میں مدینہ منورہ روانہ ہو جائیں گے، امام مہدیؓ کو جب اس کی اطلاع ملے گی تو وہ مکہ مکرمہ آ جائیں گے، غرض اس طرح مکہ سے مدینہ کی طرف ان کے تین چکر لگیں گے۔

فائدہ:

اس مقام پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ واقعات کی اس تفصیل سے یہ بات

معلوم ہوتی ہے کہ حضرت امام مہدی رضوان اللہ علیہ کی بیعت جس سال ہوگی، اسی سال منی میں خون ریزی ہوگی اور اسی سال چند ایام کے بعد ماہِ محرم الحرام میں عاشوراء کی رات کو ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگی اور اس دوران وہ ساتوں علماء مدینہ کے تین چکر بھی لگائیں گے حالانکہ مدینہ اور مکہ کے درمیان کافی طویل فاصلہ ہے تو اس مختصر سی مدت میں یہ کیسے ممکن ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آج کل اس قدر تیز رفتار سواریوں کی موجودگی میں یہ اعتراض کچھ حقیقت نہیں رکھتا جبکہ پوری دنیا سمٹ کر ایک محلّہ بن چکی ہے۔ اور دوسرا جواب یہ بھی ہے کہ یہ تمام حضرات اولیاء اللہ میں سے ہوں گے، اگر کرامۃً ان کے لیے زمین کی دوری کو لپیٹ کر طویل فاصلے مختصر کر دیئے جائیں تو یہ بھی کوئی بعید نہیں۔

امام مہدیؓ کا حجر اسود کے پاس ملنا:

ادھر جب مدینہ منورہ کے گورنر کو پتہ چلے گا کہ لوگ امام مہدیؓ کی تلاش میں ہیں تو وہ مکہ مکرمہ میں موجود بنو ہاشم کو تلاش کرنے کے لیے ایک لشکر تیار کرے گا، اسی اثناء میں وہ ساتوں علماء تیسری مرتبہ امام مہدیؓ کو مکہ مکرمہ میں حجر اسود کے پاس جالیں گے اور ان سے کہیں گے کہ اگر آپ نے بیعت کے لیے اپنا ہاتھ آگے نہ بڑھایا تو پھر ہمارا گناہ بھی آپ پر ہوگا اور ہمارا خون بھی، یعنی آپ اس کے ذمہ دار ہوں گے، کیونکہ سفیانی کا لشکر ہماری تلاش میں ہے جس کا سردار قبیلۂ حزم کا ایک آدمی ہے، اور وہ علماء امام مہدیؓ کو بیعت نہ کرنے پر قتل تک کی دھمکی دیدیں گے۔

کتاب الفتن کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ لوگ کسی بہترین قائد کی تلاش میں ہوں گے اور تلاش کرتے کرتے امام مہدیؓ تک جا پہنچیں گے جو کعبہ کے ساتھ اپنے چہرے کو چپکا کر رو رہے ہوں گے، راویٔ حدیث حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ گویا اس وقت میں ان کے آنسوؤں کو دیکھ رہا ہوں۔ لوگ ان سے بیعت کی

درخواست کریں گے تو وہ فرمائیں گے کہ تم پر افسوس ہے کہ اس قدر وعدہ خلافی اور خون ریزی کے بعد میرے پاس آئے ہو؟

فائدہ:

اس روایت میں تو سات علماء کا ذکر نہیں لیکن دوسرے مقام پر ص ۲۴۱۔۲۴۲ پر ان کا ذکر ہے نیز سید برزنجیؒ نے بھی ان علماء کا ذکر کیا ہے اس لیے اس روایت کو بھی انہی سات علماء پر محمول کیا جائے گا۔

امام مہدیؓ کا بیعت لینا:

مجبور ہو کر امام مہدی رضوان اللہ علیہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیٹھ کر بیعت کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں گے اور ان سے بیعت لیں گے گویا یہ خصوصی بیعت ہو گی، پھر وہ اسی دن جبکہ عاشوراء کی رات ہو گی، عشاء کی نماز کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے، قمیص اور تلوار کے ساتھ ظہور فرمائیں گے اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد مقام ابراہیم کے پاس آکر دو رکعت نماز ادا فرمائیں گے اور پھر منبر پر چڑھ کر بآواز بلند یوں خطاب فرمائیں گے'' کہ اے لوگو! میں تمہیں تمہارے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈراتا ہوں اور اس بارے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں' اس کے بعد ایک طویل خطبہ ارشاد فرمائیں گے جس میں لوگوں کو سنتوں کو زندہ کرنے اور بدعتوں کو ختم کرنے کی ترغیب دیں گے۔

امام مہدیؓ کا پہلا خطبہ:

امام مہدیؓ کے اس پہلے خطبے کے کچھ الفاظ کتاب الفتن ص ۲۴۱ پر اس طرح مذکور ہیں۔

''اے لوگو! میں تمہیں اللہ (جس کو ہم بھلا چکے ہیں) یاد کروانا چاہتا ہوں اور یہ کہ تم نے اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونا ہے، اللہ تعالیٰ

اتمام حجت کر چکا، اس نے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا، کتابوں کو نازل کیا اور تمہیں یہ حکم دیا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر محافظت کرو۔ جن چیزوں کو قرآن کریم نے زندہ کرنے کا حکم دیا ہے تم انہیں زندہ کرو، جن چیزوں کو چھوڑنے اور ختم کرنے کا حکم دیا ہے ان کو ترک کر دو اور ہدایت کے کاموں پر ایک دوسرے کے مددگار بن جاؤ، اور تقویٰ پر ایک دوسرے کے معاون بن جاؤ اس لیے کہ دنیا کے فنا وزوال کا وقت قریب آ گیا ہے اور وہ رخصت ہونے کے قریب ہے اس لیے میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے، قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے، باطل کو ختم کرنے اور سنتوں کو زندہ کرنے کی طرف دعوت دیتا ہوں۔''

اور ایک رایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ:

''اے لوگو! امت محمدیہ کو مصائب نے آ گھیرا، خاص طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان والوں کو اور ہم مغلوب ہو گئے اور ہمارے خلاف کفار نے بغاوت کر کے ہم پر چڑھائی کر دی۔''

پھر اہل بدر کی تعداد کے برابر ۳۱۳ افراد کے ساتھ ظہور کریں گے اور ۳۱۳ افراد ہی طالوت کے ساتھ بھی نکلے تھے، جب انہوں نے جالوت کے مقابلے کا ارادہ کیا تھا اور نہر عبور کی تھی۔

امام مہدی رضی اللہ عنہ کے اعوان وانصار:

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ ۳۱۳ افراد شام کے ابدال، عراق کے عصائب اور مصر کے نجائب پر مشتمل ہوں گے جو رات کے وقت شب زندہ دار اور دن کے وقت شہسوار ہوں گے، جب ان کے پاس گورنر مدینہ کا بھیجا ہوا لشکر پہنچے گا تو یہ اس سے قتال کر

کے اسے شکست سے دوچار کر دیں گے اور ان کا پیچھا کرتے ہوئے مدینہ منورہ میں داخل ہوں گے اور مدینہ منورہ کو ان کے پنجے سے آزاد کرالیں گے۔

ابدال، عصائب اور نجباء سے کن لوگ مراد ہیں؟

ابدال اور عصائب وغیرہ الفاظ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں بھی آئے ہیں، ان کی تشریح ملا علی قاریؒ کی زبانی ملاحظہ ہو:

''ابدال، بدل کی جمع ہے، ان کو ابدال اس لیے کہتے ہیں کہ جب ان میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو بدل کر مقرر فرما دیتے ہیں۔ جوہری کہتے ہیں کہ ابدال، صلحاء کی وہ جماعت ہے جن سے دنیا کبھی خالی نہیں ہوتی جوں ہی ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہوتا ہے، دوسرا اس کی جگہ تعینات کر دیا جاتا ہے، ابن درید نے کہا ہے کہ ابدال، بدل کی جمع نہیں بلکہ بدیل کی جمع ہے جیسے شریف کی جمع اشراف، اور ان کو ابدال کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کوچ کرتے رہتے ہیں اور پہلی جگہ ان کی شبیہ قائم کر دی جاتی ہے۔ قاموس میں ہے کہ ابدال وہ قوم ہے جن سے اللہ عزوجل زمین کو قائم رکھتے ہیں، ایسے افراد کل ستر ہوتے ہیں جن میں سے چالیس صرف شام میں رہتے ہیں اور تیس شام کے علاوہ دیگر مقامات پر رہتے ہیں۔''

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ شام سے صرف دمشق مراد نہیں بلکہ شام اور اس کے اردگرد کا پورا علاقہ مراد ہے۔

اسی طرح ان حضرات کو ابدال کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ انہوں نے اخلاقِ رذیلہ کو بدل کر اخلاقِ حسنہ اختیار کر لیے یا یہ کہ اللہ نے ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ قطب حقانی شیخ

عبدالقادر جیلانیؒ ان کو ابدال کہنے کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے اپنے ارادے کو اللہ کی مرضی پر قربان کر دیا تو اس کا بدلہ ان کو یہ عطاء ہوا کہ ان کی مرضی اللہ کی مرضی کے مطابق ہوگئی، اب ان لوگوں کے حق میں یہ چیز بھی گناہ کے زمرے میں آتی ہے کہ وہ ارادۂ خداوندی کے ساتھ کسی کو بھول کر یا غلبۂ حال میں آ کر شریک بناویں، پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کی دستگیری فرماتے ہیں تو وہ اس سے باز آ کر رب ذوالجلال سے استغفار کرتے ہیں اور شاید عارف باللہ ابن فارض نے اسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے:

ولو خطرت لی فی سواک ارادۃ

علی خاطری سھوا حکمت بردتی

اگر میرے دل میں بھولے سے بھی تیرے علاوہ کسی اور کے بارے میں کوئی ارادہ کھٹکے تو میں اپنے مرتد ہونے کا فیصلہ کروں گا۔

اور اہل عرب کا یہ مقولہ ہے **"حسنات الابرار سیئات المقربین."**

عصائب:

"نہایہ میں لکھا ہے کہ عصائب، عصابۃ کی جمع ہے اس کا اطلاق دس سے لے کر چالیس تک کی جماعت پر ہوتا ہے، اسی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ: "ابدال شام میں ہوتے ہیں۔ نجباء مصر میں اور عصائب عراق میں۔"

"عصائب عراق میں" اس سے کیا مراد ہے؟ اس میں ایک قول تو یہ ہے کہ عراق جنگوں کے لیے جمع ہونے کی جگہ ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد زاہدوں کی ایک جماعت ہے جن کا نام ہی عصائب ہے اس لیے کہ حضرت علیؓ نے اس کو ابدال اور نجباء کے

ساتھ ذکر کیا ہے۔

ابو نعیم اصفہانی نے حلیۃ الاولیاء میں اپنی سند سے حضرت ابن عمرؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ میری امت کے بہترین لوگ ہر زمانے میں پانچ سو افراد ہوتے ہیں اور چالیس ابدال ہوتے ہیں، نہ وہ پانچ سو کم ہوتے ہیں اور نہ ہی یہ چالیس۔ اس لیے کہ جب ان چالیس میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان پانچ سو میں سے ایک کو اس کی جگہ مقرر فرما دیتے ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمیں ان کے اعمال کے بارے میں بتایئے (کہ وہ کسی قسم کے اعمال کر کے اس رتبۂ علیا تک پہنچے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں سے درگزر کرتے ہیں، اپنے ساتھ برا کرنے والوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے ایک دوسرے کے ساتھ ہمدری کرتے ہیں۔''

اور ابو نعیم ہی کی سند سے اس سلسلے کی ایک روایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سات بندے ایسے ہیں.......... کہ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو زندگی اور موت دیتے ہیں، بارش برساتے، پیداوار اگاتے اور مصائب کو روکتے ہیں، حضرت ابن مسعودؓ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے لوگوں کو زندگی اور موت کیسے دیتے ہیں؟ فرمایا اس طرح کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے امت کی کثرت کے لیے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس میں اضافہ فرما دیتے ہیں، ظالموں کے خلاف بددعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں تہس نہس فرما دیتے ہیں، پانی طلب کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بارش برسا دیتے ہیں، دعا کرتے

ہیں تو اللہ تعالیٰ زمین کی پیداوار اگا دیتے ہیں، سوال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مصائب کو دور فرما دیتے ہیں۔'' (مرقاۃ: ج ۱۰ ص ۱۷۶۔۱۷۷)

اگر خوفِ طوالت دامن گیر نہ ہوتا تو ابھی ملا علی قاریؒ کا تبصرہ نقل کرنا باقی رہ گیا ہے اس کو بھی ذکر کرتا لیکن اسی پر اکتفاء کرتے ہوئے آیئے اپنے اصل موضوع کی طرف لوٹ چلیں کہ حضرت امام مہدیؒ کے ساتھ شام کے ابدال، عراق کے عصائب بطور اعوان وانصار کے ہوں گے۔

مقام بیداء میں لشکر سفیانی کا دھنسنا:

جب سفیانی کو حضرت امام مہدیؒ کے ظہور کی اطلاع ملے گی تو وہ کوفہ سے ایک لشکر مدینہ کی طرف بھیجے گا جو تین دن تک مدینہ منورہ میں خوب قتل و غارت گری کا بازار گرم رکھے گا اور امام مہدیؒ کی تلاش میں ہوگا، پھر وہ لشکر مدینہ منورہ سے روانہ ہوگا اور جب مقامِ بیداء میں پہنچے گا تو پورا لشکر زمین میں دھنس جائے گا۔ (مسلم شریف حدیث نمبر ۷۲۴۰ تا ۷۲۴۴، ابن ماجہ ۴۰۶۳ تا ۴۰۶۵) صرف دو آدمی بچیں گے جن میں سے ایک تو سفیانی کے پاس یہ بری خبر لے کر پہنچے گا اور دوسرا حضرت امام مہدیؒ کو جا کر یہ خوشخبری سنائے گا، جب امام مہدیؒ اس خبر کو سنیں گے تو فرمائیں گے کہ ہاں! اب خروج کا وقت آیا ہے چنانچہ وہ وہاں سے نکل کر مدینہ منورہ پہنچیں گے اور بنو ہاشم کے جو لوگ قید ہو چکے ہوں گے انہیں آزاد کرائیں گے اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری سرزمین حجاز کو فتح کر ڈالیں گے۔

اہل خراسان پر کیا بیتی؟

اس سے قبل آپ یہ پڑھ آئے ہیں کہ حضرت امام مہدیؒ کے ظہور سے قبل کچھ لوگ خراسان میں روپوش ہو جائیں گے جن کی تلاش سفیانی برابر جاری رکھے گا لیکن ان پر قابو نہ پا سکے گا کہ اس اثناء میں امام مہدیؒ کا ظہور ہو جائے گا۔

حضرت امام مہدیؒ کے ظہور کے بعد ان کی مدد اور اہل خراسان کی نصرت کے لیے اللہ تعالیٰ ماوراء النہر کے علاقے سے حارث یا حراث نامی شخص کو پیدا فرمائیں گے، وہ

ایک لشکر تیار کرے گا جس کے ہراول کا افسر منصور نامی شخص ہوگا اور وہ حضور ﷺ کے اہل بیت کو ویسے ہی پناہ دے گا جیسے قریش نے قبول اسلام کے بعد حضور ﷺ کو دی تھی اور بقوائے حدیث ہر مسلمان پر اس کی مدد کرنا واجب ہوگا۔

وہ اہل خراسان کو لے کر سفیانی کے لشکر پر حملہ کرے گا اور ان کے درمیان کئی جھڑپیں ہوں گی چنانچہ ایک جھڑپ تیونس میں ہوگی، ایک دولاب الری میں اور ایک تخوم زرنج میں۔ (کتاب الفتن ص ۲۱۸ پر مذکورہ جگہوں کے نام اس طرح لکھے ہوئے ہیں قومس، دولات الری اور تخوم زرنج۔ واللہ اعلم بالصواب) لیکن جب وہ یہ دیکھیں گے کہ جھڑپوں اور جنگوں کا یہ سلسلہ طویل ہوتا جا رہا ہے تو وہ بنو ہاشم کے ایک آدمی کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے جس کی دائیں ہتھیلی میں تل کا نشان ہوگا اور وہ امام مہدیؒ کا حقیقی یا چچا زاد بھائی ہوگا (اور دوسرا قول ہی راجح ہے) اور اللہ تعالیٰ اس پر یہ معاملہ آسان فرمادیں گے۔

خراسان سے سیاہ جھنڈوں کے ساتھ روانگی:

امام مہدیؒ کا چچا زاد بھائی اس وقت مشرق کے آخری کونے میں ہوگا اور خراسان و طالقان کے لوگوں کو لے کر چھوٹے چھوٹے سیاہ جھنڈوں کے ساتھ روانہ ہوگا اور اس کے ہراول کا فسر بنو تمیم کے موالی میں سے متوسط قد و قامت والا، زردی مائل رنگ اور ہلکی ڈاڑھی والا (جو صرف ٹھوڑی پر ہوگی) ایک شخص شعیب بن صالح نامی ہوگا، وہ پانچ ہزار افراد کے ساتھ نکلے گا اور اس قدر جی دار ہوگا کہ اگر اس کے راستے میں مضبوط پہاڑ بھی حائل ہوجائیں تو وہ ان کو بھی اپنے راستے سے ہٹا دے گا اور امام مہدیؒ کے لیے آسانی کردے گا اور حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿اذا سمعتم برایات سوداء اقبلت من خراسان فاتوها ولوحبوا علی الثلج﴾ (ترمذی: ج ۲ ص ۵۶)

''جب تمہیں خراسان کی جانب سے سیاہ جھنڈوں کے آنے کی خبر

ملے تو تم ان کے پاس چلے جانا اگرچہ برف پر چل کر جانا پڑے۔"

سفیانی کے ساتھ جنگیں:

الغرض! اس کا سفیانی کے لشکر سے آمنا سامنا ہوگا اور ان کے درمیان انتہائی شدید جنگ ہوگی پھر بجستان کی طرف سے اس ہاشمی کی امداد کے لیے ایک بڑا لشکر آپہنچے گا جس کا سردار بنو عدی میں سے ہوگا اور یوں اللہ تعالیٰ "ری" کی اس جنگ میں اپنے دوستوں کی مدد فرمائے گا۔

"ری" کی اس جنگ کے بعد "مدائن" میں جنگ ہوگی پھر "عاقرقوفا" میں ایک صلیبی جنگ ہوگی اور سیاہ جھنڈے آکر ایک پانی والی جگہ (غالباً دریائے دجلہ) کے قریب پڑاؤ ڈالیں گے، ادھر کوفہ میں جب سفیانی کے لشکریوں کو ان کے آنے کی اطلاع ملے گی تو وہ بھاگ جائیں گے اور مسلمان کوفہ پہنچ کر تمام بنو ہاشم کو آزاد کرالیں گے۔

اس کے کچھ عرصہ بعد کوفہ کے کسی علاقے سے ایک قوم نکلے گی جس کا نام "عصب" ہوگا، ان کے پاس تھوڑا سا اسلحہ ہوگا، ان میں بصرہ کے بھی کچھ لوگ ہوں گے جو سفیانی کے لشکر کو خیر باد کہہ چکے ہوں گے وہ ان کے ساتھ آملیں گے۔

جب بنو ہاشم کوفہ کے قیدیوں کو آزاد کرالیں گے تو ان میں سے کچھ لوگوں کو سیاہ جھنڈے دے کر (جو کہ بطور علامت کے ہوں گے) امام مہدیؓ کے پاس بیعت کے لیے بھیجیں گے چنانچہ وہ لوگ وہاں سے روانہ ہوں گے اور سرزمین حجاز میں امام مہدیؓ کو پالیں گے اور ان سے بیعت کر کے ان کو اپنے ساتھ شام لے آئیں گے۔

کلمۂ حق کہنے کی سزا:

اس طرف تو یہ ہو رہا ہوگا اور دوسری طرف سفیانی زمین میں فساد برپا کیے ہوئے ہوگا حتیٰ کہ ایک عورت سے دن کے وقت دمشق کی جامع مسجد میں شراب کی ایک مجلس میں بدکاری کی جائے گی، اسی طرح ایک عورت سفیانی کی ران پر آکر بیٹھ جائے گی جبکہ وہ جامع دمشق کی محراب میں بیٹھا ہوگا، اس وقت ایک غیرت مند مسلمان سے مسجد

کی یہ بے حرمتی اور یہ کریہہ منظر دیکھا نہ جائے گا اور وہ کھڑا ہو کر کہے گا کہ افسوس ہے تم پر، ایمان لانے کے بعد کفر کرتے ہو؟ یہ ناجائز ہے۔ ظاہر ہے کہ سفیانی کو حق کی یہ بات کڑوی لگے گی اور وہ اس کو کلمۂ حق کہنے کی پاداش میں موت کے گھاٹ اتار دے گا اور صرف اسی کو نہیں بلکہ جس نے بھی اس کی تائید کی ہو گی اس کو بھی قتل کر دے گا۔

اس وقت آسمان سے ایک منادی پکارے گا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم سے ظالموں، منافقوں اور ان کے ہمنواؤں کو دور کر کے امت محمدیہ کے بہترین فرد کو تم پر امیر مقرر کیا ہے لہٰذا تم مکہ مکرمہ میں ان سے جا کر مل جاؤ (ان کے لشکر میں شامل ہو جاؤ) کہ ان کا نام احمد بن عبداللہ ہے اور وہی مہدی ہیں۔

امام مہدیؓ کی کرامت:

امام مہدیؓ ان واردین سے بیعت لینے کے بعد اپنی افواج کو لے کر آہستہ آہستہ وادی قری کی طرف روانہ ہوں گے۔ وہاں ان کے چچا زاد بھائی بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ ان سے آ کر ملیں گے اور کہیں گے کہ اے برادر عم! میں اس امر خلافت کا تم سے زیادہ حقدار ہوں کیونکہ میں حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں اور میں ہی مہدی ہوں، امام مہدیؓ ان سے کہیں گے کہ نہیں! مہدی تو میں ہوں! حسنی کہیں گے کہ آپ کے پاس کوئی نشانی بھی ہے جس سے آپ کا مہدی ہونا معلوم ہو جائے؟ اور میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلوں؟ اس پر امام مہدیؓ ایک اڑتے ہوئے پرندے کی طرف اشارہ فرمائیں گے، وہ ان کے سامنے آ گرے گا اور زمین کے ایک کونے میں ایک خشک ٹہنی گاڑ دیں گے وہ اسی وقت سرسبز ہو کر برگ و بار لانے لگے گی۔ یہ کرامت دیکھ کر حسنی کہیں گے کہ اے برادر عم! یہ آپ ہی کا منصب ہے اور آپ ہی کو مبارک ہو اور یہ کہہ کر امام مہدیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلیں گے۔

سفیانی کا بیعت کرنا:

حسنی سے بیعت لینے کے بعد امام مہدیؓ وہاں سے کوچ کریں گے اور شام و

حجاز کے درمیان شام کی سرحد کے قریب جا کر پڑاؤ ڈالیں گے، وہاں پہنچ کر لوگ ان سے سفیانی پر لشکر کشی کا مطالبہ کریں گے لیکن امام مہدیؓ عجلت کو ناپسند سمجھیں گے اور فرمائیں گے کہ میں سفیانی کے پاس اپنی اطاعت کا پیغام بھیجتا ہوں، اگر اس نے میری اطاعت کرنے سے انکار کر دیا تو میں تمہاری خواہش کے مطابق اس پر لشکر کشی کروں گا چنانچہ امام مہدیؓ سفیانی کو ایک خط لکھیں گے (جس میں اس سے اپنی بیعت و اطاعت کا مطالبہ کریں گے) جب وہ خط سفیانی کو ملے گا تو وہ اپنے مشیروں کے مشورے سے امام مہدیؓ کی بیعت کر لے گا اور وہاں سے روانہ ہو کر بیت المقدس جا پہنچے گا۔

پھر امام مہدیؓ عدل و انصاف کو قائم کرنے کے لیے اہل شام میں سے کسی کے پاس بھی ذمیوں کی زمین نہیں رہنے دیں گے بلکہ ان سے لے کر ان کے ذمی مالکوں کے حوالے کر دیں گے خواہ وہ زمین کا چھوٹا سا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو اور تمام مسلمانوں میں جہاد کی روح پھونک دیں گے۔

عہد شکنی:

سفیانی کی بیعت کے بعد قبیلۂ بنو کلب کا کنانہ نامی ایک شخص اپنے ساتھ چند لوگوں کو لے کر سفیانی سے ملاقات کرے گا اور اس سے کہے گا کہ ہم نے تیری بیعت کی اور تیری مدد کی یہاں تک کہ جب تو زمین کا بادشاہ بن گیا تو تو نے اس آدمی یعنی مہدی کی بیعت کر لی؟ اور اس کو عار دلاتے ہوئے یہ بھی کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ایک قمیص پہنائی تھی تو نے اس کو کیوں اتار دیا؟ سفیانی کہے گا کہ میں تو مہدی کی بیعت کر چکا ہوں اور ان کا حامی بن کر رہنے کا وعدہ کر چکا ہوں، تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اپنا وعدہ توڑ دوں؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہاں! تم اپنا وعدہ توڑ دو، ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہی، بنو عامر کے تمام افراد بھی تمہاری مدد کریں گے اور ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ کوئی آدمی بھی میدان جنگ سے پیٹھ نہیں پھیرے گا۔ سفیانی ان کی باتوں میں آ کر بارادۂ جنگ وہاں سے کوچ کر جائے گا اور اس کے ساتھ تمام بنو عامر بھی روانہ ہو جائیں گے۔ اور ایک

روایت میں یہ ہے کہ امام مہدیؒ سے بیعت کرنے کے تین سال بعد سفیانی عہد شکنی کرتے ہوئے اس بیعت کو خود ہی توڑ دے گا۔

سفیانی کا قتل:

امام مہدیؒ کو جب اس نقض عہد و بیعت کی اطلاع ملے گی تو وہ اپنے جھنڈے سمیت اس پر لشکر کشی کریں گے۔ یاد رہے کہ اس زمانے میں سب سے بڑے جھنڈے کے ماتحت سو افراد ہوں گے۔ سفیانی کا لشکر یعنی قبیلۂ بنو کلب کے لوگ بھی (جو درحقیقت سفیانی کو نقض عہد پر برانگیختہ کرنے والے تھے) صف بندی کرلیں گے۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ سفیانی کے لشکر میں سوار اور پیادہ ہر طرح کے لوگ ہوں گے۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے صف بستہ ہو جائیں گے تو لڑائی شروع ہو جائے گی اور شدید جنگ کے بعد قبیلۂ بنو کلب کے لوگ پشت پھیر کر بھاگ جائیں گے، امام مہدیؒ کے لشکری انہیں قتل کرنا شروع کر دیں گے، مال غنیمت میں بہت سے قیدی بھی ہاتھ آئیں گے حتیٰ کہ ایک کنواری دوشیزہ باندی کو آٹھ درہم کے بدلے بیچا جائے گا۔

سفیانی پکڑ کر قید کرلیا جائے گا اور اسے امام مہدیؒ کے پاس لے جایا جائے گا، وہ اسے ایک کنیسہ کے پاس موجود ایک چٹان پر بکری کی طرح ذبح کروادیں گے۔

مالِ غنیمت کی تقسیم:

سفیانی کے قتل سے فراغت کے بعد امام مہدیؒ مال غنیمت تقسیم فرمائیں گے، اسی موقع کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان مبارک ہے:

﴿الخائب من خاب یومئذ من غنیمة کلب ولو بعقال، قیل یا رسول اللّٰہ! کیف یغنمون اموالھم ویسبون ذراریھم وھم مسلمون؟ قال علیہ وسلم یکفرون باستحلالھم الخمر والزنا﴾ (الاشاعہ: ص ۲۱۲)

”اس دن وہ شخص سب سے بڑا محروم ہو گا جو بنو کلب کے مال

غنیمت سے محروم رہا (اس مال غنیمت میں سے کچھ نہ کچھ ضرور لے) اگرچہ اونٹ کو باندھنے کی رسی ہی کیوں نہ ہو؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ ان کے اموال کو غنیمت اور بچوں کو ان کے مسلمان ہونے کے باوجود کیسے قیدی بنالیں گے؟ فرمایا کہ وہ شراب اور زنا کو حلال سمجھنے کی وجہ سے کافر قرار دیئے جائیں گے۔''

استحکام اسلام:

سفیانی کے قتل کے بعد اسلام کو استحکام نصیب ہوگا، امام مہدیؒ کے لیے زمین کو لپیٹ دیا جائے گا، زمین کے تمام حکمران ان کی اطاعت میں داخل ہو جائیں گے، پھر امام مہدیؒ ہندوستان کی طرف ایک لشکر بھیجیں گے، وہ لشکر کامیاب ہوگا اور ہندوستان کو فتح کر کے وہاں کے حکمرانوں کو پابہ زنجیر امام مہدیؒ کی خدمت میں پیش کرے گا، ہندوستان کے خزانے بیت المقدس لے جائے جائیں گے اور ان سے بیت المقدس کی تزیین و آرائش کا کام لیا جائے گا اور اسی طرح کئی سال گزر جائیں گے۔

فائدہ:

یاد رہے کہ اس مقام پر ہندوستان سے صرف انڈیا مراد نہیں بلکہ اس میں پاکستان بھی شامل ہے۔ کیونکہ ہندو پاک کی یہ تقسیم تو اب ہوئی ہے، آج سے صرف ساٹھ سال پیچھے چلے جائیں تو آپ کو یہ تقسیم نظر نہیں آئے گی۔

جنگ عظیم:

آپ پڑھ آئے ہیں کہ حضرت امام مہدیؒ، سفیانی کو بغاوت کے جرم میں قتل کرادیں گے اور زمین پر امن و امان قائم کر دیں گے، اسی امن و امان کے سلسلے کی ایک کڑی یہ بھی ہوگی کہ رومی ان سے صلح کی درخواست کریں گے جس کی مدت بعض روایات

کے مطابق نو سال ہو گی اور ایک روایت کے مطابق سات سال ہو گی۔ امام مہدیؓ اس درخواست کو قبول فرمالیں گے اور صلح کی نوعیت یہ طے پائے گی کہ اگر مسلمان کہیں جہاد کے لیے جائیں گے تو رومی ان کی مدد کریں گے اور اگر رومیوں کو مسلمانوں کی امداد کی ضرورت پیش آئی تو مسلمان ان سے تعاون کریں گے چنانچہ اسی طرح کے ایک موقع پر مسلمان اور رومی اکٹھے ہوں گے، مسلمانوں کو فریق مخالف پر فتح حاصل ہو جائے گی اور وہ مال غنیمت لے کر واپس آ رہے ہوں گے کہ راستے میں مرج ذی تلول کے مقام پر ایک رومی صلیب کی جے کاری کرتے ہوئے کہے گا کہ دشمن کے مقابلے میں ہمیں صلیب کی وجہ سے فتح حاصل ہوئی ہے۔ ایک مسلمان یہ سن کر اس کے جواب میں کہے گا کہ ہرگز نہیں! بلکہ اللہ نے ہمیں غلبہ اور فتح سے ہمکنار فرمایا ہے۔

یوں اس رومی اور مسلمان کے درمیان لڑائی شروع ہو جائے گی، مسلمان رومیوں کی صلیب گرا دے گا اور صلیب کا گرنا تو اس کے لیے گویا شکست کی علامت ہوگا، چنانچہ رومی غصہ میں آ کر اس مسلمان کو قتل کر دے گا اور یوں فتنہ کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ مسلمان اپنے اسلحے کو لے کر رومیوں پر جا پڑیں گے اور ان سے اپنے مسلمان بھائی کا بدلہ لیں گے لیکن سب کے سب راہِ خدا میں شہادت کے معزز شرف سے مشرف ہو کر بارگاہِ خداوندی میں پہنچ جائیں گے۔ (ابوداؤد: حدیث نمبر ۴۲۹۲)

۹۶۰۰۰۰ فوج کا روانہ ہونا:

مسلمانوں کی اس جماعت کو شہید کرنے کے بعد رومیوں کے حوصلے بلند ہو جائیں گے اور وہ مسلمانوں سے ٹکر لینے کے خواب دیکھنے لگیں گے چنانچہ وہ اپنے بادشاہ سے جا کر کہیں گے کہ عرب کے بدترین لوگوں سے تو ہم نے آپ کی جان چھڑا دی اور ان کے بہادروں، سورماؤں کو قتل کر دیا، اب آپ کس انتظار میں ہیں؟ بادشاہِ روم ان کے توجہ دلانے پر فوج اکٹھی کرنا شروع کر دے گا اور صرف نو مہینوں میں اتنی بڑی فوج جمع کر لے گا کہ وہ ۸۰ دستوں پر مشتمل ہو گی اور ہر دستے میں ۱۲ ہزار سپاہی ہوں گے یعنی ۹۶۰۰۰۰

فوجیوں کو لے کر روانہ ہوگا اور مقام اعماق یا دابق میں پڑاؤ ڈالے گا۔

رومیوں کا مطالبہ اور لشکرِ اسلام کے تین حصے:

مسلمانوں کو رومیوں کے اس لشکر کی اطلاع ملے گی تو مدینہ منورہ سے انتہائی بہترین افراد پر مشتمل ایک وہ جماعت جو امام مہدیؒ کی معیت میں داد جہاد دے چکی ہو گی، نکلے گی اور مذکورہ مقام پر پہنچ کر صف بندی کر لے گی اور رومی بھی صف بستہ ہو جائیں گے، اس کے بعد رومیوں میں سے ایک آدمی اپنی صف سے نکل کر مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ تم نے ہمارے جو آدمی قید کیے تھے اور وہ ہمارے دین سے نکل کر تمہارے دین میں داخل ہو چکے ہیں اور اب تمہارے ساتھ ہم سے لڑنے کے لیے آئے ہوئے ہیں، تم ہمارے اور ان کے درمیان سے ہٹ جاؤ، ہم صرف ان سے لڑنے کے لیے آئے ہیں تم سے ہمیں کوئی سروکار نہیں، مسلمان اس کے جواب میں کہیں گے کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن چکے ہیں اس لیے ہم انہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔

اس پر جنگ شروع ہو جائے گی اور مسلمان تین گروہوں میں بٹ جائیں گے۔

(۱) ایک تہائی لشکر تو میدان جنگ سے بھاگ جائے گا، ان کی توبہ اللہ تعالیٰ کبھی قبول نہیں فرمائیں گے۔

(۲) ایک تہائی لشکر شہید ہو جائے گا، یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے۔

(۳) ایک تہائی لشکر کو فتح نصیب ہوگی، یہ آئندہ کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو سکیں گے۔

(مسلم شریف: ۲۷۸۷)

شام پر رومیوں کا قبضہ:

واقعہ کی یہ تفصیل تو سید برزنجیؒ کے بیان کے مطابق ہے جبکہ شیخ نعیم بن حمادؒ نے

کتاب الفتن میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ روایت اس طرح مرفوعاً نقل کی ہے کہ سفیانی کی ہلاکت اور قتل کے بعد مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان صلح ہو جائے گی اور اسی صلح کی بنیاد پر مسلمان رومیوں کے ساتھ مل کر ان کے دشمن کے خلاف لڑیں گے اور اس قدر جی داری کے ساتھ لڑیں گے کہ دشمن کو پیٹھ پھیر جانے پر مجبور کر دیں گے اور دشمن سے مال غنیمت حاصل کر لیں گے، رومی بھی مسلمانوں کو مال غنیمت میں سے حصہ دیں گے۔

کچھ عرصے کے بعد مسلمان اہل فارس سے جنگ کریں گے تو رومی ان کی مدد کریں گے اور اہل فارس کو قتل کر کے ان کے بچوں کو قیدی بنالیں گے، جنگ میں کامیابی سے فارغ ہونے کے بعد رومی مسلمانوں سے مال غنیمت تقسیم کرنے کا مطالبہ کریں گے چنانچہ مسلمان انہیں مال و دولت اور مشرکین کے نابالغ بچے بطور مال غنیمت کے دیں گے لیکن اس سے آگے بڑھ کر رومی یہ مطالبہ کریں گے کہ تمہیں مسلمانوں کے جو بچے قیدیوں میں ملے ہیں، ہمیں ان میں سے بھی حصہ دو، مسلمان کہیں گے ایسا کبھی نہیں ہو گا کہ ہم مسلمانوں کے بچے تمہارے حوالے کر دیں، اس پر رومی کہیں گے کہ تم نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے اور قسطنطنیہ کے بادشاہ کے پاس جا کر دہائی دیں گے کہ عربوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے جبکہ ہم تعداد اسلحہ اور قوت میں ان سے زیادہ ہیں اس لیے آپ ہماری امداد کریں تاکہ ہم مسلمانوں سے انتقام لے سکیں لیکن قسطنطنیہ کا بادشاہ ان کی کسی قسم کی مدد کرنے سے انکار کر دے گا اور ان سے کہے گا کہ میں مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ دہی اور وعدہ خلافی نہیں کر سکتا اور اب وہ ہم پر ہمیشہ غالب ہی رہیں گے۔

یہ لوگ یہاں سے مایوس ہو کر بادشاہ روم کے پاس آئیں گے اور اس کو تمام حالات سے مطلع کریں گے، وہ ان پر ترس کھا کر سمندر کے راستے ۸۰ جھنڈے روانہ کرے گا اور اس لشکر کے ہر جھنڈے کے ماتحت ۱۲ ہزار سپاہی ہوں گے۔ درمیان راستہ میں ان کا سپہ سالار فوج سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ اے میرے سپاہیو! جب تم شام کے ساحل کو پار کر لو تو اپنی سواریوں کو جلا دو تاکہ تمہارے پاس واپس جانے کا کوئی راستہ نہ رہے اور تم خوب جی داری سے مقابلہ کر سکو چنانچہ وہ اس کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے

ایسا ہی کریں گے اور مسلمانوں سے اس بہادری کے ساتھ لڑیں گے کہ دمشق اور معتق کے علاوہ پورے شام پر قابض ہو جائیں گے اور وہاں غارت گری کا بازار گرم کردیں گے نیز مسجد اقصیٰ کو بھی ویران کردیں گے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس وقت دمشق میں کتنے مسلمان آسکیں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، جتنے مسلمان اس میں سمانا چاہیں گے، سما جائیں گے بالکل اسی طرح جیسے ماں کا رحم بچے کے لیے کشادہ ہوتا جاتا ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! ''معتق'' کیا چیز ہے؟ فرمایا شام کے شہر حمص میں ایک پہاڑ ہے جس کے قریب ''اریط'' نامی ایک نہر ہو گی۔

رومیوں کی شکست:

رومیوں کے حملے کے وقت مسلمانوں کے بچے معتق (پہاڑ) کے اوپر والے حصے پر ہوں گے اور خود مسلمان نہر اریط پر ٹھہرے ہوئے ہوں گے اور صبح سے لے کر شام تک رومیوں سے قتال کیا کریں گے، ادھر قسطنطنیہ کے گورنر کو جب اس کی خبر لگے گی تو وہ خشکی کے راستے قنسرین کی طرف تین لاکھ فوج کے ساتھ روانہ ہو گا، راستے میں یمن سے بھی ہزاروں آدمی اس سے آکر مل جائیں گے جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ ایمان کی وجہ سے محبت والفت پیدا فرمادیں گے، ان میں سے ۴۰ ہزار تو فقط قبیلۂ حمیر ہی کے جانباز ہوں گے۔

قسطنطنیہ کا گورنر ان کے ساتھ بیت المقدس پہنچے گا اور رومیوں سے قتال کر کے ان کو شکست سے دوچار کردے گا، اس کے بعد وہ لشکر مختلف چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹ کر قنسرین کے پاس آکر پڑاؤ کرے گا اور وہاں آکر ان سے مادۃ الموالی بھی مل جائیں گے۔

ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ مادۃ الموالی کون لوگ

ہوں گے؟ فرمایا کہ وہ تمہارے ہی آزاد کردہ لوگ ہوں گے جو فارس کی جانب سے آئیں گے اور اہل عرب سے مخاطب ہوکر کہیں گے کہ اے جماعت عرب! تم نے عصبیت کی راہ اختیار کی، اس وجہ سے تم مغلوب ہو گئے اور جب تک تم تعصب اختیار کیے رہو گے، مغلوب ہی رہو گے اس لیے اب تم سب کو مجتمع ہو جانا چاہیے چنانچہ سب مسلمان جمع ہو کر حملہ کریں گے لیکن ان میں سے ایک تہائی مسلمان شہید ہو جائیں گے، ایک تہائی بھاگ کھڑے ہوں گے اور ایک تہائی باقی بچیں گے۔

جو مسلمان اس جنگ میں شہید ہو جائیں گے ان میں سے ہر شہید کا درجہ ثواب کے اعتبار سے دس شہداء بدر کے برابر ہوگا اور اللہ کے نزدیک شہداء بدر کی اتنی عزت ہے کہ ان میں سے ایک کی شفاعت ستر شہداء کے برابر ہوگی (اس اعتبار سے اس جنگ میں جو مسلمان شہید ہوں گے، ان کی شفاعت ۷۰۰ شہداء کے برابر ہوگی لیکن یہ بات ذہن کے کسی گوشے میں بھی نہ آنے پائے کہ اس طرح تو پھر یہ لوگ صحابہ کرامؓ سے افضل ہو گئے؟ اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فقط صحبت مبارک ہی ایسی چیز ہے کہ کوئی چیز اس سے بڑھ کر تو کیا اس کے برابر بھی نہیں ہوسکتی اور یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ اگر اس جہت سے ان لوگوں کی فضیلت تسلیم کر بھی لی جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمہ پہلو یہ لوگ صحابہ کرامؓ سے افضل ہو گئے۔)

باقی ماندہ لشکر کے تین حصے:

باقی ماندہ ایک تہائی لشکر پھر تین حصوں میں بٹ جائے گا۔

(۱) ایک تہائی حصہ رومیوں کے ساتھ جا ملے گا اور کہے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اس دین (اسلام) کی کوئی ضرورت ہوتی تو وہ اس کی ضرور مدد کرتا۔

(۲) عرب کے مسلمان جو ایک تہائی ہوں گے، کہیں گے کہ کسی ایسی جگہ جا کر آباد ہو جاؤ جہاں ہم تک رومیوں کی پہنچ نہ ہو سکے مثلاً کسی دور دراز کے دیہات وغیرہ میں یا عراق، یمن اور حجاز کے ایسے علاقوں میں جہاں رومی نہ پہنچ سکیں۔

(۳) ایک تہائی حصہ کے افراد ایک جگہ جمع ہو کر ایک دوسرے کو یوں نصیحت اور عہد و پیمان کریں گے کہ اللہ سے ڈرو، تقویٰ اختیار کرو، اپنی عصبیت کو چھوڑ کر مجتمع ہو کر دشمن سے قتال کرو اس لیے کہ قبائلی عصبیت کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر ہرگز مدد نہیں آسکتی چنانچہ وہ سب متحد ہو جائیں گے اور ایک دوسرے سے اس بات پر بیعت کریں گے کہ اب میدان جنگ سے اسی وقت ہٹیں گے جب اپنے شہید بھائیوں کے ساتھ جا ملیں گے۔ (مرتے دم تک لڑتے رہیں گے)

جبرئیلؑ و میکائیلؑ کا فرشتوں کی فوج لے کر اترنا:

ادھر جب رومی دیکھیں گے کہ مسلمانوں میں سے اتنے سارے افراد ہمارے لشکر میں شامل ہو گئے ہیں اور ان کی معتد بہ مقدار قتل ہو چکی ہے اور اب تھوڑے سے لوگ بچے ہیں تو ایک دن ایک رومی دونوں لشکروں کے درمیان کھڑا ہو گا، اس کے پاس ایک جھنڈا ہو گا جس کے اوپر صلیب لگی ہوئی ہو گی اور وہ یہ نعرہ لگائے گا صلیب کی جے، صلیب غالب ہو گئی، مسلمانوں کو یہ کلمہ انتہائی ناگوار گزرے گا اور ایک مسلمان دونوں لشکروں کے درمیان جھنڈا لے کر کھڑے ہو کر کہے گا کہ اللہ کے دوست اور مددگار غالب ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کو بھی رومیوں کے یہ کہنے پر، کہ صلیب غالب آ گئی، غصہ آ جائے گا اور اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو مسلمانوں کی مدد کے لیے دو ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل فرمائیں گے، اس کے بعد حضرت میکائیل علیہ السلام کو بھی دو ہزار فرشتوں کے ساتھ مسلمانوں کی فریاد رسی کا حکم ہو گا۔ اس غیبی امداد سے مسلمان اس جنگ میں فتح یاب ہو جائیں گے اور کفار و مشرکین شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔

رومیوں کی دھوکہ دہی:

اس جنگ میں رومیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد مسلمان سرزمین روم پر چڑھائی کر دیں گے اور ہلہ بولتے ہوئے عمورا نامی جگہ تک جا پہنچیں گے، عموار کے شہر پناہ

پر ایک خلقت کثیر جمع ہو گی اور وہ جزیہ ادا کرنے کے اقرار پر مسلمانوں سے امان چاہیں گے، مسلمان ان کو امان دیدیں گے۔

امان کی یہ خبر پھیلنے پر مختلف اطراف سے رومی آ آ کر یہاں جمع ہوں گے اور کہیں کہ اہل عرب! تمہارے پیچھے تمہاری اولاد میں دجال آ گھسا۔ مسلمان یہ سن کر واپس لوٹ آئیں گے لیکن خروج دجال کی یہ خبر جھوٹی ہو گی، ادھر رومی یہ افواہ پھیلا کر مسلمانوں کے جانے کے بعد یہ فائدہ اٹھائیں گے کہ تمام وہ اہل عرب جوان کے شہروں میں رہائش پذیر ہوں گے خواہ وہ مرد ہوں یا عورت یا بچے، سب کو قتل کر دیں گے۔

مسلمانوں کو جب اپنے بھائیوں کے قتل اور رومیوں کی اس غداری کی خبر ملے گی تو وہ غضب ناک ہو کر دوبارہ واپس آ جائیں گے اور رومیوں کے لڑاکا افراد کو قتل کر کے ان کے بچوں کو قیدی بنالیں گے اور مال غنیمت جمع کر لیں گے اور جس شہر یا قلعے کو فتح کرنا چاہیں گے، تین دن کے اندر اندر فتح کر لیں گے۔

خلیج کا محاصرہ:

روم کے چھوٹے چھوٹے شہروں کو فتح کرنے کے بعد مسلمان خلیج کے کنارے پڑاؤ کریں گے جو کہ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان حائل ہو گا، مسلمانوں کی آمد پر اس کے پانی میں طغیانی آ کر اضافہ ہو جائے گا، یہ دیکھ کر قسطنطنیہ کے باشندے کہیں گے کہ صلیب نے ہمارے لیے سمندر کو پھیلا دیا اور مسیح نے ہماری مدد کی، اس لیے اب مسلمان ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔

لیکن اگلے ہی دن ان کے اس کفریہ قول کے علی الرغم خلیج خشک ہونا شروع ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ معجزہ کے طور پر مسلمانوں کی مدد کے لیے بنی اسرائیل کی طرح اس کو خشک کر دیں گے اور مسلمان اس سے پار ہو کر شب جمعہ کو اس شہر کا محاصرہ کر لیں گے اور ساری رات ایک آدمی بھی نہ سوئے گا اور نہ بیٹھے گا بلکہ سارا لشکر تکبیر و تہلیل اور تحمید و تمجید میں مصروف رہے گا، طلوع فجر کے بعد مسلمان ایک زوردار نعرۂ تکبیر بلند کریں گے جس

کی برکت سے شہر کے دونوں برجوں کے درمیان والا حصہ گر جائے گا۔

خروج دجال:

اب بجائے اس کے کہ رومی سنبھل جائیں اور مسلمانوں کی اس تائید غیبی کو دیکھ کر اسلام قبول کر لیں، اور زیادہ سرکشی پر آمادہ ہو جائیں گے اور یہ کلمۂ کفر بکنا شروع کر دیں گے کہ آؤ! اب تک تو ہم اہل عرب سے لڑتے رہے، اب پہلے اپنے رب سے لڑ کر اس سے نمٹ لیں جس نے ہمارے شہر کو منہدم اور برباد کر دیا لیکن مسلمان ان پر حملہ کر کے اس جنگ میں قسطنطنیہ کو فتح کر لیں گے اور اسی اثناء میں واقعتہً دجال نکل آئے گا، اس کے کچھ عرصے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا تو یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دجالی افواج کا مقابلہ کریں گے۔

جنگِ خلیج کی تفصیل ایک دوسری روایت سے:

خلیج کی اس جنگ کی تفصیل ایک دوسری روایت میں اس سے ذرا مختلف ہے اور وہ یہ کہ خلیج پر پہنچنے کے بعد مسلمانوں کے لشکر کا ایک حصہ آپس میں یہ عہد کرے گا کہ ہم غالب ہو کر ہی واپس آئیں گے ورنہ وہیں جان دیدیں گے چنانچہ وہ جا کر رومیوں سے قتال کریں گے اور یہاں تک لڑیں گے کہ رات ان دونوں لشکروں کے درمیان حائل ہو کر انہیں جدا کرے گی، مسلمانوں کا وہ دستہ مکمل شہید ہو جائے گا اور بقیہ ماندہ لشکر بغیر ہار جیت کے فیصلے کے واپس چلا جائے گا، تین دن تک یہی سلسلہ جاری رہے گا، چوتھے دن تمام مسلمان مل کر اکٹھا حملہ کریں گے جس میں کافروں کو شکست ہو جائے گی اور اس قدر کافر قتل ہوں گے کہ اس سے پہلے کبھی اتنے کافر قتل نہ ہوئے ہوں گے حتیٰ کہ اگر ایک پرندہ ان کی لاشوں پر سے گزر کر ایک سرے سے دوسرے سرے پر پہنچنا چاہے گا تو ان کے تعفن اور بدبو کی وجہ سے یا لمبی مسافت کی وجہ سے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی گر کر مر جائے گا۔

مسلمان شکست خوردہ رومیوں کا تعاقب کرتے ہوئے خلیج کے کنارے جا پہنچیں گے، وہاں پہنچ کر ان کے قائد حضرت امام مہدی علیہ الرضوان سمندر کے قریب فجر

کے وضو کے لیے اپنا جھنڈا گاڑ دیں گے لیکن وہ وضو کے لیے آگے بڑھیں گے تو پانی اپنی جگہ چھوڑ کر پیچھے ہٹنا شروع ہو جائے گا، یہ دیکھ کر امام مہدیؓ مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہیں گے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جس طرح بنی اسرائیل کے لیے سمندر میں راستہ بنا دیا تھا، اسی طرح تمہارے لیے بھی راستہ بنا دیا ہے اس لیے تم اس کو بے خوف وخطر عبور کر جاؤ۔ چنانچہ مسلمان اس کو عبور کر لیں گے اور سمندر پھر پہلے کی طرح ہو جائے گا۔

اب مسلمان شہر پناہ کے قریب پہنچ کر تین مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کریں گے جس سے ایوانِ کفر کی دیواریں لرز اٹھیں گی اور تیسری تکبیر پر اس کے بارہ برج گر پڑیں گے اور یوں وہ شہر مسلمانوں کے ہاتھ پر فتح ہو جائے گا، مسلمان وہاں ایک سال تک اقامت گزین رہیں گے اور اسی دوران وہاں پر مساجد بھی تعمیر کریں گے۔

پھر مسلمان دوسرے شہر میں داخل ہوں گے، وہاں فتح حاصل کرنے کے بعد وہ ابھی مال غنیمت تقسیم کر ہی رہے ہوں گے کہ ایک چیخنے والا چیخے گا کہ اے لوگو! شام میں تمہارے پیچھے دجال نکل آیا، مسلمان یہ سن کر واپس آ جائیں گے لیکن واپس پہنچنے پر معلوم ہو گا کہ یہ خبر جھوٹی تھی اس لیے مسلمان ایک ہزار کشتیوں پر مقام عکا سے سوار ہو کر الٹے پیروں روم واپس چلے جائیں گے۔ (مسلم شریف: ۷۳۳)

بیت المقدس کا خزانہ:

تواریخ میں یہ بات مذکور ہے کہ جب بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور سرکشی میں حد سے گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے طاہر بن اسماعیل نامی شخص کو ان پر مسلط فرما دیا چنانچہ اس نے بنی اسرائیل پر حملہ کر کے خوب قتل وغارت گری کی اور بیت المقدس، جو یہودیوں کا مذہبی عبادت خانہ تھا، کو تہس نہس کر کے اس کے تمام زیورات اور آرائش و تزیین کا سامان سمندری راستے سے ۱۷۰۰ کشتیوں پر لاد کر اپنے ساتھ روم لے گیا۔

جب حضرت امام مہدی رضوان اللہ علیہ روم کو فتح فرمائیں گے تو اس خزانے کو تلاش کروا کر بیت المقدس بھجوا دیں گے، نیز تابوت سکینہ، مائدہ بنی اسرائیل، الواح

تورات کے ٹکڑے، حضرت آدم علیہ السلام کا لباس، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت، بنی اسرائیل پر نازل ہونے والے کھانے ''من'' کے دوقفیز جو دودھ سے بھی زیادہ سفید ہوں گے، کوبھی تلاش کروائیں گے۔ اس سلسلے میں امام قرطبیؒ نے تذکرہ میں حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کی طویل حدیث ذکر کی ہے۔ ملاحظہ ہو:

حضرت حذیفہؓ نے حضور ﷺ سے نقل کیا ہے جس میں آپ نے یہ آیت قرآنی ''**ذلک لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الآخرة عذاب عظیم**'' پڑھنے کے بعد فرمایا کہ پھر مہدیؓ اور ان کے ساتھ جو مسلمان ہوں گے، وہ شہر انطاکیہ میں آئیں گے جو کہ سمندر کے کنارے ایک بڑا شہر ہے اور اس پر تین مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کریں گے جس کی برکت سے قدرت خداوندی اس کی سمندری شہر پناہ کو گرا دے گی اور مسلمان، رومیوں کے مردوں کو قتل کر کے ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کرلیں گے اور ان کے مال و دولت پر قبضہ کرلیں گے۔

یوں امام مہدیؓ کا انطاکیہ پر تسلط قائم ہو جائے گا اور وہ اس میں مساجد اور اسلامی طرز تعمیر کی عمارتیں بنوائیں گے، اس کے بعد شہر رومیہ، قسطنطنیہ اور کنیسۃ الذہب کا رخ کریں گے، چنانچہ قسطنطنیہ اور رومیہ میں داخل ہو کر وہاں کے لوگوں سے قتال کریں گے اور چار لاکھ لڑاکا رومیوں کو تہہ تیغ کر دیں گے۔ اس جنگ میں ستر ہزار باکرہ دوشیزائیں بطور باندی کے مال غنیمت میں حاصل ہوں گی۔

اسی طرح شہروں اور قلعوں کو فتح کرتے ہوئے، ان کے مال و دولت کو غنیمت بناتے ہوئے، مردوں کو قتل اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بناتے ہوئے جب آپ کنیسۃ الذہب میں پہنچیں گے تو وہاں ایسا مال و دولت پائیں گے جس کو انہوں نے پہلی مرتبہ دیکھا اور اس پر قبضہ کیا ہوگا اور یہ وہ مال و دولت ہوگا جو بادشاہ روم قیصر نے اس کنیسہ میں اس وقت رکھا تھا جب اس نے اہل بیت المقدس سے جنگ کی تھی اور یہ مال و دولت وہاں پا کر اسے اپنے ساتھ ستر ہزار کشتیوں پر لاد کر لے آیا تھا اور بیت المقدس میں اس خزانے میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا۔ امام مہدیؓ اس خزانے پر قبضہ کر کے اسے واپس

بیت المقدس بھجوا دیں گے۔

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر تو بیت المقدس کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے یہاں بہت زیادہ ہوا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! بیت المقدس بڑا عظیم گھر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے ذریعے سونے، چاندی، موتی، یاقوت اور زمرد سے بنوایا تھا اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا اور وہ حضرت سلیمانؑ کے پاس سونے، چاندی کی کانوں میں سے سونا، چاندی اور سمندروں سے جواہرات، یاقوت اور زمرد لے کر آتے تھے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ﴾ (ص:۳۷)

''ہم نے حضرت سلیمانؑ کو معمار اور غوطہ زن جنات پر تسلط دے دیا۔''

ان چیزوں کے ذریعے حضرت سلیمانؑ نے بیت المقدس کی اس طرح تعمیر شروع کی کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی، اسی طرح کچھ ستون سونے کے اور کچھ چاندی کے تھے اور اس کو موتیوں، یاقوت اور زمرد سے مزین کیا۔

حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر بیت المقدس سے یہ چیزیں کیسے غائب ہو گئیں؟ فرمایا کہ جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور انبیاء علیہم السلام کو شہید کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک مجوسی بخت نصر کو مسلط کر دیا اور سات سو سال تک اس کی حکومت قائم رہی۔ ارشادِ خداوندی ''**فاذا جاء وعد اولٰهما** ....'' الخ سے یہی مراد ہے۔

بخت نصر کے سپاہیوں نے بیت المقدس میں داخل ہو کر مردوں کو قتل کیا، عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا اور ان کے اموال اور بیت المقدس میں موجود تمام چیزوں پر قبضہ کر لیا اور اس کو ستر ہزار کشتیوں پر لاد کر بابل آئے اور بنی اسرائیل کو وہاں بسا کر سینکڑوں سال تک ان سے خدمت لیتے اور سخت عذابوں میں مبتلا کرتے رہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کو ان پر رحم آیا اور انہوں نے ملک فارس کے ایک بادشاہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ بیت المقدس جا کر بنی اسرائیل کو آزاد کرائے، چنانچہ وہ بادشاہ، فارس سے روانہ ہو کر بابل پہنچا اور بقیہ بنی اسرائیل کو مجوسیوں کے ہاتھ سے آزاد کرایا اور بیت المقدس کے خزانوں کو بھی واپس بھجوا دیا نیز بنی اسرائیل سے کہا کہ دیکھو! اگر تم دوبارہ اپنی سابقہ روش پر واپس آ گئے تو تمہارے ساتھ پھر یہی سلوک ہوگا جواب ہوا اور ارشادِ باری تعالیٰ: "عسی ربکم ان یرحمکم ....." الخ سے یہی مراد ہے لیکن بنی اسرائیل بیت المقدس واپس آنے کے کچھ عرصے بعد دوبارہ گناہوں میں مبتلا ہو گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے بادشاہِ روم قیصر کو ان پر مسلط کر دیا، ارشاد خداوندی "فاذا جاء وعد الاخرة ....." الخ سے یہی مراد ہے۔

قیصر روم نے بر و بحر سے ان پر لشکر کشی کی اور خوب قتل و قتال کیا اور ان کے اموال اور عورتوں کو لے گیا اور بیت المقدس کے تمام خزانوں کو جمع کر کے ستر ہزار کشتیوں پر لاد کر کنیسۃ الذہب میں لا کر رکھ دیا اور وہ اب تک وہیں ہے جب امام مہدیؒ تشریف لائیں گے تو وہ اس کو حاصل کر کے بیت المقدس واپس بھیجوا دیں گے اور ان کے زمانے میں مسلمان، مشرکین پر غالب آ جائیں گے۔ (تذکرہ للقرطبی: ص ۷۰۴ تا ۷۰۶)

نعرۂ تکبیر سے شہر فتح ہو جائے گا:

قصۂ کوتاہ یہ کہ امام مہدیؒ بیت المقدس کے خزانے بھجوانے کے بعد تابوت سکینہ وغیرہ اشیاء کو لے کر "قاطع" نامی شہر میں تشریف لائیں گے، جس کی لمبائی ایک ہزار میل، چوڑائی ۵۰۰ میل اور ۳۶۰ دروازے ہوں گے، امام مہدیؒ اس کا محاصرہ کر لیں گے لیکن وہ شہر بھی سمندر پار ہوگا اور عجیب تر بات یہ ہوگی کہ اس سمندر کو عبور کرنے کے لیے کشتی بھی کام نہ آئے گی، صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کشتی کیوں کام نہیں آئے گی؟ فرمایا اس لیے کہ وہ دریا زیادہ گہرا نہیں ہوگا البتہ مسلمان اس سمندر کے درمیان چلتے ہوئے اس کو عبور کر لیں گے اور وہاں پہنچ کر چار مرتبہ با آواز بلند نعرۂ تکبیر بلند کریں

گے جس کی شدت تاثیر کی وجہ سے اس کی شہر پناہ گر جائے گی اور مسلمان فاتحانہ انداز سے شہر میں داخل ہو کر مال غنیمت حاصل کر لیں گے اور وہاں سات سال گزار کر بیت المقدس واپس آ جائیں گے، یہاں پہنچ کر انہیں خروج دجال کی خبر معلوم ہو گی۔

پوری دنیا کی حکمرانی:

ہر وہ شہر جس میں سکندر ذوالقرنین فاتحانہ داخل ہوئے تھے، ان تمام شہروں کو حضرت امام مہدیؓ فتح کر کے وہاں پر امن وامان قائم کر دیں گے اور لوگوں کو ہر قسم کے ظالموں سے پناہ دے دیں گے اور جس وقت دجال کا خروج ہو گا، آپؓ بیت المقدس میں ہوں گے۔

امام مہدیؓ کی اس شاندار فتح اور پوری دنیا پر حکومت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں بیان فرمایا ہے:

﴿ملک الدنیا مؤمنان و کافران اماالمؤمنان فذو القرنین وسلیمان واما الکافران فنمروذ و بخت نصر. وسیملکها خامس من عترتی وهو المهدی﴾

''پوری دنیا کے حکمران دو مومن اور دو کافر ہوئے ہیں، مومن تو حضرت سلیمان اور ذوالقرنین تھے، اور کافر نمرود اور بخت نصر تھے۔ اور عنقریب میری اولاد میں سے ایک آدمی جس کا پوری دنیا میں حکمرانی میں پانچواں نمبر ہو گا، آئیگا (اور پوری دنیا کا مالک ہو جائے گا) اس کا نام مہدی ہو گا''

جنگ خلیج کے بعد کیا ہو گا؟

جنگ خلیج سے فارغ ہونے کے بعد مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر یہ افواہ اڑے گی کہ دجال نکل آیا۔ لیکن یہ خبر جھوٹی ہو گی تاہم کچھ عرصے بعد واقعۃً دجال نکل آئے گا اور زمین میں خوب فتنہ وفساد پھیلائے گا (جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں) اور مخلوقِ

خدا کو گمراہ کرتا ہوا دمشق پہنچے گا، حضرت امام مہدیؒ بھی وہاں پہنچ چکے ہوں گے، وہ مسلمانوں کو جمع کر کے دجال کے ساتھ مقابلہ کا ارادہ کرلیں گے۔ لیکن اس وقت مسلمان انتہائی سختی کے عالم میں ہوں گے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ مسلمانوں کا دجال کے ساتھ ٹکراؤ بیت المقدس میں ہوگا۔ ملاحظہ ہو:

﴿یحاصر الدجال المؤمنین ببیت المقدس فیصیبھم جوع شدید حتی یا کلوا اوتار قسیھم من الجوع فبینما ھم علی ذلک اذاسمعوا اصواتافی الغلس فیقولون ان ھذا لصوت رجل شبعان فینظرون فاذا بعیسی ابن مریم فتقام الصلوۃ فیرجع امام المسلمین المھدی فیقول عیسی تقدم فلک اقیمت الصلوۃ فیصلی بھم ذلک الرجل تلک الصلوٰۃ قال ثم یکون عیسی اماما بعدہ﴾

(کتاب البرہان: ج۲ص۸۰۵)

''دجال بیت المقدس میں مسلمانوں کا محاصرہ کرلے گا اور مسلمان سخت بھوک کا شکار ہوں گے حتی کہ وہ بھوک کی وجہ سے اپنی کمانوں کی تانتیں کھالیں گے اور اسی حال میں ہوں گے کہ طلوع صبح صادق کے بعد کچھ آوازیں سنیں گے تو کہیں گے کہ یہ تو کسی پیٹ بھرے ہوئے آدمی کی آواز ہے چنانچہ لوگ دیکھیں گے تو اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پائیں گے، اقامت ہو چکی ہو گی، مسلمانوں کے امام مہدیؒ پیچھے کو ہٹیں گے (اور کہیں گے کہ آیئے! نماز پڑھایئے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ تم ہی آگے رہ کر (نماز پڑھاؤ) کیونکہ نماز کی اقامت تمہارے ہی لیے ہوئی

ہے چنانچہ وہ نماز تو امام مہدیؓ پڑھائیں گے اور بعد کی نمازوں میں حضرت عیسیٰؑ امامت فرمائیں گے۔''

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ نے اپنی کتاب ''علامات قیامت اور نزول مسیح'' میں علامات قیامت کو ترتیب زمانی کے ساتھ مرتب فرمایا ہے۔ یہاں اس موضوع سے متعلق ان کی بیان کردہ ترتیب کو نقل کیا جاتا ہے:

''یہاں تک کہ مومنین اردن و بیت المقدس میں جمع ہو جائیں گے اور دجال شام میں (فلسطین کے ایک شہر تک) پہنچ جائے گا (جو باب لُد پر واقع ہوگا) اور مسلمان ''افیق'' نامی گھاٹی کی طرف سمٹ جائیں گے، یہاں سے وہ اپنے مویشی چرنے کے لیے بھیجیں گے جو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے، بالآخر مسلمان (بیت المقدس کے) ایک پہاڑ پر محصور ہو جائیں گے جس کا نام ''جبل الدخان'' ہے اور دجال (پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈال کر) مسلمانوں (کی ایک جماعت) کا محاصرہ کر لے گا، یہ محاصرہ سخت ہوگا جس کے باعث مسلمان سخت مشقت (اور فقر و فاقہ) میں مبتلا ہو جائیں گے حتیٰ کہ بعض لوگ اپنی کمان کی تانت جلا کر کھائیں گے۔ دجال آخری بار ''اردن'' کے علاقے میں ''افیق'' نامی گھاٹی پر نمودار ہوگا، اس وقت جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوگا، وادئ اردن میں موجود ہوگا، وہ ایک تہائی مسلمانوں کو قتل کر دے گا، ایک تہائی کو شکست دے گا اور صرف ایک تہائی مسلمان باقی بچیں گے (جب یہ محاصرہ طول کھینچے گا) تو مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ (اب کس کا انتظار ہے) اس سرکش سے جنگ کرو (تاکہ شہادت یا فتح میں سے ایک چیز تم کو حاصل ہو جائے) چنانچہ سب لوگ پختہ عہد کر لیں گے کہ صبح ہوتے ہی (نماز فجر کے بعد)

دجال سے جنگ کریں گے۔"

وہ رات سخت تاریک ہوگی اور لوگ جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے کہ صبح کی تاریکی میں اچانک کسی کی آواز سنائی دے گی۔ (کہ تمہارا فریادرس آ پہنچا) لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ تو کسی شکم سیر کی آواز ہے۔ غرض (نماز فجر کے وقت) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو جائیں گے۔

نزول کے وقت وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔" (علامات قیامت اور نزول مسیح ص ۱۵۳ تا ص ۱۵۵)

اسی کتاب کے ص ۱۵۷ پر "مقام نزول، وقت نزول اور امام مہدیؓ" کا عنوان قائم کر کے تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق کی مشرقی سمت میں سفید مینارے کے پاس (یا بیت المقدس میں امام مہدیؓ کے پاس) ہوگا۔ اس وقت امام (مہدیؓ) نماز فجر پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکے ہوں گے اور نماز کی اقامت ہو چکی ہوگی، امام (مہدیؓ) حضرت عیسیٰ کو امامت کے لیے بلائیں گے مگر وہ انکار کریں گے اور فرمائیں گے کہ (یہ اس امت کا اعزاز ہے کہ) اس کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں۔ جب امام (مہدیؓ) پیچھے ہٹنے لگیں گے تو آپ (ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر) فرمائیں گے تم ہی نماز پڑھاؤ، کیونکہ اس نماز کی اقامت تمہارے لیے ہو چکی ہے، چنانچہ اس وقت کی نماز امام مہدیؓ ہی پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰؑ بھی ان کے پیچھے پڑھیں گے اور رکوع سے اٹھ کر "سمع اللہ لمن حمدہ" کے بعد یہ جملہ فرمائیں گے۔ "قتل اللہ الدجال واظھر المؤمنین."

"غرض نماز فجر سے فارغ ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دروازہ

کھلوائیں گے جس کے پیچھے دجال ہوگا اور اس کے ساتھ ستر ہزار
مسلح یہودی ہوں گے، آپؑ ہاتھ کے اشارے سے فرمائیں گے کہ
میرے اور دجال کے درمیان سے ہٹ جاؤ......الخ''

روایات کی اس تفصیلی ترتیب سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ حضرت امام مہدیؒ کے ظہور کے بعد ان کی کفار ومشرکین اور یہود ونصاریٰ سے خونریز جنگیں ہوں گی حتیٰ کہ جنگ خلیج (جنگ قسطنطنیہ) سے فارغ ہونے کے بعد دجال کا خروج ہوجائے گا جس کو قتل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، نزول عیسیٰ کے بعد حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کا کام چونکہ پورا ہو چکا ہوگا اس لیے وہ حکومت وسلطنت اور دیگر تمام امور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد کر کے ان کے تابع ہوجائیں گے اور دو سال تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں رہ کر انتقال فرماجائیں گے۔

جبکہ بعض علماء کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نزول عیسیٰ کے بعد بھی انتظامی معاملات حضرت امام مہدیؒ کے پاس ہی رہیں گے اور امام مہدیؒ کی وفات کے بعد حضرت عیسیٰ ان کو سنبھال لیں گے اور اس میں بھی کوئی اشکال نہیں کیونکہ اگر امام مہدیؒ ہی خلیفہ ومنتظم ہوں تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشورہ کیے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے۔

حضرت امام مہدیؓ کی وفات اور ان کی مدت حکومت

حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ اپنے رسالہ ''علامات قیامت'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''آپ کی خلافت کی میعاد سات یا آٹھ یا نو سال ہوگی۔ واضح
رہے کہ سات سال عیسائیوں کے فتنے اور ملک کے انتظام میں،

آٹھواں سال دجال کے ساتھ جنگ وجدال میں اور نواں سال حضرت عیسیٰؑ کی معیت میں گذرے گا اس حساب سے آپ کی عمر ۴۹ سال کی ہوگی۔ بعد ازاں امام مہدی علیہ السلام کی وفات ہو جائے گی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازے کی نماز پڑھا کر دفن فرمائیں گے، اس کے بعد تمام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آجائیں گے۔''

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ تحریر فرماتے ہیں:

''روایات وآثار کے مطابق ان کی عمر چالیس برس کی ہوگی جب ان سے بیعت خلافت ہوگی۔ ان کی خلافت کے ساتویں سال کانا دجال نکلے گا، اس کو قتل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، حضرت مہدی علیہ الرضوان کے دو سال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں گزریں گے اور ۴۹ برس میں ان کا وصال ہوگا۔'' (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۱ ص ۲۶۸)

ظہور کے وقت امام مہدیؓ کی عمر:

ظہور کے وقت حضرت امام مہدیؓ کی عمر کے سلسلے میں مختلف روایات موجود ہیں لیکن ان میں سے کسی روایت کو ترجیح دینا یا ان مختلف روایات میں تطبیق دینا بہت مشکل ہے البتہ یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ مختلف روایات میں مختلف مواقع کی مدت بیان کی گئی ہو۔ چنانچہ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن ص ۲۵۸ اور ص ۲۵۹ پر اس قسم کے کئی اقوال نقل کیے ہیں۔

(۱) کعب فرماتے ہیں کہ امام مہدی کی عمر ۵۱ یا ۵۲ سال ہوگی۔

(۲) عبداللہ بن الحارث کہتے ہیں کہ امام مہدیؓ کی عمر خروج کے وقت ۴۰ سال ہو گی۔ (غالباً اسی پر شاہ رفیع الدینؒ نے جزم فرمایا ہے)

(۳) صقر بن رستم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ امام مہدیؓ جب حجاز سے دمشق پہنچ کر اس کی جامع مسجد کے منبر پر رونق افروز ہوں گے تو ۱۸ سال کے ہوں گے۔

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک طویل روایت کے آخر میں ان کے ظہور کے وقت ۳۰ سے ۴۰ سال کے درمیان عمر کا بیان ہے۔

(۵) ارطاۃ کے کہتے ہیں کہ امام مہدی کی عمر ۶۰ سال ہوگی۔

(۶) ''القول المختصر'' ص ۲۷ پر امام مہدیؒ کی مدت حکومت سات سال بیان کی گئی ہے جبکہ اسی کتاب کے ص ۵۳ پر تیس یا چالیس سال کی ذکر کی گئی ہے اور ص ۵۸ پر ۳۹ سال، زمین پر ٹھہرنے کی مدت ۴۰ سال، اس سے اگلی سطر میں ان کی زندگی کا تیس سالہ ہونا مذکور ہے۔ نیز ۱۴ سال کا بھی ذکر موجود ہے۔

ان تمام روایات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ چونکہ اکثر روایات میں حضرت امام مہدیؒ کی عمر ۴۰ سال مذکور ہے اس لیے اس سے مراد حضرت امام مہدیؒ کی عمر کا وہ حصہ ہے جو بیعت سے پہلے انہوں نے گزارا ہوگا یعنی بیعت کے وقت ان کی عمر ۴۰ سال ہوگی، اس کے بعد سات سال تک وہ مسند خلافت پر رونق افروز رہیں گے جیسا کہ علامہ ابن حجر ہیتمیؒ نے اپنی کتاب القول المختصر کے ص ۲۷ پر اسی کو مشہور قرار دیا ہے اور چونکہ یہ سات سال ان کی مدت حکومت کے ہوں گے جس کے بعد بھی وہ زندہ رہیں گے اس لیے اتنی مدت تو ماننا پڑے گی جس میں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دجال کے لشکر سے مقابلہ کرنے میں شریک ہوسکیں لیکن روایات سے اس کی تعیین نہیں ہوتی البتہ شاہ رفیع الدینؒ اور حضرت لدھیانویؒ نے تخمیناً سات سال مدت حکومت کے بعد دو سال مزید ذکر کیے ہیں۔

جبکہ طبرانی میں حضرت ابو امامہؓ سے ایک مرفوع روایت منقول ہے جس میں واضح طور پر الفاظ موجود ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام مہدیؒ کی عمر ۴۰ سال ذکر فرمائی اور پھر فرمایا۔

﴿یملک عشر سنین﴾

''وہ دس سال حکومت کریں گے۔''

اس مرفوع روایت کو لینے کے بعد مذکورہ تطبیق پھر ختم ہو جاتی ہے کیونکہ یہاں تو واضح طور پر ان کی مدت حکومت دس سال ذکر کی گئی ہے۔ واللہ اعلم بحقیقة الکلام.

امام مہدیؒ کا انتقال طبعی ہوگا:

البتہ اتنی بات ضرور واضح ہے کہ حضرت امام مہدیؒ اپنی مقررہ مدت عمر پوری کرنے کے بعد اپنی طبعی موت سے انتقال فرمائیں گے چنانچہ شیخ علی متقیؒ نے کتاب البرہان ج ۲ ص ۸۳۶ پر نقل کیا ہے۔

﴿ثم یموت علی فراشه﴾

''پھر امام مہدیؒ کا اپنے بستر پر انتقال ہو جائے گا۔''

یعنی وہ طبعی طور پر وفات پا جائیں گے، امام مہدیؒ کی نماز جنازہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے اور ان کو بیت المقدس ہی میں سپرد خاک کر دیں گے چنانچہ حضرت کاندھلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿ویصلی علیه روح الله عیسی علیه السلام ویدفنه فی بیت المقدس کذافی شرح العقیدة السفارینیة ص ۸۱ ج ۲﴾

(التعلیق الصبیح ج ۶ ص ۲۰۳)

''اور ان کی نماز جنازہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پڑھائیں گے اور ان کو بیت المقدس میں دفن کریں گے۔''

باب ششم

﴿احادیث وآثار متعلقہ بالامام المہدیؓ﴾

ظہور مہدیؓ سے متعلق صحیحین کی آٹھ روایات
نیز ۳۷ صحابہ وصحابیات علیہم الرضوان کی
ظہور مہدیؓ سے متعلق مرویات

﴿احادیث وآثار متعلقہ بالامام المہدیؓ﴾

اس سے قبل ظہور مہدی کے متعلق عقیدے کی تفصیلی بحث میں آپ ان صحابہؓ و صحابیاتؓ کے اسماء گرامی مع حوالہ جات پڑھ چکے ہیں جن سے امام مہدیؓ کے متعلق روایات مروی ہیں۔ یہاں ان کی روایات ذکر کی جاتی ہیں اوراس سے قبل وہ روایات بھی ذکر کرنا مقصود ہیں جو امام مہدیؓ سے متعلق صحیحین (بخاری ومسلم) میں موجود ہیں، اس سے بعض لوگوں کے اس اعتراض کا بھی جواب جائے گا کہ روایات مہدیؓ صحیحین میں نہیں۔

﴿صحیحین کی وہ روایات جو امام مہدیؓ سے متعلق ہیں﴾

(۱) صحیح بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

﴿قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم﴾ (بخاری ۳۴۴۹، مسلم حدیث نمبر ۳۹۲)

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم ہی میں کا ہوگا''

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاریؒ ''وامامکم منکم ''کے مصداق پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

﴿منکم ای من اهل دینکم و قیل من قریش وهوالمهدی والحاصل ان امامکم واحد منکم دون عیسی فانه بمنزلة الخلیفة وقیل فیه دلیل علی ان عیسی علیه الصلوٰة والسلام لا یکون من امة محمد علیه الصلوٰة والسلام بل مقررًا لملته معینالامته علیهما السلام وفی شرح السنة قال معمر وانکم وامامکم منکم وقال ابن ابی ذئب عن

ابن شهاب فامامكم منكم قال ابن ابی ذئب فی معناه فامكم بكتاب ربكم وسنة نبيكم قال الطيبى رحمه الله فالضمير فی "امكم" لعيسى "ومنكم" حال ای يؤمكم عيسى حال كونه من دينكم ويحتمل ان يكون معنى "امامكم منكم" كيف حالكم وانتم مكرمون عندالله تعالىٰ والحال ان عيسى ينزل فيكم وامامكم منكم وعيسى يقتدى بامامكم تكرمة لدينكم﴾

(مرقاۃ المفاتیح: ج ۱۰ ص ۲۳۲)

''تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا'' کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا امام تمہارے ہی اہل دین میں سے ہوگا (کسی اور شریعت یا کتاب پر عامل نہیں ہوگا) اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قریش ہیں (تمہارا امام قریش میں سے ہوگا) اور اس امام کا نام مہدی ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمہارا امام تم ہی میں کا ایک فرد ہوگا نہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے امام ہوں گے کیونکہ وہ بمنزلہ خلیفہ کے ہوں گے چنانچہ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اس بات کی دلیل بھی موجود ہے کہ حضرت عیسیٰؑ امت محمدیہ میں سے نہیں ہوں گے بلکہ ملت محمدیہ کی تقویت اور امت محمدیہ کی اعانت کے لیے تشریف لائیں گے۔

شرح السنہ میں ہے کہ معمر نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ تم تو (مقتدی) ہوگے ہی، تمہارا امام بھی تم ہی میں سے ہوگا۔ اور ابن ابی ذئب نے ابن شہاب سے ''فامامکم منکم'' کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی روشنی میں تمہاری امامت کریں گے۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں ''امکم'' کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹے گی اور ''منکم'' ترکیب میں حال واقع ہوگا اور مطلب یہ ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے دین کے مطابق تمہاری امامت کریں گے (انجیل پر نہ خود عمل کریں گے اور نہ دوسروں کو عمل کرائیں گے۔)

اور یہ بھی احتمال ہے کہ ''امامکم منکم کا معنی یہ ہو کہ تم ایک معزز قوم ہو اور تمہاری عزت کا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے دینی اعزاز و اکرام کی بناء پر تمہارے امام کی اقتداء کریں گے۔''

حضرت مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنیؒ اس حدیث کے تحت رقمطراز ہیں:

''حدیث مذکور میں ''وامامکم منکم'' کی شرح بعض علماء نے یہ بیان کی ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نازل ہوں گے تو وہ شریعت محمدیہ ہی پر عمل فرمائیں گے اس لحاظ سے گویا وہ ہم ہی میں سے ہوں گے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یہاں امام سے مراد امام مہدیؒ ہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے زمانے میں نازل ہوں گے جب کہ ہمارا امام خود ہم ہی میں ایک کا شخص ہوگا۔ ان دونوں صورتوں میں امامت سے مراد امامت کبریٰ یعنی امیر و خلیفہ ہے۔

اس مضمون کے ساتھ صحیح مسلم میں ''فیقول امیر هم تعال صل لنا'' کا دوسرا مضمون بھی آیا ہے یعنی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو نماز کا وقت ہوگا اور امام مصلی پر جا چکا ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر وہ امام پیچھے ہٹنے کا ارادہ کرے

گا اور عرض کرے گا کہ آپ آگے تشریف لائیں اور نماز پڑھائیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی کو امامت کا حکم فرمائیں گے اور یہ نماز خود اسی کے پیچھے ادا فرمائیں گے، یہاں امامت سے مراد امامت صغریٰ یعنی نماز کا امام مراد ہے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ دونوں مضمون بالکل علیحدہ علیحدہ ہیں اور آنحضرت ﷺ سے اسی طرح علیحدہ علیحدہ منقول ہوئے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لفظ ''وامامکم منکم'' سے پہلا مضمون مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانے میں مسلمان کا امیر ایک نیک شخص ہوگا جیسا کہ ابن ماجہ کی حدیث میں اس کی وضاحت آچکی ہے ملاحظہ فرمائیے۔ ترجمان السنۃ ۱۵۸۶/۳۔ اس میں ''وامامکم منکم'' کی بجائے ''وامامکم رجل صالح'' صاف موجود ہے یعنی تمہارا امام ایک مرد صالح ہوگا''۔ .... لہٰذا جب صحیح مسلم کی مذکورہ بالا حدیث میں یہ متعین ہوگیا کہ امام سے امیر وخلیفہ مراد ہے تو اب بحث طلب بات صرف یہ رہتی ہے کہ یہ امام اور رجل صالح کیا وہی امام مہدی رضی اللہ عنہ ہیں یا کوئی دوسرا شخص۔ ظاہر ہے کہ اگر دوسری روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس امام اور رجل صالح سے مراد امام مہدیؓ ہی ہیں تو پھر امام مہدیؓ کی آمد کا ثبوت خود صحیحین میں ماننا پڑے گا۔ اس کے بعد اب آپ وہ روایات ملاحظہ فرمائیں جن میں یہ مذکور ہے کہ یہاں امام سے مراد امام مہدیؓ ہی ہیں۔

یہ واضح رہنا چاہئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے زمانے میں کسی امام عادل کا موجود ہونا جب صحیحین سے ثابت

ہے اور اس دعویٰ کے لئے کوئی ضعیف حدیث بھی موجود نہیں کہ وہ ''امام مہدیؒ'' نہ ہوں گے بلکہ کوئی اور امام ہوگا تو اب اس امام کے امام مہدیؒ ہونے کے انکار کے لئے کوئی معقول وجہ نہیں ہے بالخصوص جب کہ دوسری روایات میں اس کے امام مہدیؒ ہونے کی تصریح موجود ہے۔ اسی کے ساتھ جب صحیح مسلم کی حدیثوں میں اس امام کی صفات وہی ہیں جو حضرت امام مہدیؒ کی صفات ہیں تو پھر ان حدیثوں کو بھی امام مہدیؒ کی آمد کا ثبوت تسلیم کر لینا چاہیئے۔ اس کے علاوہ حدیثوں کا ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے جو اگر چہ بلحاظ اسناد ضعیف سہی لیکن صحیح وحسن حدیثوں کے ساتھ ملا کر وہ بھی امام مہدیؒ کی آمد کی حجت کہا جا سکتا ہے''۔

(ترجمان السنۃ ج ۴ ص ۳۹۸-۳۹۹)

۲۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

﴿قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزال طائفة من امتى يقاتلون على الحق ظاهرين الى يوم القيمة قال فينزل عيسى بن مريم عليه السلام فيقول اميرهم تعال صل لنا فيقول لا ان بعضكم على بعض امراء تكرمة الله هذه الامة﴾ (رواہ مسلم۔ ۳۹۰ مشکوۃ المصابیح ص ۴۸۰)

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ایک جماعت قیامت تک مسلسل حق پر قتال کرتی رہے گی (اور) غالب رہے گی، فرمایا کہ پھر عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے تو ان کا امیر کہے گا کہ آیئے! اور ہمیں نماز پڑھایئے۔ وہ کہیں گے نہیں! بلکہ تم میں سے بعض لوگ بعض پر امیر ہیں اس امت کی عند اللہ عزت و شرافت کی وجہ سے''۔

اس روایت میں اگرچہ امام مہدیؓ کے نام کی تصریح نہیں تاہم دیگر قوی شواہد و قرائن کی روشنی میں اس حدیث کا مصداق امام مہدی رضوان اللہ علیہ ہی قرار پاتے ہیں۔

۳۔ نیز صحیح مسلم ہی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿یکون فی آخر امتی خلیفة یحثی المال حثیا لایعده عدًّا قال قلت لابی نضرة و ابی العلاء اتریان انه عمر بن عبدالعزیز؟ فقالا، لا﴾ (رواہ مسلم۔ ۷۳۱۵)

''میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو بغیر شمار کیے لپ بھر بھر کر مال دے گا۔ (حدیث کے ایک راوی جریری کہتے ہیں) کہ میں نے ابونضرہ اور ابو العلاء سے پوچھا کہ کیا آپ کی رائے میں وہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ ہیں تو ان دونوں نے نفی میں جواب دیا''۔

اس قسم کی احادیث مسلم شریف میں ۷۳۱۵ تا ۷۳۱۹ ملاحظہ فرمائیں۔

احادیث مذکورہ میں اگرچہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کے نام کی صراحت نہیں ہے لیکن محدثین کرام ان احادیث کا مصداق امام مہدی رضی اللہ عنہ ہی کو قرار دیتے ہیں نیز حارث بن ابی اسامہ کی مسند میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کے نام کی صراحت موجود ہے۔ اسی طرح نواب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب ''الاذاعہ'' کے آخر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی مسلم کی اس روایت پر امام مہدی رضی اللہ عنہ سے متعلق احادیث کو ختم کر کے تحریر فرمایا ہے۔

﴿ولیس فیه ذکر المهدی و لکن لا محمل له ولا مثال له من الاحادیث الا المهدی المنتظر کما دلت علی ذلک الاخبار المتقدمة والآثار الکثیرة﴾

(الاذاعہ ص ۱۴۴ بحوالہ اشراط الساعۃ ص ۲۵۹)

''اس حدیث میں اگرچہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں لیکن احادیث میں امام مہدی رضی اللہ عنہ کے علاوہ اس کا کوئی محمل اور مثال موجود نہیں جیسا کہ اس پر گذشتہ احادیث اور بکثرت وارد شدہ آثار دلالت کرتے ہیں۔''

۴۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے جو کہ حکماً مرفوع ہے اس لئے کہ اپنی طرف سے ایسی بات کوئی صحابی نہیں کہہ سکتا تاوقتیکہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کو سنا نہ ہو۔ علامہ سیوطیؒ نے الحاوی للفتاوی جلد دوم میں اس پر کافی شافی بحث فرمائی ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

﴿عن عبداللّٰه بن مسعود قال ان الساعة لا تقوم حتی لایقسم میراث ولایفرح بغنیمة ثم قال بیده هکذا و نحاهانحو الشام فقال عدو یجمعون لاهل الا سلام ویجمع لهم اهل الاسلام قلت الروم تعنی قال نعم قال ویکون عند ذاکم القتال ردة شدیدة فیشترط المسلمون شرطة للموت لاترجع الاغالبة فیقتتلون حتی یحجز بینهم اللیل فیفیئ هؤلاء و هؤلاء کل غیر غالب و تفنی الشرطة ثم یشترط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة فیقتتلون حتی یحجز بینهم اللیل فیفیئ هؤلاء و هؤلاء کل غیر غالب و تفنی الشرطة ثم یشترط المسلمون شرطة للموت لاترجع الاغالبة فیقتتلون حتی یمسوا فیفیئ هؤلاء و هؤلاء کل غیر غالب و تفنی الشرطة فاذا کان یوم الرابع نهداالیهم بقیة اهل الاسلام فیجعل اللّٰه الدائرة علیهم فیقتتلون مقتلة اما قال لایری مثلها و اماقال لم یر مثلها

حتی ان الطائر لیمر بجنباتهم فما یخلفهم حتی یخر میتا فیتعاد بنو الاب کانوا مائة فلا یجدونه بقی منهم الا الرجل الواحد فبای غنیمة یفرح اوای میراث یقاسم فبیناهم کذلک اذ سمعوا بباس هواکبر من ذلک فجاء هم الصریخ ان الدجال قد خلفهم فی ذراریهم فیرفضون ما فی ایدیهم و یقبلون فیبعثون عشر فوارس طلیعة قال رسول الله ﷺ انی لاعرف اسماؤهم و اسماء آبائهم و الوان خیولهم هم خیر فوارس اومن خیر فوارس علی ظهر الارض یومئذ﴾

(رواه مسلم ۲۸۱/۲، مشکوۃ المصابیح ص ۴۶۷)

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ (ایسا وقت نہ آجائے کہ) میراث تقسیم نہیں ہوگی اور مال غنیمت سے خوشی نہیں ہوگی (کیونکہ جب کوئی وارث ہی نہیں رہے گا تو ترکہ کون بانٹے گا اور جب کوئی لڑائی سے زندہ ہی نہیں بچے گا تو مال غنیمت کی کیا خوشی ہوگی؟) پھر اپنے ہاتھ سے شام کی طرف سے اشارہ کر کے فرمایا کہ اہل اسلام سے لڑنے کے لئے دشمن جمع ہوں گے۔ مسلمان بھی ان سے لڑنے کے لئے اکٹھے ہوں گے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا دشمنوں سے مراد رومی ہیں؟ فرمایا ہاں! اور اس موقع پر شدید لڑائی ہوگی چنانچہ مسلمان ایک جماعت کو لڑنے کے لئے بھیجیں گے جو یہ شرط لگائیں گے کہ یا تو مر جائیں گے یا پھر غالب ہو کر واپس آئیں گے، چنانچہ وہ جا کر اتنا لڑیں گے کہ رات ان کے درمیان حائل ہو جائے گی اور دونوں فوجیں ہار جیت کے فیصلے کے بغیر واپس

آ جائیں گی اور مرنے کی نیت سے جانے والا اسلامی دستہ مکمل شہید ہو جائے گا اور تین دن تک اسی طرح ہوتا رہے گا۔

چوتھے دن بقیہ تمام مسلمان حملہ کے ارادہ سے بڑھیں گے، اللہ تعالیٰ اس دن کافروں کو شکست دے دیں گے اور ایسی زبردست جنگ ہوگی کہ اس سے پہلے نہ دیکھی گئی ہوگی (اور لاشوں کا اس قدر انبار لگ جائے گا کہ) ایک پرندہ ان پر سے اڑ کر گزرنا چاہے گا لیکن (شدت تعفن یا طول مسافت کی وجہ سے) اس میدان کو عبور کرنے سے پہلے گر کر مر جائے گا، اس کے بعد جب مردم شماری کی جائے گی تو اگر مثلاً کسی آدمی کے سو بیٹے تھے ان میں سے صرف ایک زندہ بچا ہوگا اور باقی سب شہید ہو چکے ہوں گے تو ایسی حالت میں کون سے مال غنیمت سے خوشی ہوگی یا کون سی وراثت تقسیم ہوگی۔ ابھی مسلمان اسی حالت میں ہوں گے کہ اس سے بڑی آفت کی خبر سنیں گے چنانچہ ایک شخص چیخ کر کہے گا کہ دجال ان کے پیچھے ان کے بچوں میں آ گھسا ہے۔ مسلمان یہ خبر سنتے ہی اپنے پاس موجود تمام چیزوں کو چھوڑ چھاڑ کر اس کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور (تحقیق حال کے لئے) مقدمۃ الجیش کے طور پر دس سواروں کا ایک دستہ بھیجیں گے جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان سواروں اور ان کے باپوں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگوں تک کو جانتا ہوں اور وہ اس وقت روئے زمین کے بہترین شہسواروں میں سے ہوں گے''۔

(فائدہ): اس حدیث میں اگرچہ بظاہر امام مہدی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں لیکن محدثین کرام نے اس کو انہی کے زمانے پر محمول کیا ہے کیونکہ یہ واقعہ انہی کے زمانے میں پیش آئے گا جیسا کہ آپ گذشتہ اوراق میں بالتفصیل پڑھ آئے ہیں۔ لہٰذا اس روایت سے بھی

ظہور مہدیؓ کا ثبوت ملتا ہے۔

۵۔اسی طرح بخاری شریف میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

﴿عن عوف بن مالک قال اتیت النبی ﷺ فی غزوة تبوک و هو فی قبة من ادم فقال اعدد ستابين يدی الساعة موتی ثم فتح بيت المقدس ثم مُوتَانٌ ياخذفيكم كقعاص الغنم ثم استفاضة المال حتى يعطى الرجل مائة دينار فيظل ساخطاثم فتنة لا يبقى بيت من العرب الا دخلته ثم هدنة تكون بينكم و بين بنی الاصفر فيغدرون فيا تونكم تحت ثمانين غاية تحت كل غاية اثنا عشر الفا﴾ (رواہ البخاری، مشکوۃ ص ۴۶۶)

اس سے ملتی جلتی حدیث ابن ماجہ میں بھی ۴۰۴۲ پر موجود ہے۔

''حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس غزوۂ تبوک میں آیا جب کہ آپ ﷺ چمڑے کے ایک خیمے میں تھے۔ (مجھے دیکھ کر) فرمایا کہ قیامت سے پہلے چھ چیزوں کو شمار لو۔ ۱۔ میرا اس دنیا سے انتقال۔ ۲۔ بیت المقدس کی فتح ۳۔ عام موت جس طرح بکریوں میں وبائی مرض آجائے (اور وہ بکثرت مرنے لگیں)۔ ۴۔ مال کی اتنی بہتات کہ ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے تو وہ اس پر بھی ناراض ہوگا۔ ۵۔ پھر ایسا فتنہ پھیلے گا کہ عرب کے ہر گھر میں داخل ہو جائے گا۔ ۶۔ پھر تمہارے اور رومیوں کے درمیان صلح ہوگی، وہ دھوکہ بازی سے کام لے کر تمہارے پاس (اس کثرت سے فوجیں لے کر) آئیں گے کہ وہ اسی جھنڈوں کے نیچے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار سپاہی ہوں گے''۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں قیامت سے قبل چھ علامات کا ذکر کیا گیا ہے، جن کی تعیین میں اگر چہ بہت کچھ اختلافات ہیں اور ان کے ابہام کی وجہ سے ہونے چاہئیں لیکن یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ حدیث مذکورہ کے بعض الفاظ حضرت امام مہدیؒ کے خروج کی علامات سے اتنے ملتے جلتے ہیں کہ اگر ان کو ادھر ہی اشارہ قرار دے دیا جائے تو ایک قریبی احتمال یہ بھی ہوسکتا ہے اس لئے اس حدیث کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بحث میں لکھ دیا گیا ہے۔ یہ لحاظ کئے بغیر کہ محقق ابن خلدون اور ان کے اذناب اس کے معتقد ہیں یا نہیں۔

تنبیہ: یہ بات قابل تنبیہ ہے کہ علماء کے نزدیک مفہوم عدد معتبر نہیں ہے اس لئے مجھ کو اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے کہ قیامت سے قبل اس کے ظہور کی چھ علامات ہیں یا کم وبیش۔ یہ وقت اور علامات کی حیثیت شمار کرنے سے مختلف ہوسکتی ہیں ان کا کسی حیثیت سے چھ ہونا بھی ممکن ہے اور کسی لحاظ سے وہ کم اور زیادہ بھی ہوسکتی ہیں ممکن ہے کہ وقتی لحاظ سے جن علامات کو آپ نے یہاں شمار کرایا ہے ان کا عدد کسی خصوصیت پر مشتمل ہو۔ یہ بات صرف یہاں نہیں بلکہ دیگر حدیثوں کے موضوع میں بھی اگر آپ کے پیش نظر رہے تو بہت سی مشکلات کے لئے موجب حل ہوسکتا ہے جیسا کہ فضل اعمال کی حدیثوں میں اختلاف ملتا ہے اور اس کو بہت پیچیدگیوں میں ڈال دیا گیا ہے حالانکہ یہ اختلاف بھی صرف وقتی اور شخصی اختلاف کے لحاظ سے پیدا ہو جانا بہت قرین قیاس ہے۔ مگر کیا کہا جائے منطقی عادات نے ہماری ذہنی ساخت کو بدل دیا ہے۔

ع چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند (ترجمان السنۃ ج۴ ص ۳۹۷)

نیز اس سے قبل آپ یہ بھی پڑھ آئے ہیں کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے زمانے میں ہی یہ واقعہ پیش آئے گا لہٰذا یہ روایت بھی ظہور مہدیؒ کا اثبات کر رہی ہے۔

۶۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ سے مسلم شریف میں یہ روایت مروی ہے۔

﴿قال رسول الله ''صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' لا تقوم الساعة حتى ينزل الروم بالاعماق او بدابق فيخرج اليهم جيش من

المدينة من خيار اهل الارض يومئذ فاذا تصافوا قالت الروم خلوا بيننا و بين الذين سبوا منانقاتلهم فيقول المسلمون لا واللّٰه لا نخلى بينكم و بين اخواننا فيقاتلونهم فينهزم ثلث لايتوب اللّٰه عليهم ابدا و يقتل ثلثهم افضل الشهداء عند اللّٰه و يفتتح الثلث لا يفتنون ابدا فيفتحون قسطنطينة فبيناهم يقتسمون الغنائم قد علقوا سيوفهم بالزيتون اذصاح فيهم الشيطن ان المسيح قد خلفكم فى اهلٰيكم فيخرجون و ذلک باطل فاذا جاؤا الشام خرج فبيناهم يعدون للقتال يسوون الصفوف اذ اقيمت الصلوٰة فينزل عيسى ابن مريم فامهم فا ذا راٰه عدو اللّٰه ذاب كما يذوب الماء فى الملح فلو تركه لانذاب حتى يهلک و لكن يقتله اللّٰه بيده فيريهم دمه فى حربته﴾

(روہ مسلم ۲؍۳۷۸، مشکوٰۃ ص ۴۶۶)

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ رومی اعماق یا دابق نامی جگہ پر پڑاؤ نہ کرلیں چنانچہ ان سے لڑنے کے لئے زمین والوں کے بہترین افراد پر مشتمل ایک لشکر مدینہ منورہ سے روانہ ہوگا، (وہاں پہنچ کر) جب دونوں لشکر صف بندی کرلیں گے تو رومی کہیں گے کہ تم ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جن کو ہم میں سے قیدی بنا لیا گیا ہے تاکہ ہم انہی سے لڑلیں (کیونکہ انہوں نے مسلمان ہوکر ہمارے ساتھ غداری کی ہے)۔ مسلمان کہیں گے کہ اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہو سکتا چنانچہ وہ ان سے لڑیں گے حتی کہ ایک تہائی مسلمان شکست کھا

کر بھاگ کھڑے ہوں گے، ان کی توبہ اللہ کبھی قبول نہیں فرمائے گا، ایک تہائی مسلمان شہید ہو جائیں گے جو اللہ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے اور ایک تہائی مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگی اور یہ آئندہ کسی فتنے میں مبتلا نہ ہوں گے۔

مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کر کے اپنی تلواروں کو زیتون کے درخت پر لٹکا کر ابھی مال غنیمت تقسیم کر ہی رہے ہوں گے کہ اچانک شیطان ان میں آکر چیخے گا کہ تمہارے پیچھے دجال تمہارے گھر والوں میں آگھسا (یہ خبر سنتے ہی) مسلمان روانہ ہو جائیں گے لیکن یہ خبر جھوٹی ہوگی تاہم مسلمان جب شام پہنچیں گے تو دجال واقعی نکل آئے گا۔

مسلمان اس سے لڑائی کی تیاری کر کے صفوں کو برابر کر رہے ہوں گے کہ نماز کھڑی ہو جائے گی، حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہو جائیں گے اور (آئندہ نمازوں میں) مسلمانوں کی امامت کریں گے۔ جب اللہ کا دشمن دجال ان کو دیکھے گا تو ایسے پگھلنا شروع ہو جائے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے چنانچہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو قتل نہ بھی کریں تب بھی وہ گھل کر ختم ہو جائے گا لیکن حضرت عیسی علیہ السلام اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے مسلمانوں کو اس کا خون اپنے نیزے پر لگا ہوا دکھائیں گے۔''

فائدہ:

اس حدیث میں دو باتیں غور طلب ہیں:

(۱) ''جیش من المدینۃ'' میں مدینہ سے کون سا شہر مراد ہے؟

(۲) ''فاھم'' سے کیا مراد ہے؟

پہلی بات کی وضاحت کرتے ہوئے ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿جیش من المدینة قال ابن الملک قیل المراد بها حلب، والا عماق ودابق موضعان بقربه وقیل المراد بها دمشق وقال فی الازهار واما ماقیل من ان المراد بها مدینة النبی ﷺ فضعیف لان المراد بالجیش الخارج الی الروم جیش المهدی بدلیل آخر الحدیث ولان المدینة المنورة تکون خرابافی ذلک الوقت﴾

(مرقاۃ المفاتیح: ج ۱۰ص ۱۴۶)

''مدینہ'' سے کیا مراد ہے؟ ابن ملک کہتے ہیں کہ اس میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے شہر حلب مراد ہے اور اعماق و دابق اس کے قریب دو جگہیں ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے دمشق مراد ہے اور کتاب الازھار میں ہے کہ اس سے مدینہ منورہ مراد لینے کا قول ضعیف ہے اس لیے کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رومیوں کی طرف جانے والا لشکر امام مہدیؒ کا ہوگا (اور امام مہدیؒ اس وقت مدینہ منورہ میں نہیں ہوں گے) کیونکہ اس زمانے میں مدینہ منورہ ویران ہوگا۔''

جبکہ دوسری بات کی وضاحت کرتے ہوئے ملا علی قاریؒ رقمطراز ہیں:

﴿فامهم وفی روایة قدم المهدی معللا بان الصلوة انما اقیمت لک واشعارا بالمتابعة وانه غیر متبوع استقلالاً بل هو مقرر و مؤیدثم بعد ذلک یؤم بهم علی الدوام وقوله فامهم فیه تغلیب او ترکب مجاز ای امرامامهم بالا مامة ویکون الدجال حینئذ محاصرا للمسلمین﴾ (مرقاۃ المفاتیح: ج ۱۰ص ۱۴۸)

"اس روایت میں حضرت عیسیٰؑ کی امامت کا تذکرہ ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ یہ کہتے ہوئے امام مہدیؒ کو نماز کے لیے آگے بڑھائیں گے کہ اقامت تمہارے لیے ہوئی ہے اور اپنی متابعت کا احساس دلائیں گے نیز یہ کہ امام مہدیؒ مستقل طور پر متبوع (امام) نہیں بلکہ حضرت عیسیٰؑ ان کی تائید وتقویت فرما رہے ہیں پھر اس کے بعد مستقل طور پر حضرت عیسیٰؑ ہی نمازیں پڑھائیں گے لہٰذا حدیث کے اس لفظ "فامہم" میں تغلیباً یا ترکیب مجازی کے طور پر کہہ دیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ امامت کریں گے یعنی امامت کا حکم دیں گے اور اس وقت دجال مسلمانوں کا محاصرہ کیے ہوئے ہوگا۔"

(۷) اسی طرح بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مروی ہے:

﴿قال رسول اللہ ﷺ یوشک الفرات ان یحسر عن کنز من ذھب فمن حضر فلایا خذمنه شیئا﴾

(متفق علیہ، بخاری ۱۱۹۷، مسلم ۲۷۴، مشکوٰۃ المصابیح: ص ۴۶۹)

"حضور ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب دریائے فرات کا پانی خشک ہو کر اس سے سونے کا ایک خزانہ ظاہر ہوگا، تم میں سے جو اس موقع پر حاضر ہو، وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔"

فائدہ:

اس کی تفصیل باب پنجم میں گزر چکی ہے اور یہی روایت مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہؓ ہی سے کچھ اضافے کے ساتھ بھی مروی ہے۔

﴿قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتی یحسر الفرات عن جبل من ذھب یقتتل الناس علیه فیقتل من

کل مائة تسعة و تسعون ویقول کل رجل منهم لعلی اکون اناالذی انجو﴾ (رواہ مسلم۲۷۲۷، مشکوٰۃ ص۴۶۹)

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی تاوقتیکہ دریائے فرات کا پانی خشک ہوکر اس میں سے سونے کا پہاڑ ظاہر نہ ہو جائے۔ اس کے حصول کے لیے لوگ آپس میں اس قدر لڑیں گے کہ ہر سو میں سے ننانوے افراد مارے جائیں گے اور اس جنگ میں ہر آدمی یہی سمجھے گا کہ شاید میں بچ جاؤں۔''

(۸) اسی طرح مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع روایت بھی منقول ہے:

﴿عن ابی هریرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال سمعتم بمدینة جانب منها فی البروجانب منها فی البحر؟ قالوا نعم یا رسول اللّٰه قال لا تقوم الساعة حتی یغزوها سبعون الفامن بنی اسحق فاذا جاؤ ها نزلوا فلم یقاتلوابسلاح ولم یرموا بسهم قالوا لا اله الا اللّٰه واللّٰه اکبر فیسقط احد جانبیها قال لا اعلمه الا قال الذی فی البحر ثم یقولون الثانیة لا اله الا اللّٰه واللّٰه اکبر فیسقط جانبها الاخرثم یقولون الثالثة لا اله الا اللّٰه واللّٰه اکبر فیفرج لهم فیدخلونها فیغنمون فبینماهم یقتسمون المغانم اذا جاء هم الصریخ فقال ان الدجال قد خرج ویترکون کل شی و یرجعون﴾ (رواہ مسلم۷۳۳۳، مشکوٰۃ المصابیح: ص۴۶۷)

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے پوچھا کہ کیا تم نے کسی ایسے شہر کے متعلق سنا ہے جس کے ایک جانب خشکی اور دوسری جانب سمندر ہو؟ صحابہ

نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ! فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ بنی اسحاق کے ستر ہزار افراد اس شہر کے لوگوں سے جہاد نہ کرلیں چنانچہ مجاہدین جب وہاں پڑاؤ کریں گے تو نہ اسلحہ سے لڑیں گے اور نہ تیر پھینکنے کی نوبت آئے گی، صرف ایک مرتبہ "لا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر" کہنے سے شہر پناہ کا ایک حصہ گر جائے گا۔"

ثور بن یزید کہتے ہیں کہ میں تو یہی جانتا ہوں کہ میرے شیخ نے یہ کہا تھا کہ اس سے مراد سمندر کی جانب والی دیوار ہے۔ پھر مسلمان دوبارہ نعرۂ تکبیر بلند کریں گے تو شہر پناہ کا دوسرا حصہ بھی گر جائے گا اور تیسری مرتبہ نعرۂ تکبیر بلند کرنے سے اتنی کشادگی ہو جائے گی کہ سارے مسلمان شہر میں داخل ہو (کر اس پر قابض ہو) جائیں گے اور مال غنیمت حاصل کر کے ابھی اسے تقسیم کر ہی رہے ہوں گے کہ ایک آدمی چیخ کر کہے گا کہ دجال نکل آیا۔ مسلمان یہ خبر سن کر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر واپس چلے جائیں گے۔"

فائدہ:

اس حدیث میں اولاً تو یہ بات ملحوظ رہے کہ یہاں بنو اسحاق کے ستر ہزار افراد کا ذکر ہے اور بعض روایات میں بنو اسماعیل کے ستر ہزار افراد کا ذکر ہے اور بقول علامہ ابن حجر ہیتمی مکیؒ کے بنو اسماعیل ہی راجح ہے۔ (ملاحظہ ہو القول المختصر: ص ۳۸)

ثانیاً یہ کہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ قسطنطنیہ کا ہے جو حضرت امام مہدیؓ کے زمانے میں فتح ہوگا لہٰذا اس روایت سے بھی ظہور مہدیؓ کا ثبوت ملتا ہے۔

مولانا بدر عالمؒ اس موقع پر فرماتے ہیں:

"دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ قسطنطنیہ کا ہے۔

یہاں نعرۂ تکبیر سے شہر کے فتح ہو جانے پر تعجب کرنے والے مسلمان ذرا غور وفکر کے ساتھ ایک بار اپنی گذشتہ تاریخ کا مطالعہ کریں تو ان کو معلوم ہو گا کہ مسلمانوں کی فتوحات کی تاریخ اس قسم کے عجائبات سے معمور ہے اور سچ یہ ہے کہ اگر اس قسم کی غیبی امدادیں ان کے ساتھ نہ ہوتیں تو اس زمانے میں جبکہ نہ دخانی جہاز تھے، نہ فضائی طیارے اور نہ موٹر۔ پھر ربع سکوں میں اسلام کو پھیلا دینا یہ کیسے ممکن تھا آج جب کہ مادی طاقتوں نے سیر وسیاحت کا مسئلہ بالکل آسان کر دیا ہے جس حصہ زمین میں ہم پہنچتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ہم سے پہلے وہاں پہنچ چکا تھا۔ علاء بن حضرمی صحابی اور ابو مسلم خولانی ؒ کا مع اپنی فوج کے سمندر کو خشکی کی طرح عبور کر جانا تاریخ کا واقعہ ہے۔ خالد بن ولید ؓ کے سامنے مقام حیرہ میں زہر کا پیالہ پیش ہونا اور ان کا بسم اللہ کہہ کر نوش کر لینا اور اس کا نقصان نہ کرنا بھی تاریخ کی ایک حقیقت ہے، سفینہ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام کا نام ہے) کا روم میں ایک جگہ گم ہو جانا اور ایک شیر کا گردن جھکا کر ان کو لشکر تک پہنچانا اور حضرت عمرؓ کا مدینہ میں منبر پر اپنے جنرل ساریہ کو آواز دینا اور مقام نہاوند میں ان کا سن لینا اور حضرت عمرؓ کے خط سے دریائے نیل کا جاری ہونا یہ تمام تاریخ کے مستند حقائق ہیں۔''

''ان واقعات کے سوا جو بسلسلۂ سند ثابت ہیں ہندوستان کے بہت سے عجیب واقعات ایسے بھی ثابت ہیں جن میں سے کئی ایک کی شہادت تو انگریزوں کی زبان سے ثابت ہے۔''

(ترجمان السنۃ: ج۴ص۳۹۴)

(۹) خانہ کعبہ پر حملہ کیلئے سفیانی کیطرف سے بھیجے جانے والے لشکر اور اس کے زیر زمین دھنسنے کا واقعہ بخاری شریف میں بھی حدیث نمبر ۲۱۱۸ پر موجود ہے، جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، اس واقعے سے بھی اشارۃً امام مہدیؓ کا ثبوت بخاری میں ہی مل جاتا ہے۔

﴿روایاتِ صحابہ دربارۂ مہدی رضوان اللہ علیہ﴾

امام مہدیؓ سے متعلق صحیحین کی روایات آپ ملاحظہ فرما چکے اب ان صحابہؓ و صحابیاتؓ کی روایات نقل کی جاتی ہیں جو امام مہدیؓ سے متعلق روایات کے ناقل ہیں اور ان کے اسماء گرامی آپ باب اول میں پڑھ آئے ہیں۔ یاد رہے کہ یہاں ناموں کی اسی ترتیب سے باضافہ عنوانات روایات مع ترجمہ کے نقل کرنا مقصود ہے، تشریحات گذشتہ ابواب میں گزر چکی ہیں۔ امید ہے کہ اس سے قارئین فائدہ جدیدہ حاصل کریں گے اور اکتاہٹ محسوس نہ کریں گے۔

(۱) ﴿حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

خزانۂ بیت اللہ کو تقسیم کرنے والے:

﴿عن عمر بن الخطاب انه ولج البيت وقال والله ماادرى ادع خزائن البيت ومافيه من السلاح والاموال اوقسمه فى سبيل الله؟ فقال له على بن ابى طالب امض يا امير المؤمنين فلست بصاحبه انما صاحبه مناشاب من قريش يقسمه فى سبيل الله فى آخر الزمان﴾

(کتاب البرہان: ج ۲ ص ۵۵۲)

''ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور فرمانے لگے کہ اللہ کی قسم! مجھے سمجھ نہیں آرہا کہ میں بیت اللہ کے خزانے، اس کے اسلحے اور مال و دولت کو چھوڑے رکھوں یا راہِ خدا میں تقسیم کردوں؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا اے امیر المؤمنین! اس کو چھوڑ دیجئے کہ آپ اس کو تقسیم کرنے والے نہیں بلکہ اس کو تقسیم کرنے والا قریش میں سے ہم میں کا ایک نوجوان آخر زمانے میں ہوگا جو اس کو تقسیم کرے گا۔''

محدثین کرام نے اس حدیث کا مصداق امام مہدیؓ کو قرار دیا ہے۔ نیز یہ کہ اگر امام مہدیؓ کا ظہور برحق نہ ہوتا تو حضرت عمرؓ فوراً حضرت علیؓ کی اس بات کا انکار کردیتے۔ لیکن ان کا انکار منقول نہیں، معلوم ہوا کہ امام مہدیؓ کا ظہور برحق ہے۔

(۲) ﴿حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

امام مہدیؓ، اولاد عباسؓ میں سے؟

﴿**عن عثمان بن عفان قال سمعت النبی ﷺ یقول المهدی من ولد العباس عمی**﴾ (کتاب البرہان: ج۲ص۵۹۱)

''حضرت عثمان غنیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی، میرے چچا عباس کی اولاد میں سے ہوں گے۔''

اس حدیث پر بظاہر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ امام مہدیؓ تو حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے اور اس روایت میں حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے ہونے کا تذکرہ ہے؟ اس کا جواب اسی رسالے کے باب دوم میں گزر چکا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیں:

(۳) ﴿حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

خلافت کے لیے امام مہدیؓ کو تیار کرنا:

﴿**عن علی قال قال رسول اللّٰہ ﷺ المهدی منکم اهل البیت یصلحه اللّٰہ فی لیلة**﴾ (مسند ابی یعلی الموصلی: ج۱ص۲۵۹)

''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مہدی تم (میرے) اہل بیت میں سے ہوگا جس کی اصلاح اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں کردیں گے۔''

(۴) ﴿حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

ظہور مہدیؓ سے قبل کے واقعات:

﴿روی من حديث معاوية بن ابی سفيان فی حديث فيه طول عن النبی ﷺ قال ستفتح بعدی جزيرة تسمی بالاندلس فتغلب عليهم اهل الكفر فيا خذون من اموالهم واكثر بلدهم ويسبون نساء هم واولادهم ويهتكون الاستار و يخربون الديار و يرجع اكثر البلد فيافي وقفارا و تنجلی اكثر الناس عن ديار هم و اموالهم فيا خذون اكثر الجزيرة ولا يبقی الا اقلها ويكون فی المغرب الهرج والخوف ويستولی عليهم الجوع والغلاء وتكثر الفتنة وياكل الناس بعضهم بعضا فعندذلک يخرج رجل من المغرب الا قصی من اهل فاطمة بنت رسول الله ﷺ وهو المهدی القائم فی آخر الزمان وهو اول اشراط الساعة﴾ (التذکرہ للقرطبی: ص۷۰۳)

— ''حضرت امیر معاویہؓ کی ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب میرے بعد اندلس نامی جزیرہ فتح ہوگا اور اس پر کفار غالب آکر ان کے اموال اور اکثر شہروں پر قبضہ کرلیں گے، ان کی عورتوں اور اولاد کو قید کرلیں گے۔ ان کی عصمت دری کریں گے، شہروں کو اس طرح ویران کردیں گے کہ اکثر شہر جنگلوں کی مانند ہوجائیں گے، اکثر لوگ اپنے شہر اور مال ودولت کو چھوڑ کر چلے جائیں گے اور تھوڑے سے حصہ کے علاوہ پورے جزیرے پر ان کا قبضہ ہوجائے گا اور مغرب میں قتل اور خوف و ہراس پھیل

جائے گا۔ لوگوں پر بھوک اور مہنگائی غالب آجائے گی، فتنے زیادہ ہو جائیں گے، لوگ ایک دوسرے کو کاٹ کھانے کے درپے ہوں گے، اس وقت مغرب اقصی سے حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے مہدی نامی شخص کا ظہور ہوگا جو آخری زمانے میں ہوگا اور اس کا آنا علامات قیامت میں سے پہلے علامت ہے۔''

(۵) ﴿حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت﴾

جہادِ مہدیؓ سنت کی روشنی میں ہوگا:

﴿عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال هو رجل من عترتی فیقاتل علی سنتی کما قاتلت انا علی الوحی﴾

(کتاب الفتن: ص۲۶۳)

''حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مہدیؓ میری اولاد میں سے ایک آدمی ہوگا جو میری سنت کی روشنی میں جہاد کرے گا جیسے میں نے وحی کی روشنی میں جہاد کیا ہے۔''

(۶) ﴿حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت﴾

مقام بیداء میں لشکر کا دھنس جانا:

﴿عن حفصة رضی الله عنها انها سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لیؤمن هذا البیت جیش یغزونه حتی اذا کانوا ببیداء من الارض یخسف باوسطهم وینادی اولهم آخرهم ثم یخسف بهم فلایبقی الاالشرید الذی بخبر عنهم﴾ (مسلم شریف ۲۴۲،۷)

''حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے

ہوئے سنا کہ ایک لشکر اس بیت اللہ کا ضرور قصد کرے گا یہاں تک کہ جب وہ بیداء نامی جگہ پہنچے گا تو درمیان والا حصہ زمین میں دھنس جائے گا، یہ دیکھ کر لشکر کے اگلے لوگ پچھلوں کو آواز دیں گے لیکن ان کو بھی دھنسا دیا جائے گا اور سوائے مخبر کے کوئی بھی نہ بچے گا۔'' (بعض روایات میں دو آدمیوں کے بچنے کا تذکرہ ہے جن کا نام وبر اور وبیر ہوگا۔'' (کتاب الفتن: ص ۲۲۸)

(۷) ﴿حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی روایت﴾

نیتوں پر لوگوں کو اٹھایا جائے گا:

﴿عن صفية ام المؤمنين رضی اللّٰه عنها قالت قال رسول اللّٰه ﷺ لا ينتهی الناس عن غزو هذا البيت حتی يغزو جيش حتی اذا كانوا بالبيداء اوبيداء من الارض خسف باولهم و آخرهم ولم ينج اوسطهم قلت يا رسول اللّٰه! فمن كره منهم؟ قال يبعثهم اللّٰه علی مافی انفسهم﴾ (رواہ احمد وابوداؤد)

''ام المؤمنین حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ پر لوگ ہمیشہ لشکر کشی کرتے رہیں گے حتیٰ کہ ایک لشکر بیت اللہ پر حملہ کی نیت سے روانہ ہو کر جب مقام بیداء میں پہنچے گا تو سارا لشکر زمین میں دھنس جائے گا۔ اور کوئی بھی نہ بچے گا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر اس لشکر میں بعض لوگوں کو زبردستی شامل کر لیا گیا ہو (تو ان کا کیا حکم ہے؟) فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیتوں پر اٹھائیں گے۔''

(۸) ﴿حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی روایت﴾

ایک مشرقی لشکر کا حملہ:

﴿عن ام حبیبة رضی اللّٰه عنها قالت سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول یخرج ناس من قبل المشرق یریدون رجلا عندالبیت حتی اذا کانوا ببیداء من الارض یخسف بهم﴾ (کتاب البرہان: ج ۲ ص ۶۴۲)

''حضرت ام حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مشرق سے کچھ لوگ بیت اللہ میں موجود ایک آدمی (مہدیؓ کو شہید کرنے) کے ارادے سے نکلیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ مقام بیداء میں پہنچیں گے تو زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔''

(۹) ﴿حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت﴾

امام مہدیؓ کی اجمالی سوانح حیات:

﴿عن ام سلمةزوج النبی ﷺ عن النبی ﷺ قال یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من اهل المدینة هاربا الی مکة فیاتیه ناس من اهل مکة فیخرجونه وهو کاره فیبا یعونه بین الرکن والمقام ویبعث الیه بعث من الشام فیخسف بهم بالبیداء بین مکة والمدینة فاذا رأی الناس ذلک اتاه ابدال الشام وعصائب اهل العراق فیبا یعونه ثم ینشأ رجل من قریش اخواله کلب فیبعث الیهم بعثا فیظهرون علیهم وذلک بعث کلب والخیبة لمن لم یشهد غنیمة کلب فیقسم المال ویعمل فی الناس

بسنة نبيهم ﷺ ويلقى الاسلام بجرانه الى الارض يلبث سبع سنين ثم يتوفى ويصلى عليه المسلمون. اخرجه ابن ابى شيبة واحمد و ابوداؤد وابو يعلى والطبرانى﴾ (الحاوی للفتاوی: ج ۲ص ۷۱، ابوداؤد: [illegible])

''حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب ایک خلیفہ کی موت کے وقت نئے خلیفہ کے انتخاب میں لوگوں کا اختلاف ہوگا، مدینہ والوں میں سے ایک آدمی بھاگ کر مکہ آجائے گا، کچھ اہل مکہ ان کے پاس آکر زبردستی ان سے حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے پھر ان کے مقابلے کے لیے شام سے ایک لشکر روانہ ہوگا جو مکہ اور مدینہ کے مابین مقام بیداء میں دھنس جائے گا، لوگ جب اس کرامت کو دیکھیں گے تو شام کے ابدال اور اہل عراق کے عصائب ان کے پاس آکر ان سے بیعت کریں گے۔''

پھر قریش کا ایک آدمی جس کے ننھیال والے بنوکلب ہوں گے، ان سے مقابلے کے لیے ایک لشکر بھیجے گا تو یہ لوگ اس پر غالب آجائیں گے، اس کو ''لشکر کلب'' کہتے ہیں اور وہ شخص بڑا محروم ہے جو بنوکلب سے حاصل شدہ مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر موجود نہ ہو۔ پس امام مہدیؒ مال غنیمت تقسیم کریں گے اور لوگوں کے معاملات میں سنت نبوی کے پیرو ہوں گے، ان کے زمانے میں اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (اسلام کو استحکام نصیب ہوگا) وہ سات سال تک اسی حال میں رہیں گے پھر ان کی وفات ہو جائے گی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ کی ادائیگی (کر کے ان کی تدفین) کریں گے۔''

(۱۰) ﴿حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

امام مہدیؓ کی حکومت:

﴿عن ابن مسعود عن النبی ﷺ قال لا تذهب الدنيا حتى يملك العرب رجل من اهل بيتي يواطئ اسمه اسمي. رواه احمد و ابوداؤد والترمذی وقال هذا حديث حسن صحيح﴾ (ترمذی: ج۲ص۴۶، الحاوی للفتاوی: ج۲ص۷۰)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی، جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا، سرزمین عرب کا مالک نہ ہو جائے۔''

(۱۱) ﴿حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت﴾

امام مہدیؓ کے اعوان وانصار:

﴿روی ابن مردویه عن ابن عباس رضی الله عنهما مرفوعا قال اصحب الكهف اعوان المهدی﴾ (الاشاعہ: ص۲۲۴)

''ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ اصحاب کہف امام مہدیؓ کے اعوان ومددگار ہوں گے۔''

(۱۲) ﴿حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

امام مہدیؓ کا حلیہ:

﴿عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله ﷺ المهدی منی اجلی الجبهة اقنی الانف یملأ الارض

قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا ویملک سبع سنین﴾ (ابوداؤد: ج۲ص۲۴۰، واخرجہ الحاکم ایضاً)

''حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مہدی مجھ سے (میری اولاد میں سے) ہوں گے، خوبصورت کشادہ پیشانی اور لمبی ستواں ناک والے ہوں گے زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ پہلے ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی اور سات سال حکومت کریں گے۔''

(۱۳) ﴿حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

دریائے فرات سے سونے کے ستون کا نکلنا:

﴿عن ابی هريرة قال قال رسول الله يوشک الفرات ان يحسر عن كنز من ذهب فمن حضر فلا ياخذ منه شيئا﴾ متفق علیہ۔ (مشکوۃ المصابیح: ص۴۶۹)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب دریائے فرات کا پانی خشک ہو کر اس میں سے سونے کا ایک خزانہ ظاہر ہوگا تو (تم میں سے) جو اس موقع پر حاضر ہو، وہ اس میں سے کچھ نہ لے۔'' (کتاب الفتن: ص۲۳۳ پر کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یہی روایت حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے مروی موجود ہے۔)

(۱۴) ﴿حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

امام مہدیؓ کی بیعت کرنے کی تاکید:

﴿عن ثوبان قال قال رسول الله ﷺ تطلع الرايات السود من قبل المشرق فيقاتلونكم قتالا شديدا لم

یقاتله قوم مثله فاذا رایتموه فبایعوه ولو حبوا علی الثلج فانه خلیفة الله المهدی ﴾ (الاشاعۃ: ص ۲۴۰)

''حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے قریب) مشرق کے رخ سے سیاہ جھنڈے ظاہر ہوں گے اور وہ تم سے ایسی سخت جنگ کریں گے کہ اس جیسی جنگ کسی قسم کی قوم نے نہ لڑی ہوگی۔ پس جب تم اس کو دیکھ لو تو (اس کے قائد سے) بیعت کرلو اگرچہ تمہیں (بیعت کے لیے) برف پر چل کر آنا پڑے کیونکہ اس میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہوگا۔''

(۱۵) ﴿حضرت عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

قیامِ خلافتِ مہدیؓ کے معاونین:

﴿عن عبدالله بن الحارث بن جزء الزبیدی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یخرج ناس من المشرق فیوطئون للمهدی یعنی سلطانه. ﴾اخرجه ابن ماجة والطبرانی (ابن ماجہ: ۴۰۸۸)

''حضرت عبداللہ بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مشرق سے کچھ لوگ نکلیں گے جو امام مہدیؓ کے لیے (مسئلہ) خلافت کو آسان کردیں گے۔''

(۱۶) ﴿حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

سرداران اہل جنت:

﴿عن انس قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول نحن ولد عبدالمطلب سادة اهل الجنة انا وحمزة و علی وجعفر والحسن والحسین والمهدی. ﴾اخرجه ابن ماجة وابو

نعیم (ابن ماجہ: ۴۰۸۷)

''حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عبدالمطلب کی اولاد میں ہم (سات لوگ) اہل جنت کے سردار ہوں گے، میں خود (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حمزہ، علی، جعفر، حسن، حسین اور مہدی، رضی اللہ عنہم۔''

(۱۷) ﴿حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

امام مہدیؓ کی داد و دہش:

﴿عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یکون فی آخر امتی خلیفة یحثی المال حثیا ولا یعده عدا﴾ اخرجه احمد و مسلم (مسلم شریف: ۷۳۱۵)

''حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو لوگوں کو لپ بھر بھر کر بغیر شمار کیے مال و دولت سے نوازے گا۔''

فائدہ:

علامہ سیوطیؒ نے اس روایت کو مرفوعاً نقل کیا ہے جبکہ مصنف عبدالرزاق ج ۱۱ ص ۳۷۲ پر حضرت جابرؓ کی اسی روایت کو موقوفاً نقل کیا گیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع ہی ہے جیسا کہ صحیح مسلم اور مسند احمد میں ہے۔

(۱۸) ﴿حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

خزانۂ بیت المقدس اور امام مہدیؓ:

﴿قال حذیفة رضی الله عنه فسمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم

یقول لیستخرجن المهدی ذلک حتی یرده الی بیت المقدس﴾ (الاشاعہ:ص ۲۲۳)

''حضرت حذیفہؓ (خزانۂ بیت المقدس کی ایک طویل روایت ذکر کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''مہدی'' اس خزانے کو ضرور نکلوائیں گے تا آنکہ اسے بیت المقدس لوٹا دیں گے۔''

(۱۹) ﴿حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

امام الناس المہدیؓ:

﴿عن ابی امامة قال قال رسول الله ﷺ سیکون بینکم وبین الروم اربع هدن، یوم الرابع علی یدرجل من اهل هرقل یدوم سبع سنین فقال له رجل یا رسول الله! من امام الناس یومئذ؟ قال المهدی من ولدی ابن اربعین سنة کان وجه کوکب دری فی خده الایمن خال اسود علیه عباء تان قطوانیتان کانه من رجال بنی اسرائیل یستخرج الکنوز و یفتح مدائن الشرک﴾ (کتاب البرہان: ج ۲ص ۵۸۳)

''حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عنقریب تمہارے اور رومیوں کے درمیان چار مرتبہ صلح ہوگی، چوتھی مرتبہ جو صلح ہوگی وہ ہرقل کے خاندان والوں میں سے ایک آدمی کے ساتھ ہوگی جو سات سال تک رہے گی، ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! ان دنوں لوگوں کا امام (خلیفہ) کون ہوگا؟ فرمایا میری اولاد میں سے مہدی نامی ایک شخص (لوگوں کا خلیفہ) ہوگا جس کی عمر ۴۰ سال ہوگی،

چمکدار ستارہ کی طرح روشن چہرہ ہوگا، دائیں رخسار پر سیاہ تل ہوگا، دو سفید عبائیں زیب تن کیے ہوں گے (اور جسم میں) بنی اسرائیل کے ایک آدمی معلوم ہوں گے، زمین کے خزانوں کو نکال لیں گے اور شرک کے (اڈوں اور) شہروں کو فتح کرلیں گے۔''

(۲۰) ﴿حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی روایت﴾

منیٰ میں خون ریزی:

﴿عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللّٰہ عنهما قال یحج الناس معاویعرفون معا علی غیر امام فبینما هم نزول بمنی اذا اخذهم کالکلب فثارت القبائل بعضهم الی بعض فاقتتلوا حتی تسیل العقبة دماً فیفزعون الی خیرهم فیاتونه وهو ملصق وجهه الی الکعبة یبکی کانی انظر الی دموعه فیقولون هلم فلنبایعک فیقول ویحکم کم من عهد نقضتموه وکم من دم قد سفکتموه فیبایع کرها فان ادرکتموه فبایعوه فانه المهدی فی الارض و المهدی فی السماء﴾ (کتاب الفتن: ص ۲۳۸)

''حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ (قیامت کے قریب ایک مرتبہ) لوگ حج کے لیے (مکہ مکرمہ) آئیں گے اور میدانِ عرفات میں جمع ہوں گے لیکن ان کا کوئی امام نہیں ہوگا پھر جب وہ (اگلے دن) منیٰ میں پڑاؤ کریں گے تو (اچانک دشمنی کی ایسی آگ بھڑکے گی کہ) قبائل ایک دوسرے پر کتوں کی طرح حملہ کردیں گے اور خوب لڑیں گے حتی کہ جمرۂ عقبہ خون میں بہہ جائے گا (بھر جائے گا) اس وقت لوگ گھبرا کر کسی بہترین آدمی کو تلاش کریں گے (تاکہ اس کو امام بنائیں اور یہ فتنہ دور ہو) چنانچہ وہ ان کو اس حال میں جالیں گے

کہ وہ بیت اللہ کے ساتھ اپنے چہرے کو چمٹا کر رو رہے ہوں گے۔ حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں گویا میں ان کے آنسوؤں کو ابھی دیکھ رہا ہوں، لوگ ان سے کہیں گے کہ آئیے! ہم آپ کی بیعت کریں، وہ کہیں گے کہ ہائے افسوس! کس قدر وعدوں کو توڑ کر اور کس قدر خونریزی کر کے تم میرے پاس آئے ہو؟ اور مجبور ہو کر لوگوں سے بیعت لیں گے، اگر تم ان کا زمانہ پاؤ تو ان سے بیعت کر لینا کیونکہ وہ زمین و آسمان میں مہدی (ہدایت یافتہ) ہیں۔''

(۲۱) ﴿حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی روایت﴾

نفس زکیہ کا قتل:

﴿عن عمار بن یاسر قال اذا قتل النفس الزکیة واخوہ یقتل بمکة ضیعة نادی مناد من السماء ان امیرکم فلان وذلک المھدی الذی یملأ الارض خصبا وعدلاً﴾

اخرجه نعیم بن حماد (الحاوی: ج۲ص۹۱، کتاب البرہان: ج۲ص۵۲۱)

''حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ جب نفس زکیہ اور ان کا بھائی مکہ مکرمہ میں ناحق شہید کر دیئے جائیں گے تو آسمان سے ایک منادی پکارے گا کہ اے لوگو! تمہارا امیر فلاں آدمی ہے جس کا نام مہدی ہے وہ زمین کو شادابی اور عدل سے بھر دے گا۔''

(۲۲) ﴿حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

پوری دنیا کے حکمران:

﴿عن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ ملک الارض اربعة مؤمنان وکافران، فالمؤمنان ذوالقرنین وسلیمان،

والکافران نمروذ و بخت نصر وسیملکھا خامس من اھل بیتی﴾ اخرجه ابن الجوزی فی تاریخه. (الحاوی: ج ۲ ص ۹۷)

''حضرت عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پوری دنیا پر حکمرانی کرنے والے چار آدمی گزرے ہیں جن میں سے دو مومن تھے اور دو کافر۔ مومن تو ذوالقرنین اور حضرت سلیمانؑ ہیں اور کافر نمرود اور بخت نصر ہیں، عنقریب ایک پانچواں شخص میری اولاد میں سے اس کا مالک ہو جائے گا۔'' (جس کا نام مہدی ہوگا)

فائدہ نمبر ۱:

علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۹۷ پر یہ روایت ابن جوزی کی تاریخ کے حوالے سے حضرت عباسؓ سے روایت کی ہے جبکہ یہی روایت شیخ علی متقیؒ نے کتاب البرہان ج ۲ ص ۵۵۹ پر بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فائدہ نمبر ۲:

نـمـروذ۔ اصل میں تو یہ لفظ نمروذ ہی ہے۔ لیکن اردو میں اس کو فقط دال کے ساتھ نمرود بولا جاتا ہے۔ جبکہ عربی میں اس کا استعمال دونوں طرح سے ہوتا ہے البتہ نمروذ (ذال کے ساتھ) زیادہ فصیح ہے۔

(۲۳) ﴿حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت﴾

فرشتے کی پکار:

﴿عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یخرج المهدی وعلی راسه ملک ینادی ان هذا المهدی فاتبعوه﴾ اخرجه ابو نعیم والخطیب فی تلخیص

المتشابه. (الحاوی: ج ۲ص ۷۳، کتاب البرہان: ج ۲ص ۵۱۲)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا امام مہدیؓ اس حال میں ظہور کریں گے کہ ان کے سر پر ایک فرشتہ ہوگا جو یہ نداء کرتا ہوگا کہ (اے لوگو!) یہ مہدی ہیں اس لیے ان کی اتباع کرو۔''

(۲۴) ﴿حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

امام مہدیؓ کی صورت وسیرت:

﴿عن عبدالرحمن بن عوف قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم لیبعثن اللّٰه تعالیٰ من عترتی رجلا افرق الثنایا اجلی الجبهة یملأ الارض عدلا ویفیض المال فیضا.﴾ اخرجه ابو نعیم (الحاوی: ج ۲ص ۷۶، کتاب البرہان: ج ۲ص ۵۴۶)

''حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ میرے خاندان میں سے ایک آدمی کو ضرور بھیجیں گے جس کے سامنے کے دونوں دانت انتہائی کشادہ اور پیشانی روشن ہوگی، وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا اور لوگوں کو خوب مال دے گا۔ (پانی کی طرح بہائے گا۔)''

(۲۵) ﴿حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

علاماتِ ظہور مہدیؓ:

﴿عن محمد بن صامت قال قلت لابی عبداللّٰه الحسین بن علی رضی الله عنهما امامن علامات بین یدی هذا الامر یعنی ظهور المهدی؟ فقال بلی، قلت وما هی؟ قال هلاک بنی العباس وخروج السفیانی والخسف بالبیداء قلت جعلت

فداک اخاف ان یطول ھذا الامر قال انما ھو کنظام الخرز یتبع بعضه بعضا ﴾ (کتاب البرہان: ج ۲ ص ۶۵۲)

''محمد بن صامت کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسینؓ سے پوچھا کیا اس امر عظیم یعنی ظہور مہدی سے قبل کچھ علامات بھی رونما ہوں گی؟ فرمایا ہاں! کیوں نہیں، میں نے پوچھا کہ وہ کیا علامات ہیں؟ فرمایا بنو عباس کی ہلاکت، سفیانی کا خروج اور مقام بیداء میں ایک لشکر کا زمین میں دھنس جانا، میں نے کہا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں، مجھے تو یہ اندیشہ ہے کہ یہ معاملہ طویل عرصے کے بعد وقوع پذیر ہوگا۔ فرمایا کہ یہ موتی کی لڑی کی طرح ہوگا کہ ایک کے پیچھے دوسرا آ جاتا ہے۔ (لڑی ٹوٹنے کے بعد جب ایک دانہ گرتا ہے تو دوسرا بھی فوراً گر جاتا ہے اسی طرح یہ واقعات بھی یکے بعد دیگرے پیش آ جائیں گے۔''

(۲۶) ﴿حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

فتنوں کی آگ:

﴿عن طلحة بن عبيدالله عن النبی ﷺ قال ستكون فتنة لا يهدأ منها جانب الاجاش منها جانب حتی ينادی مناد من السماء ان امير كم فلان. ﴾اخرجه الطبرانی.

(الحاوی: ج ۲ ص ۷۳، کتاب البرہان: ج ۲ ص ۵۱۰)

''حضرت طلحہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب ایک ایسا فتنہ بھڑکے گا کہ ایک جانب سے ختم نہ ہونے پائے گا کہ دوسری جانب بھڑک اٹھے گا اور یہ فتنہ برابر جاری رہے گا یہاں تک کہ آسمان سے ایک منادی آواز دے گا کہ تمہارا امیر فلاں آدمی ہے۔''

(۲۷) ﴿حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

ظہور مہدیؓ کی ایک علامت:

﴿عن عمرو بن العاص قال علامة خروج المهدى اذا خسف جيش في البيداء فهوعلامة خروج المهدى﴾

اخرجه نعيم (الحاوی: ج۲ص۸۱، کتاب البرہان: ج۲۰ص۶۶۷)

''حضرت عمروؓ بن العاص نے خروج مہدیؒ کی علامت مقام بیداء میں ایک لشکر کا زمین میں دھنس جانا بیان کی ہے۔''

(۲۸) ﴿حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

خراسان سے سیاہ جھنڈوں کا آنا:

﴿قال عبدالرحمن الجرشي سمعت عمرو بن مرة الجملي صاحب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يقول لتخرجن من خراسان راية سوداء حتى تربط خيولها بهذا الزيتون الذى بين بيت لهياوحرستا، قلت مابين هاتين زيتونة قال سينصب بينهما زيتون حتى ينزلها اهل تلك الراية فتربط خيولها بها.﴾ (کتاب الفتن: ص۲۱۵)

''عبدالرحمٰن الجرشی کہتے ہیں کہ میں نے صحابی رسول حضرت عمرو بن مرہ الجملیؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خراسان سے سیاہ جھنڈا ضرور نکلے گا یہاں تک کہ (اس جھنڈے کے ماتحت لشکر کے لوگ) بیت لہیا اور حرستا کے درمیان زیتون کے درخت پر اپنے گھوڑوں کو باندھیں گے، ہم نے پوچھا کہ کیا ان دونوں کے درمیان زیتون کا کوئی درخت ہے؟ فرمایا کہ اگر نہیں ہے تو عنقریب لگ جائے گا

تاآنکہ کہ وہ لوگ یہاں آکر اپنے گھوڑے باندھ لیں۔''

(۲۹) ﴿حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

امام مہدیؓ کا نام:

﴿عن ابی الطفیل رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال المهدی اسمه اسمی واسم ابیه اسم ابی﴾

(کتاب الفتن: ص۲۶۰)

''حضرت ابوالطفیلؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مہدی کا نام میرے نام پر اور ان کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا۔''

(۳۰) ﴿حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

یکے بعد دیگرے فتنوں کا ظہور:

﴿عن عوف بن مالک ان النبی ﷺ قال تجئ فتنة غبراء مظلمة ثم تتبع الفتن بعضها حتی یخرج رجل من اهل بیتی یقال له المهدی فان ادرکته فاتبعه و کن من المهتدین.﴾ اخرجه الطبرانی

(الحاوی: ج۲ص۸۰، کتاب البرہان: ج۲ص۶۱۱)

''حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا (عنقریب) اندھیری رات کی طرح چھا جانے والا ایک فتنہ بپا ہوگا، اس کے بعد پے در پے فتنے نمودار ہونا شروع ہو جائیں گے حتیٰ کہ میرے اہل بیت میں سے مہدی نامی ایک شخص ظاہر ہوگا، اگر تم اسے پاؤ تو اس کی اتباع کر کے ہدایت یافتہ لوگوں میں سے ہو جانا۔''

(۳۱) ﴿حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کی روایت﴾

آسمان سے ایک ہاتھ کا ظہور:

﴿عن الزهری قال اذا التقى السفياني والمهدى للقتال يومئذ يسمع صوت من السماء الا ان اولياء الله اصحاب فلان يعنى المهدى. قال الزهرى وقالت اسماء بنت عميس ان امارة ذلك اليوم ان كفامن السماء مدلاة ينظر اليها الناس﴾ (کتاب الفتن :ص ۲۳۷)

''امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ جب سفیانی اور امام مہدیؒ قتال کے لیے آمنے سامنے ہوں گے تو اس دن آسمان سے ایک آواز سنائی دے گی کہ اے لوگو! خبردار! اللہ کے دوست فلاں یعنی مہدی کے ساتھی ہیں۔ امام زہریؒ کہتے ہیں کہ اس موقع پر حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے فرمایا اس دن کی علامت یہ ہوگی کہ آسمان سے ایک لٹکا ہوا ہاتھ (ظاہر ہوگا جو) امام مہدیؒ کے لشکر کی طرف اشارہ کر رہا ہوں گا اور لوگ بھی اس ہاتھ کو دیکھیں گے۔''

(۳۲) ﴿حضرت قرۃ المزنیؓ کی روایت﴾

امام مہدیؒ کی مدت حکومت:

﴿عن قرة المزنى قال قال رسول الله ﷺ لتملؤن الارض جورًا وظلما فاذا ملئت جورا وظلما بعث الله رجلا منى اسمه اسمى واسم ابيه اسم ابى فيملاها عدلا وقسطا كما ملئت جورا وظلما فلا تمنع السماء شيئا من قطرها ولا الارض شيئا من نباتها يمكث فيهم سبعا

اوثمانیا فان اکثر فتسعا﴾ (الحاوی: ج ۲ص ۷۳)

''حضرت قرۃ المزنیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم زمین کو ضرور ظلم وستم سے بھر کر رہو گے، چنانچہ جب ایسا ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو بھیجیں گے جس کا نام میرے نام پر اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا، وہ زمین کو اسی طرح عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ پہلے ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی، ان کے زمانے میں آسمان اپنا تمام پانی بہادے گا اور زمین اپنی تمام نباتات اگل دے گی، وہ لوگوں میں سات یا آٹھ یا زیادہ سے زیادہ نو سال رہیں گے۔''

(۳۳) ﴿حضرت قیس بن جابر رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

امام مہدیؓ کے بعد قحطانی خلیفہ ہوگا:

﴿عن قیس بن جابر الصدفی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیکون من اھل بیتی رجل یملاء الارض عدلا کما ملئت جورا ثم من بعدہ القحطانی والذی نفسی بیدہ ماھو دونہ﴾ (الحاوی: ج ا ص ۹۵)

''حضرت قیس بن جابر الصدفیؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عنقریب میرے اہل بیت میں سے ایک شخص آئے گا جو زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جیسے وہ پہلے ظلم سے بھری ہو گی پھر ان کے بعد قحطانی ہوگا اور اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، وہ ان سے کم نہ ہوگا۔''

(۳۴) ﴿حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

بارہ خلفاء والی روایت:

﴿عن جابر بن سمرة عن رسول اللّٰه ﷺ انه قال لایزال هذا الدین قائما حتی یکون اثنا عشر خلیفة کلهم تجتمع علیه الامة﴾ (الحاوی: ج ۲ص ۱۰۲)

''حضرت جابر بن سمرہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا حتی کہ بارہ خلیفہ ایسے ہو جائیں جن پر پوری امت متفق ہوگی۔''

فائدہ:

علامہ سیوطیؒ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس حدیث میں امام مہدیؓ کے وجود کی طرف اشارہ ہے اور وہی بارہویں خلیفہ ہوں گے کیونکہ گیارہ خلفاء کے بعد اب تک کوئی بارہواں خلیفہ ایسا نہیں آیا کہ اس کی خلافت پر پوری امت مجتمع ہو سکی ہو۔

(۳۵) ﴿حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

دین کا مثلہ:

﴿عن ابی عبیدة بن الجراح رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ لا یزال هذا الامر قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمه رجل من بنی امیة﴾ (کتاب الفتن: ص ۱۹۰)

''حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا دین کا یہ معاملہ ٹھیک چلتا رہے گا یہاں تک کہ بنی امیہ میں سے ایک شخص سب سے پہلے اس کا مثلہ کرے گا۔''

یہ روایت وجود سفیانی پر دلالت کر رہی ہے اور خروج سفیانی علامت ہے ظہور مہدیؓ کی۔ گویا اس روایت سے بھی ظہور مہدیؓ کا ثبوت ملتا ہے۔

(۳۶) ﴿حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

دریائے فرات سے نکلنے والا خزانہ:

﴿عن عبداللّٰہ بن الحارث بن نوفل قال کنت واقفا مع ابی بن کعب فقال لا یزال الناس مختلفة اعناقھم فی طلب الدنیا قلت اجل قال انی سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول یوشک الفرات ان یحسر عن جبل من ذھب فاذاسمع بہ الناس ساروا الیہ فیقول من عندہ لئن ترکنا الناس یاخذون منہ لیذھبن بہ کلہ قال فیقتتلون علیہ فیقتل من کل مائة تسعة وتسعون﴾ (مسلم:۲۷۶:۶)

''عبداللہ بن حارث بن نوفل کہتے ہیں کہ میں حضرت ابی بن کعبؓ کے پاس کھڑا تھا کہ حضرت ابیؓ فرمانے لگے طلب دنیا میں لوگوں کی گردنیں ہمیشہ مختلف رہی ہیں میں نے عرض کیا جی بالکل! پھر فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب دریائے فرات میں سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا۔ جب لوگ یہ خبر سنیں گے تو اس کی طرف روانہ ہوں گے، وہاں موجود لوگ یہ سوچیں گے کہ اگر ہم نے لوگوں کو اس کے لیجانے کی چھوٹ دے دی تو لوگ یہ سارا ہی لیجائیں گے (اور ہمیں کچھ بھی نہ ملے گا) چنانچہ وہ اتنا قتال کریں گے کہ ہر سو میں سے ننانوے افراد قتل ہو جائیں گے۔''

(۳۷) ﴿حضرت ذو مخبر رضی اللہ عنہ کی روایت﴾

رومیوں سے جنگ کا تذکرہ:

﴿عن حسان بن عطية قال مال مكحول وابن ابی زكريا الی خالد بن معدان، وملت معهم فحدثنا عن جبير بن نفير عن الهدنة قال قال جبير انطلق بنا الی ذی مخبر رجل من اصحاب النبی ﷺ فاتيناه فساله جبير عن الهدنة فقال سمعت رسول الله ﷺ يقول ستصالحون الروم صلحا آمنا فتغزون انتم وهم عدوا من ورائكم فتنصرون وتغنمون وتسلمون ثم ترجعون حتی تنزلوا بمرج ذی تلول فيرفع رجل من اهل النصرانية الصليب فيقول غلب الصليب فيغضب رجل من المسلمين فيدقه فعندذلك تغدر الروم وتجمع للملحمة﴾ (ابوداؤد: ۴۲۹۲)

''حسان بن عطیہ کہتے ہیں کہ مکحول اور ابن ابی زکریا، خالد بن معدان کی طرف روانہ ہوئے، میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا، خالد نے ہمیں حضرت جبیر بن نفیر کے حوالے سے صلح روم کے متعلق یہ حدیث سنائی کہ حضرت جبیر ایک مرتبہ مجھ سے فرمانے لگے آؤ! ذرا حضور ﷺ کے ایک صحابی ذی مخبرؓ کے پاس چلتے ہیں چنانچہ ہم ان کے پاس پہنچے، جبیر نے ان سے صلح روم کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم عنقریب رومیوں سے امن و امان کی صلح کرو گے۔ اور ایک دشمن کے خلاف تم اور رومی جہاد کرو گے، تمہیں فتح، مال غنیمت اور سلامتی نصیب ہو گی پھر تم واپس لوٹ کر مرج ذی تلول مقام پر پڑاؤ ڈالو گے، اس موقع پر ایک عیسائی صلیب کو اونچا کر کے پکارے گا ''صلیب کی جے'' مسلمانوں میں سے ایک آدمی کو غصہ آئے گا اور وہ اس کو گرا دے گا اس موقع پر رومی عہد شکنی کریں گے اور جنگ کے لیے جمع ہو جائیں گے۔''

باب ہفتم

منکرین و مدعیان مہدویت

اسماء منکرین و مدعیان مہدویت، علامہ ابن خلدون،
مولانا مودودی، علامہ اقبال، مولانا سندھی اور
مولانا ابوالکلام آزاد کی تنقیدات کا جائزہ۔

﴿منکرین و مدعیان مہدویت﴾

علاماتِ قیامت کے بارے میں بہت سے لوگ افراط وتفریط کا شکار ہیں چنانچہ بعض لوگ تو ان کا سرے سے ہی انکار کر دیتے ہیں اور بعض لوگ خود ان علامات کے دعویدار بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ دونوں نظریئے بالکل غلط ہیں۔ جبکہ اہل سنت والجماعت کے عقائد سیدھے صراط مستقیم کی شاہراہ پر گزرتے ہیں اس لیے نہ تو وہ ان علامات کا انکار کرتے ہیں اور نہ ہی ان میں سے کسی علامت کے دعویدار بنتے ہیں بلکہ نبی اکرم سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق ان کو من وعن تسلیم کرتے ہیں۔

منکرین ظہور مہدیؓ:

علامات قیامت میں سے ایک علامت ''ظہور مہدی'' بھی ہے جس کے متعلق آپ تفصیلات پڑھ چکے ہیں، ظہور مہدی کی علامت بھی اسی افراط وتفریط کا شکار ہوئی چنانچہ بعض لوگوں نے اس کا سرے سے انکار ہی کر دیا جیسا کہ شیخ یوسف بن عبداللہ الوابل اپنی کتاب ''اشراط الساعۃ'' کے ص ۲۶۵ پر تحریر فرماتے ہیں:

> ''یہ انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ اس زمانے میں کچھ لوگ ظہور مہدی کے منکر پیدا ہو گئے ہیں۔''

اور کتاب مذکور میں اسی صفحے کے حاشیے پر ظہور مہدی کے منکرین میں مندرجہ ذیل نام مذکور ہیں۔

(۱)	علامہ ابن خلدون	مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱۱.
(۲)	علامہ رشید رضا مصری	تفسیر منار الاسلام ۴۹۹/۹. ۵۰۴.
(۳)	محمد فرید وجدی	دائرۃ معارف القرآن العشرین ۴۸۰/۱۰.

(۴)	احمد امین	ضحی الاسلام ۳/۲۳۷، ۲۴۱.
(۵)	عبدالرحمٰن محمد عثمان	تعلیقاته علی تحفة الاحوذی ۶/۴۷۴.
(۶)	محمد عبداللہ عنان	مواقف حاسمه فی تاریخ الاسلام ۳۵۹.۳۶۴
(۷)	محمد فہیم ابوعبید	تعلیقاته علی النهایةلابن کثیر ۱/۳۷
(۸)	عبدالکریم الخطیب	المسیح فی القرآن والتوراة والانجیل ۵۳۹.
(۹)	شیخ عبداللہ بن زید آل محمود	لامهدی ینتظر بعدالرسول خیر البشر

اور مولانا محمد منیر قمر نے اپنی کتاب ''ظہور مہدی ایک اٹل حقیقت'' ص ۸۰ کے حاشیے میں یہ نام مزید ذکر کیے ہیں:

(۱۰)	سعد محمد حسن	المهدیة فی الاسلام ص ۴۴.۴۹.۱۷۴.
(۱۱)	الشیخ ابراہیم بن سلیمان الجبہان	تبدیر الظلام وتنبیه النیام الی خطر التشیع علی المسلمین والاسلام ص ۳۹۶.۴۷۶.۴۸۱.
(۱۲)	مولانا مودودی صاحب	بحواله لا مهدی ینتظر للشیخ آل محمود، الردعلی من کذب بالاحادیث الصحیحة الواردة فی المهدی للعباد ص ۱۳۷.۱۳۸. والاحتجاج بالاثر لتنویجری ص ۹۳.

(۱۳)	محمد درویش البیروتی	اسنی المطالب فی احادیث مختلفة المراتب ص ۲۹۶

راقم الحروف کی تحقیق کے مطابق منکرین ظہور مہدیؒ میں مندرجہ ذیل حضرات کے نام بھی آتے ہیں۔

(۱۴)　علامہ اقبال

(۱۵)　مولانا عبیداللہ سندھیؒ

(۱۶)　مولانا ابوالکلام آزادؒ

(۱۷)　شیخ محمود شلتوت مفتی مصر

(۱۸)　علامہ تمنا عمادی

تنبیہ: علامہ ابن خلدون، علامہ اقبال، مولانا عبیداللہ سندھی اور مولانا ابوالکلام آزاد کے نظریات پر تفصیلی گفتگو عنقریب آپ کے سامنے آجائے گی۔ انشاء اللہ۔ نیز یہ کہ اس جگہ مولانا مودودی کو ظہور مہدی کے منکرین میں شمار کیا گیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ ظہور مہدی کے منکر نہیں لیکن اس سلسلے میں ان کے کلام سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ وہ احادیث میں وارد شدہ پیشین گوئیوں کے مطابق آنے والے امام مہدیؒ کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں بلکہ اس کے لیے ان کے ذہن میں ایک الگ خاکہ ہے اس کی تفصیلات بھی عنقریب آیا چاہتی ہیں۔ انشاء اللہ۔

مدعیان مہدویت:

منکرین ظہور مہدی کے اجمالی تذکرہ کے بعد ان لوگوں کا تذکرہ کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے جنہوں نے مہدویت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ اس سلسلے میں صاحب مظاہر حق جدید کا یہ بیان قابل مطالعہ ہے۔

> ''اس موقع پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ بہت سے لوگوں نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ وہ مہدی ہیں، ان میں سے بعض لوگ تو وہ

ہیں جنہوں نے ''مہدی'' کے لغوی معنی ''ہدایت کرنے والا'' مراد لیتے ہوئے اپنے کو مہدی کہا یا کہلوایا ہے، ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کے بارے میں کوئی تردیدی بات نہیں کہی جا سکتی، کیونکہ اگر وہ واقعۃً ہدایت و راستی کی روشنی پھیلانے والے تھے۔ اور ان کے ذریعے مخلوقِ خدا دین و آخرت کی صحیح رہنمائی حاصل کرتی تھی تو لغوی طور پر ان کو ''مہدی'' کہا جا سکتا ہے لیکن وہ لوگ کہ جنہوں نے محض دنیا والوں کو فریب میں مبتلا کرنے اور اپنی شخصیت کو غلط طور پر لوگوں کا مرجع و مقتداء بنانے کے لیے خود کو ''مہدیٔ موعود'' کہا یا کہلوایا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بالکل جھوٹے اور مکار تھے۔ چنانچہ ایسے لوگوں نے مکروفریب کے جال پھیلا کر اور سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلا کر اپنے تابعداروں کی جماعت تیار کی اور بعضوں نے تو اوباش اور بدقماش افراد تک کو خرید کر اپنے گرد جمع کیا اور ان کے ذریعے نہ صرف یہ کہ اپنے ''مہدیٔ موعود'' ہونے کا پروپیگنڈہ کرایا بلکہ بعض شہروں اور ملکوں میں فتنہ و فساد پھیلایا۔ لڑائی جھگڑا کرایا، اور آخر کار ان کا انجام بہت برا ہوا کہ صحیح العقیدہ مسلمانوں نے ان کی بھرپور مدافعت کی اور انہیں تہہ تیغ کر کے ان شہروں اور ملکوں کے لوگوں کو ان کے فتنہ و فساد سے نجات دلائی!

خود ہمارے ہندوستان میں ایسے ہی گمراہ لوگوں کی ایک جماعت پیدا ہو چکی ہے جو اپنے آپ کو ''مہدویہ'' کہلاتی تھی، اس جماعت کے لوگ بہت جاہل اور پست خیال تھے، ان لوگوں کا عقیدہ تھا کہ ''مہدی موعود'' ہمارے پیشوا کی صورت میں ظاہر ہوا اور پھر وفات پا گیا اور خراسان کے ایک شہر میں دفن کر دیا گیا''

ان کی گمراہیوں میں سے ایک بڑی گمراہی ان کا یہ عقیدہ بھی تھا کہ

جو شخص ہمارے نظریئے وخیال کا عقیدہ نہ رکھے اور ہماری بات سے متفق نہ ہو، وہ کافر ہے۔اسی بناء پر اس زمانے میں مکہ کے چاروں مسلک کے علماء نے متفقہ طور پر یہ فتویٰ دیا تھا کہ صاحب اقتدار مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ ان گمراہ لوگوں کو قتل کر دیں......الخ

(مظاہر حق جدید: ج ۵ ص ۱۴۱)

منجملہ ان مدعیان مہدویت کے ایک جھوٹا، قادیان کا ایک دہقان مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے جس نے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، پھر مہدویت کا اور پھر آخر میں نبوت کا دعویدار بن بیٹھا۔ مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنیؒ نے ترجمان السنۃ میں مندرجہ ذیل اشخاص کو بھی مہدویت کے دعویداروں میں شمار کیا ہے۔

(۱)　محمد بن عبداللہ　　یہ ''النفس الزکیہ'' کے لقب سے مشہور تھا۔

(۲)　محمد بن مرتوت

(۳)　عبیداللہ بن میمون قداح

(۴)　سید محمد جونپوری

(۵)　سید برزنجیؒ کے زمانے میں مقام ازبک میں بھی ایک شخص نے نبوت و مہدویت کا دعویٰ کیا۔

(۶)　سید صاحب موصوف ہی نے ایک اور کردی شخص کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے بھی عقر کے پہاڑوں میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔(انتہی بالتغیر ترجمان السنۃ: ج ۴ ص ۳۸۱)

مدعیان نبوت ومہدویت کے بارے میں مولانا ابو القاسم رفیق دلاوریؒ نے ایک کتاب بنام ''ائمہ تلبیس'' جواب ''جھوٹے نبی'' کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ سپرد قلم فرمائی تھی جس میں تقریباً ستر ایسے افراد کے حالات قلمبند کیے تھے جنہوں نے مختلف زمانوں میں نبوت یا مہدویت کا جھوٹا دعویٰ کیا پھر اس میں سے ۳۶ کے قریب افراد کو مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی مرحوم خطیب پاکستان نے اپنی کتاب ''حضرت امام مہدی'' میں مدعیان مہدویت میں شمار کیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تمام مدعیان مہدویت

ونبوت کے نام ذکر کردیئے جائیں۔

(۱)صاف بن صیاد (۲)اسود عنسی (۳)طلیحہ اسدی
(۴)مسیلمۂ کذاب (۵)سجاح بنت حارث (۶)مختار بن ابوعبید
(۷)حارث کذاب (۸)مغیرہ بن سعید (۹)بیان بن سمعان
(۱۰)ابومنصور عجلی (۱۱)صالح بن طریف (۱۲)بہافریدی زوزانی
(۱۳)اسحاق اخرس (۱۴)استادسیس (۱۵)ابوعیسیٰ اسحاق
(۱۶)حکیم مقنع خراسانی (۱۷)عبداللہ بن میمون (۱۸)بابک بن عبداللہ
(۱۹)احمد بن کیال (۲۰)علی بن محمد خارجی (۲۱)حمدان بن اشعث
(۲۲)ابوسعید حسین بن بہرام (۲۳)ذکرویہ بن ماہر (۲۴)یحییٰ بن ذکرویہ
(۲۵)عبیداللہ مہدی (۲۶)علی بن فضل (۲۷)ابوطاہر قرمطی
(۲۸)حامیم بن من اللہ (۲۹)محمد بن علی منصور (۳۰)عبدالعزیز باسندی
(۳۱)ابوالطیب احمد بن حسین (۳۲)ابوعلی منصور (۳۳)نوید کامرانی
(۳۴)اصغر بن ابوالحسین (۳۵)ابوعبداللہ بن شباس (۳۶)حسن بن صباح
(۳۷)رشید الدین ابوالحشر (۳۸)محمد بن عبداللہ بن تومرت (۳۹)ابن ابی زکریا
(۴۰)حسین بن حمدان (۴۱)ابوالقاسم احمد بن قسی (۴۲)علی بن حسن شمیم
(۴۳)محمود واحد گیلانی (۴۴)عبدالحق بن سبعین (۴۵)احمد بن عبداللہ ملثم
(۴۶)عبداللہ راعی شامی (۴۷)عبدالعزیز طرابلسی (۴۸)اویس رومی
(۴۹)احمد بن ہلال (۵۰)سید محمد جونپوری (۵۱)حاجی محمد فرہی
(۵۲)جلال الدین اکبر بادشاہ (۵۳)سید محمد نوری بخش جونپوری (۵۴)بایزید ملحد
(۵۶)احمد بن عبداللہ ساجماسی (۵۶)احمد بن علی محیرثی (۵۷)محمد مہدی
(۵۸)سباتائی سیوی (۵۹)محمد بن عبداللہ کرد (۶۰)میر محمد حسین مشہدی
(۶۱)مرزا علی محمد (۶۲)ملا محمد علی (۶۳)زریں تاج
(۶۴)مومن خان (۶۵)مرزا یحییٰ نوری (۶۶)بہاء اللہ نوری

(۶۷) محمد احمد مہدی سوڈانی (۶۸) مرزا غلام احمد قادیانی

یہ تو مدعیان نبوت و مہدویت کے نام تھے اب ''مدعیان مہدویت'' ہی کے عنوان کے تحت حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی عبارت نقل کی جاتی ہے جس میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

''بہت سے لوگوں نے مہدی موعود ہونے کے دعوی کیے مگر احادیث میں جو مہدیٔ موعود کی علامتیں آتی ہیں وہ علامتیں کسی میں بھی نہیں پائی گئیں اور نہ کوئی مدعی مہدویت وہ علامتیں اپنے اندر دکھلا سکا نہ بتلا سکا، بجائے اس کے کہ وہ مدعی ان علامتوں کو اپنے اندر دکھلاتا، اس نے ان علامتوں ہی میں تاویلیں شروع کر دیں اور بجائے حقیقی علامتوں کے ان تاویلی علامتوں کو اپنے اوپر چسپاں کر کے بتلایا۔ ایسی تاویلی علامتوں سے اگر مہدی بننا ممکن ہے تو پھر مہدی بننا بہت آسان ہے جس کا جی چاہیے مہدی بن جائے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ مدعی وہ مہدی موعود تو نہ ہوگا کہ جس کا احادیث نبویہ میں ذکر آیا ہے اس لیے کہ جب احادیث کے مطابق اس میں مہدی موعود کی علامتیں نہ ہوئیں تو حدیث کی پیشین گوئی کے مطابق تو مہدی موعود نہ ہوا بلکہ اس مدعی کی من گھڑت تاویلی علامتوں والا مہدی ہوا۔'' (عقائد الاسلام حصہ اول: ص ۶۴۔۶۵)

گیارہویں صدی ہجری کے مجدد اور مشہور محدث ملا علی قاریؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿ثم اعلم ان كثيرا من الناس ادعوا انه المهدى فمنهم من اراد المعنى اللغوى فلا اشكال ومنهم من ادعى باطلا وزورا واجتمع عليه جمع من الاوباش واراد الفساد فى البلاد فقتل و استراح منه العباد ومنهم من رأى واقعة الحال فحملها شيخه على الآفاق و كان حقه

ان یحملها علی الانفس لئلایحصل الاختلال و هورئیس النوربخشیة احدمشائخ الکبرویة﴾ (مرقاة: ج ۱۰ ص ۱۷۹)

''پھر جان لو! کہ بہت سے لوگوں نے مہدی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے چنانچہ بعض لوگوں نے تو مہدی کا لغوی معنی مرادلیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں کوئی اشکال نہیں اور بعض لوگوں نے غلط اور جھوٹا دعویٰ کیا ہے اور اوباشوں کی ایک بڑی جماعت نے ان کا ساتھ دیا اور زمین میں فساد پھیلانا چاہا (لیکن انکو اس کا زیادہ موقع نہ مل سکا اور) ان کو قتل کر دیا گیا اور لوگوں کو ان کے فتنے سے نجات مل گئی۔ اور بعض لوگوں نے حال کے واقعے کو آفاق پر محمول کر لیا حالانکہ اس کو انفس پر محمول کرنا اس کا حق (اور زیادہ بہتر) تھا تاکہ خلل واقعہ نہ ہوتا۔

اور اس سے مراد فرقۂ نوربخشیہ کا رئیس ہے (جس کو یہ غلط فہمی لگی) جو مشائخ کبرویہ میں شمار ہوتا ہے۔''

﴿امام مہدیؒ کے بارے میں علامہ ابن خلدون کے نظریات کی تحقیق﴾

علامہ ابن خلدون کا فن تاریخ میں مقام اور مرتبہ تاریخ کے کسی ادنی طالب علم سے بھی مخفی نہیں لیکن ان کی اس لغزش قلم کو، جو اُن سے انکار مہدی کی بابت سرزد ہوئی، محدثین اور علماء میں سے کسی نے بھی قابل معافی قرار نہیں دیا بلکہ اس پر ان کا تعاقب کیا اور ان کے اعتراضات کے کافی وشافی جوابات دیئے۔ چنانچہ اس موضوع پر ایک غیر مطبوعہ رسالہ ''ابراز الوہم المکنون من کلام ابن خلدون'' ہے۔ اسی طرح ایک رسالہ حضرت تھانویؒ نے بنام

''مؤخرۃ الظنون عن ابن خلدون'' سپرد قلم فرمایا تھا جواب امداد الفتاوی ج ۶ ص ۲۴۹ پر موجود ہے، نیز مولانا بدر عالم مہاجر مدنیؒ نے بھی ترجمان السنۃ میں اس پر بحث فرمائی ہے۔

مولانا سید محمد بدر عالم مہاجر مدنیؒ کی تحریر

''محقق ابن خلدون کے کلام کو جہاں تک ہم نے سمجھا ہے اس کا خلاصہ تین باتیں معلوم ہوتی ہیں: (۱) جرح وتعدیل میں جرح کو ترجیح ہے۔ (۲) امام مہدی کی کوئی حدیث صحیحین میں نہیں۔ (۳) اس باب کی جو صحیح حدیثیں ہیں ان میں امام مہدی کی تصریح نہیں۔

''فن حدیث کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ تینوں باتیں کچھ وزن نہیں رکھتیں کیونکہ ہمیشہ اور ہر جرح کو ترجیح دینا یہ بالکل خلافِ واقع ہے چنانچہ خود محقق موصوف کو جب اس کا تنبہ بھی ہوا کہ اس قاعدے کے تحت تو صحیحین کی حدیثیں بھی مجروح ہوئی جاتی ہیں۔ تو اس کا جواب انہوں نے صرف یہ دے دیا ہے کہ یہ حدیثیں چونکہ علماء کے درمیان مسلم ہو چکی ہیں اس لیے وہ مجروح نہیں کہی جا سکتیں مگر سوال تو یہ ہے کہ جب قاعدہ یہ ٹھہرا تو پھر وہ علماء کو مسلم ہی کیوں ہوئیں؟

رہا امام مہدی کی حدیثوں کا صحیحین میں مذکور نہ ہونا تو یہ اہل فن کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے، خود ان ہی حضرات کا اقرار ہے کہ انہوں نے جتنی صحیح حدیثیں ہیں وہ سب کی سب اپنی کتابوں میں درج نہیں کیں اس لیے بعد میں ہمیشہ محدثین نے مستدرکات لکھی ہیں۔ اب رہی تیسری بات تو یہ دعویٰ بھی تسلیم نہیں کہ صحیح حدیثوں میں امام مہدی کا نام مذکور نہیں ہے، کیا وہ حدیثیں جن کو امام ترمذی

و ابوداؤد وغیرہ جیسے محدثین نے صحیح وحسن کہا ہے، صرف محقق موصوف کے بیان سے صحیح ہونے سے خارج ہوسکتی ہیں؟ دوم یہ کہ جن حدیثوں کو محقق موصوف نے بھی صحیح تسلیم کرلیا ہے، اگر وہاں ایسے قوی قرائن موجود ہیں جن سے اس شخص کا امام مہدی ہونا تقریباً یقینی ہو جاتا ہے تو پھر امام مہدی کے لفظ کی تصریح ہی کیوں ضروری ہے؟ سوم یہاں اصل بحث مصداق میں ہے، مہدی کے لفظ میں نہیں پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک خلیفہ ہونا اور ایسی خاص صفات کا حامل ہونا جو بقولِ روایت عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے شخص میں بھی نہ تھیں، ثابت ہے تو بس، اہل سنت کا مقصد اتنی بات سے پورا ہو جاتا ہے کیونکہ مہدی تو صرف ایک لقب ہے، علم اور نام نہیں۔'' (ترجمان السنۃ: ج۴ص۳۸۲_۳۸۳)

ایک ضروری وضاحت:

علامہ ابن خلدون کے نظریات کی تحقیق میں حضرت تھانویؒ کا مذکورہ صدر رسالہ خالص علمی انداز کا ہے اس لیے عوام کے نفع کی غرض سے اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے، درمیان میں کہیں کہیں باحوالہ اضافہ بھی ہے اور کہیں اس رسالے کا حوالہ بھی ہے، نیز یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ حضرت تھانویؒ کے مذکورہ رسالے کو مکمل طور پر نہیں لیا گیا، بلکہ اس میں کچھ باتوں کو قصداً چھوڑ دیا گیا ہے۔ اور یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ حضرت تھانویؒ کے سامنے جو مقدمہ ابن خلدون تھا، انہوں نے اسی کے صفحات کا حوالہ دیا ہے، جب کہ یہاں جدید ایڈیشن جو کہ مکتبہ انتشارات استقلال تہران سے شائع ہوا ہے، کے صفحات کا حوالہ درج کر دیا گیا ہے تاکہ قارئین کو تلاش کرنے میں سہولت ہو۔

اب آپ حضرت تھانویؒ کا تبصرہ مطالعہ فرمائیں۔

﴿تلخیص مؤخرۃ الظنون عن ابن خلدون﴾

امر اول:

علامہ ابن خلدون کے انکارِ ظہور مہدی کی پہلی دلیل یہ ہے کہ روایات مہدی میں کچھ راوی ایسے ہیں جن پر محدثین کی طرف سے جرح[1] موجود ہے اور یہ قانون ہے کہ جرح[2]، تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔ (مقدمۂ ابن خلدون: ص۳۱۲)

لیکن پھر علامہ ابن خلدون کو اس دلیل کی حیثیت معلوم ہوگئی کہ اس طرح تو پھر صحیحین کی روایات بھی قابل قبول نہیں ہوں گی کیونکہ ان میں سے بھی بعض روایات کے راویوں پر جرح موجود ہے لہٰذا ان کو بھی قبول نہیں کیا جانا چاہیے؟ تو علامہ ابن خلدون نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اگر چہ صحیحین پر بھی یہ شبہ وارد ہوتا ہے لیکن چونکہ علماء و محدثین نے صحیحین کی احادیث کو شرف قبولیت سے نوازا ہوا ہے اور ان کی صحت پر اجماع ہو چکا ہے اس لیے ان کے لیے یہ شبہ مضر نہیں۔

معلوم ہوا کہ علامہ ابن خلدون کے نزدیک بھی اجماعی مسائل میں راویوں کے مجروح ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب آپ یہ سمجھیں! کہ جس طرح صحیحین کی روایات کی صحت پر علماء کا اجماع ہے اسی طرح ظہور مہدی کی خبر بھی اجماعی ہے اور یہ ابھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ اجماعی مسائل میں راویوں کا مجروح ہونا مضر نہیں لہٰذا ظہور مہدی کی روایات میں راویوں کا مجروح ہونا مضر نہیں اور وہ قابل قبول ہوں گی کیونکہ ان کی صحت پر جمہور علماء کا اتفاق ہے اور غیر جمہور کا قول جمہور کے قول کے مقابلے میں کوئی

---

[1] یعنی محدثین نے بعض راویوں میں کچھ عیب بتائے ہیں مثلاً جھوٹا ہونا، فاسق ہونا وغیرہ جس کی وجہ سے وہ روایت کمزور ہو جاتی ہے۔

[2] یعنی کسی راوی کے بعض محدثین نے عیوب بیان کیے ہیں اور اسی راوی کی بعض دوسرے محدثین نے خوبیاں بیان کر کے اس کی توثیق کی ہے تو جن محدثین نے عیوب لگائے ہیں ان کی بات کو ترجیح دیتے ہوئے اس روایت کو نا قابل اعتبار قرار دے دیا جاتا ہے۔

وقعت نہیں رکھتا۔

چنانچہ کسی مستند عالم اور محدث سے اس کی مخالفت اور انکار منقول نہیں بلکہ بقول علامہ ابن خلدون ہی کے، ظہور مہدی کی روایات کو ترمذی، ابو داؤد، بزار، ابن ماجہ، حاکم، طبرانی اور ابو یعلی الموصلی نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے مختلف سندوں سے ذکر کیا ہے۔ (مقدمہ ابن خلدون: ص ۳۱۱) جیسا کہ آپ اسی رسالے کے باب اول میں احادیث مہدی کے راوی صحابہ کرامؓ کے اسماء گرامی مع حوالہ جات اور باب ششم میں ان کی مرویات ملاحظہ فرما چکے۔

لہٰذا جس طرح اجماعیت کی بناء پر صحیحین کے بعض راویوں کے مجروح ہونے کی وجہ سے کچھ ضرر نہیں ہوتا اسی طرح روایاتِ مہدی کے بعض راویوں کا مجروح ہونا بھی مضر نہیں ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ روایات مہدی پر جو اجماع ہوا ہے وہ اس اجماع سے زیادہ قابل قبول ہے جو روایاتِ صحیحین کو لے لینے پر ہوا ہے تو بے جا نہیں ہوگا کیونکہ اس کا ماخذ نص ہے اور روایاتِ صحیحین کو علامہ ابن خلدون نے محض اپنی رائے سے معتمد اور حجت سمجھا ہے۔

چنانچہ کسی حدیث میں یہ نہیں آتا کہ جس روایت کو بخاری اور مسلم ذکر کریں تو اس کو قابل اعتماد اور حجت سمجھنا۔ معلوم ہوا کہ یہ محض علامہ ابن خلدون کی رائے ہے، نیز حضرت امام مہدیؒ کا ظہور کوئی ایسی چیز نہیں جس کا تعلق کسی کی رائے سے ہو، لہٰذا اگر ظہور مہدی کے اجماع کی سند معلوم نہ بھی ہوتی تب بھی ہم اس کو نص ہی سے ماخوذ مانتے اور اس سے بھی بڑھ کر محققین کا تو یہ کہنا ہے کہ اجماع کی سند کا معلوم ہونا ضروری نہیں، تو جب سند معلوم ہو جائے وہ بطریق اولیٰ قابل قبول ہوگا۔

روایاتِ مہدی صحیحین میں مروی نہیں؟

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کسی مسئلہ سے متعلق بخاری یا مسلم کی روایت موجود نہ ہو، خواہ وہ کس قدر ثقاۃ نے نقل کی ہو، غیر معتبر ہے حالانکہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے

شرح نخبۃ الفکر میں روایات کو قبول کرنے کی مندرجہ ذیل درجہ بندی کی ہے۔

(۱) متفق علیہ روایت (وہ روایت جو بخاری اور مسلم دونوں میں ہو)

(۲) صرف بخاری کی روایت۔

(۳) صرف مسلم کی روایت۔

(۴) وہ روایت جو بخاری اور مسلم کی شرائط پر پوری اترتی ہو۔

(۵) وہ روایت جو صرف بخاری کی شرائط پر پوری اترتی ہو۔

(۶) وہ روایت جو صرف مسلم کی شرائط پر پوری اترتی ہو۔ (تسہیل شرح نخبۃ الفکر ص ۳۱، ۳۲)

معلوم ہوا کہ اگر کوئی روایت صحیحین میں نہ ہو لیکن ان کی شرائط پر پوری اترتی ہو تو وہ بھی بالاتفاق مقبول ہو گی۔ اس لیے روایات مہدی کے صحیحین میں نہ ہونے کا اعتراض دو وجہ سے درست نہیں۔

(۱) اولاً تو یہی بات غیر مسلم ہے کہ امام مہدی سے متعلق روایات صحیحین میں موجود نہیں بلکہ مسلم شریف میں ایسی روایات موجود ہیں جو اگرچہ مبہم ہیں لیکن اصول حدیث کے قاعدے کی بناء پر جب مبہم کو مفسر پر محمول کریں گے تو اس مبہم سے بعینہ وہی مراد ہوگا جو مفسر سے مراد ہے۔ اور آپ اسی رسالے کے باب ششم میں امام مہدیؒ سے متعلق صحیحین کی آٹھ ایسی روایات پڑھ آئے ہیں جو ظہور مہدی پر دلالت کرتی ہیں۔

(۲) کسی بات پر اجماع کے لیے تمام محدثین اور علماء کا الگ الگ قول نقل کرنا ضروری نہیں بلکہ اتنا ہی کافی ہے کہ وہ بات پھیل جائے اور اس پر کسی کا انکار منقول نہ ہو، لہٰذا جب تک اس سلسلے میں شیخین کے انکار کی تصریح نہ دکھا دی جائے اس وقت تک یہی سمجھا جائے گا کہ ان کے نزدیک بھی ظہور مہدی برحق ہے۔

ظہور مہدی پر اجماع سلف صالحین:

پھر دوسری بات یہ بھی ہے کہ شیخین سے پہلے ظہور مہدی پر سلف صالحین اور متقدمین کا اجماع ہو چکا ہے اب اگر متاخرین میں سے کوئی انکار بھی کر دے تو اس سے

کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ اصول ہے کہ متاخرین کا اختلاف، متقدمین کے اتفاق کو ختم نہیں کر سکتا اور عجیب بات یہ ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک اس مسئلہ کا اجماعی ہونا خود علامہ ابن خلدون کو بھی تسلیم ہے چنانچہ وہ تحریر کرتے ہیں:

﴿اعلم ان المشهور بين الكافة من اهل الاسلام على ممرّ الاعصار انه لابد﴾ (مقدمہ ابن خلدون: ص ۳۱۱)

''جان لو! کہ اُس قدر زمانہ گزرنے کے باوجود تمام اہل اسلام کے درمیان یہ بات مشہور ہے کہ امام مہدیؓ کا ظہور ضروری ہے۔''

کیا بخاری ومسلم میں تمام روایات کا ہونا ضروری ہے؟

اسی طرح ''کتاب البرہان فی علامات المہدی آخر الزمان'' ج ۱ ص ۳۱۷ پر احادیث مہدی کے صحیحین میں نہ ہونے کے اعتراض کے مندرجہ ذیل جواب دیئے گئے ہیں۔

(۱) احادیث عقائد کا صرف بخاری اور مسلم میں ہی ہونا شرط نہیں ہے۔

(۲) کسی حدیث کا بخاری اور مسلم میں نہ ہونا امام بخاریؒ ومسلمؒ کے نزدیک اس حدیث کے ضعیف ہونے کی دلیل نہیں ہے امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ سے یہ قول کہیں منقول نہیں کہ انہوں نے اپنی اپنی کتاب میں تمام صحیح احادیث کو بیان کرنے کا التزام کیا ہے جس کی وجہ سے ہم یہ کہہ سکیں کہ جو روایت ان دونوں نے ذکر نہیں کی، وہ ان کے نزدیک ضعیف ہے بلکہ ان سے اس کے برخلاف تصریح اور وضاحت منقول ہے چنانچہ حافظ ابن صلاح اپنی کتاب ''علوم الحدیث'' جو کہ مقدمۂ ابن صلاح کے نام سے مشہور ہے، میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام بخاریؒ اور مسلمؒ نے اپنی اپنی کتاب میں تمام صحیح احادیث کو بیان نہیں کیا اور نہ اس کو اپنے اوپر لازم کیا ہے چنانچہ امام بخاریؒ سے اس سلسلے میں یہ قول منقول ہے کہ میں نے اپنی اس جامع صحیح میں صرف صحیح احادیث کو بیان کیا ہے لیکن طوالت کے خوف سے میں نے بہت سی احادیث صحیحہ کو ترک کر دیا ہے، اسی طرح امام

مسلمؒ فرماتے ہیں کہ ہر وہ روایت جس کی صحت میرے نزدیک ثابت ہوگئی ہو، میں نے اس کو اپنی کتاب میں بیان نہیں کیا البتہ جن احادیث پر محدثین کا اجماع ہے، ان کو ضرور ذکر کیا ہے۔

شیخ یوسف بن عبداللہ کا جواب:

شیخ یوسف بن عبداللہ الوابل اپنی کتاب ''اشراط الساعۃ'' میں ظہور پر مہدی کی روایات کے صحیحین میں نہ ہونے کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> ''یہ دعویٰ کہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے امام مہدیؒ کی شان میں وارد شدہ احادیث کو بیان نہیں کیا (اس لیے امام مہدیؒ کا ظہور نہیں ہوگا) تو ہم کہتے ہیں کہ مکمل احادیث اور سنن صرف بخاری اور مسلم میں جمع نہیں بلکہ بخاری اور مسلم کے علاوہ احادیث کے دیگر مجموعہ جات مثلاً سنن، مسانید اور معاجم وغیرہ میں بھی بہت سی صحیح احادیث موجود ہیں۔''

علامہ ابن کثیرؒ کی تحقیق:

علامہ ابن کثیرؒ اس پر کلام کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> ''امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اس بات کا التزام نہیں کیا کہ وہ ان تمام احادیث کو اپنی اپنی کتاب میں ذکر کریں گے جس کی صحت کا فیصلہ ہو چکا ہے بلکہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے ایسی بہت سی احادیث کو بھی صحیح قرار دیا ہے جن کو انہوں نے اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیا جیسے امام ترمذیؒ وغیرہ امام بخاریؒ سے کسی حدیث کی صحت نقل کرتے ہیں لیکن وہ روایت بخاری میں نہیں ہوتی بلکہ حدیث کی دوسری کتابوں میں ہوتی ہے۔'' (اشراط الساعۃ: ص۲۶۹)

مرتب کتاب البرہان شیخ جاسم کی وضاحت:

اسی طرح شیخ جاسم کتاب البرہان ج ا ص ۴۲۰ پر ''الوجہ الثالث'' کے عنوان کے تحت رقمطراز ہیں:

''امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ بھی احادیث مہدی سے غافل نہیں رہے چنانچہ اس سے متعلق انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''

﴿کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و اما مکم منکم﴾

''تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم میں ابن مریمؑ نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔''

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ شنقیطی کہتے ہیں کہ اگرچہ صحیحین کی اس روایت میں امام کے نام کی تعیین نہیں کی گئی بلکہ یہ حدیث مطلق ہے لیکن اس قسم کی دوسری احادیث میں امام مہدیؒ کے نام کی قید موجود ہے چنانچہ ابن ماجہ، رویانی، ابن خزیمہ، ابوعوانہ، حاکم اور ابونعیم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

﴿خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذکر الدجال وقال فتنفی المدینۃ الخبث کما ینفی الکیر خبث الحدید ویدعی ذلک الیوم "یوم الخلاص" قالت ام شریک فاین العرب یا رسول اللہ یومئذ؟ قال ھم یومئذ قلیل وجلھم ببیت المقدس و امامھم المھدی رجل صالح......الخ﴾

(کتاب البرہان: ج ا ص ۴۲۰)

''ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے دجال کا تذکرہ

کیا اور فرمایا کہ مدینہ منورہ سے گندے لوگ (منافق اور کافر) اس طرح نکل جائیں گے جس طرح بھٹی سے لوہے کا گند (میل اور زنگ) دور ہو جاتا ہے، اور اس دن کو ''یوم الخلاص'' (چھٹکارے اور خلاصی کا دن) کہا جائے گا۔ ام شریک (نامی ایک صحابیہ) نے پوچھا کہ یارسول اللہ! اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا کہ عرب اس وقت تھوڑے ہوں گے اور ان میں سے بھی اکثر بیت المقدس میں ہوں گے اور ان کا امام ''مہدی'' نامی ایک صالح آدمی ہوگا۔''

معلوم ہوا کہ امام مہدیؒ سے متعلق روایات صحیحین میں بھی موجود ہیں جیسا کہ گذشتہ صفحات میں آپ اس کی تفصیل پڑھ آئے ہیں۔

امرِ دوم:

محققین کا کہنا ہے کہ اگر کوئی حدیث مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہو اور اس کے نقل کرنیوالے اتنی کثرت کے ساتھ ہوں کہ ان کو جھوٹا قرار نہ دیا جا سکے تو اس حدیث کو خبر متواتر قرار دیا جا سکتا ہے، اس اصول کو پیش نظر رکھ کر آپ غور فرمائیں! کہ ظہور مہدی کی روایات اس قدر زیادہ سندوں سے مروی ہیں کہ ان کے راویوں میں تین خلفائے راشدین، پانچ امہات المؤمنین اور ان کے علاوہ مزید ۲۹ جلیل القدر صحابہ و صحابیات علیہم الرضوان شامل ہیں، لہٰذا ظہور مہدی کی روایات پر تواتر کا حکم لگانا بے جا نہیں ہے اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ خبر متواتر میں راویوں کا ثقہ اور عادل ہونا شرط نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے کسی روایت پر خبر متواتر کا حکم لگانے کے لیے اس کی تعریف میں چار شرائط ذکر کی ہیں:

عدد کثیر

راویوں کی ایک کثیر تعداد اس کو نقل کرے۔

احالت العادة تواطؤهم وتوافقهم على الكذب

عادۃً ان سب کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

رووا ذلک عن مثلھم من الابتداء الی الانتھاء

شروع سے آخر تک راویوں کی تعداد یکساں ہو۔

و کان مستند انتھاء ھم الحس

سند کی انتہاء کسی امر حسی پر ہو۔ (نیز یہ کہ وہ خبر اپنے سننے والوں کو علم یقینی کا فائدہ دے۔)

ان چاروں شرطوں میں کہیں بھی یہ ذکر نہیں کہ راوی کا عادل اور ثقہ ہونا ضروری ہے اس لیے بھی ظہور مہدی کی روایات قابل قبول ہوں گی کیونکہ وہ تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔

امر سوم:

جن راویوں پر علامہ ابن خلدون نے جرح کی ہے، انہی راویوں کی اکثر جگہ توثیق بھی نقل کی ہے جس کی وجہ سے خود ان کے اقوال باہم متضاد ہو گئے ہیں لہٰذا وہ دلیل کا مدار نہیں بن سکتے، نیز علامہ ابن خلدون نے جو یہ قاعدہ مقرر کیا ہے۔

﴿الجرح مقدم علی التعدیل﴾ (مقدمہ ابن خلدون: ص ۳۱۲)

''جرح، تعدیل پر مقدم ہوا کرتی ہے۔''

یعنی کوئی راوی ایسا ہے کہ بعض علماء نے اس پر تنقید کی ہو اور بعض علماء نے اس کی توثیق کی ہو تو جرح کو تعدیل پر مقدم سمجھا جائے گا۔ اولاً تو یہ قاعدہ خود ہی ظنی ہے۔ ثانیاً اس سلسلے میں اصولیین نے کافی تفصیلی بحث کی ہے۔ ثالثاً یہ کہ مسلمان میں عدالت اصل ہے لہٰذا اسی کو قابل ترجیح قرار دیا جائے گا اور اگر اس پر کسی کی جرح موجود ہو، جس کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو جائے تو پھر اس صورت میں بھی عدالت تو یقینی ہے البتہ جرح میں اختلاف ہے اور قانون یہ ہے کہ:

﴿الیقین لایزول بالشک﴾

''شک کی وجہ سے یقین زائل نہیں ہوتا۔''

اور رابعاً یہ کہ جب کسی راوی پر جرح کی گئی ہو اور اس نقصان کی تلافی تواتر یا

اجماع سے ہو جائے تو اس سے کچھ نقصان نہیں ہوتا اور وہ روایت مقبول قرار پاتی ہے لہٰذا ظہور مہدی کی روایات بھی مقبول ہوں گی۔

کیا ہر جرح مقدم ہوتی ہے؟

ویسے بھی اگر دیکھا جائے تو اگرچہ "الجرح مقدم علی التعدیل" کا قاعدہ اصولِ حدیث میں مسلم ہے لیکن کچھ شرائط کے ساتھ۔ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اپنی مشہور کتاب شرح نخبۃ الفکر میں تحریر فرماتے ہیں:

﴿والجرح مقدم على التعديل واطلق ذلك جماعة ولكن محله ان صدر مبينا من عارف باسبابه لانه ان كان غير مفسر لم يقدح في من ثبتت عدالته وان صدر من غير عارف بالاسباب لم يعتبر به ايضا﴾

(تسہیل شرح نخبۃ الفکر: ص ۹۳،۹۴)

''اور جرح مقدم ہوا کرتی ہے تعدیل پر محدثین کی ایک جماعت نے تو اس قاعدے کو مطلق رکھا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ جرح، تعدیل پر اس وقت مقدم ہو گی جب کہ وہ جرح واضح ہو (مبہم نہ ہو) اور جرح کرنے والا اسبابِ جرح کو جانتا بھی ہو (فنِ جرح و تعدیل میں ماہر ہو) اس لیے کہ اگر جرح واضح نہ ہو (بلکہ مبہم ہو) تو کسی عادل راوی کے بارے میں اس جرح سے کوئی عیب ثابت نہ ہو گا، اسی طرح اگر جرح کرنے والا اسباب جرح کو نہ جانتا ہو، تب بھی وہ جرح معتبر نہیں ہو گی۔''

اس قاعدے کے پیش نظر احادیث مہدی پر جرح مبہم کیونکر قبول ہو سکتی ہے پھر علامہ ابن خلدون کا بھی یہ اخلاقی فریضہ بنتا تھا کہ اگر وہ احادیث مہدی پر محدثانہ انداز سے تنقید کرنے لگے ہیں اور اس سلسلے میں وہ اصولِ حدیث کے قواعد سے بھی استدلال کر

رہے ہیں تو کم از کم قواعد ہی پورے بیان کر دیتے۔ تا کہ پڑھنے والوں کو ان کی جرح کی حیثیت بھی معلوم ہو جاتی۔

امر چہارم:

محدثین کرام نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اگر کوئی ضعیف حدیث مختلف سندوں سے مروی ہو تو وہ باوجود ضعیف ہونے کے مقبول ہوگی، جب متفق علیہ ضعف کی تلافی اس طرح ہو سکتی ہے تو مختلف فیہ کی تلافی بھی ہو سکتی ہے۔ بالخصوص اس وقت جب کہ اسکی کثرت، حد تواتر کو پہنچ چکی ہو۔

امرِ پنجم:

اہل علم نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اگر کوئی مجتہد کسی حدیث سے استدلال کرتا ہے تو گویا وہ پہلے اس حدیث کے صحیح ہونے کا حکم لگاتا ہے، پھر اس سے استدلال کرتا ہے، اس اصول کے پیش نظر جب سلف صالحین اس پیشین گوئی کے معتقد رہے تو انہوں نے اس سلسلے کی وارد شدہ احادیث کو صحیح قرار دے دیا پھر بعد میں سند کے ضعیف ہونے سے اس پر کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔

امرِ ششم:

علامہ ابن خلدون نے اگر چہ روایاتِ ظہور مہدی کے ثبوت کا انکار کیا ہے لیکن بہت سی روایات نقل کرنے کے بعد وہ اس میں جرح کا کوئی پہلو نہ نکال سکے۔ ان میں سے بعض روایات میں تو امام مہدیؓ کا نام صراحۃً موجود ہے مثلاً ص ۳۱۶ پر سلیمان بن عبید کی روایت حاکم کے حوالے سے نقل کر کے حاکم کا یہ قول ذکر کیا ہے:

﴿حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه﴾

(مقدمہ ابن خلدون: ص ۳۱۶)

''اس حدیث کی سند تو صحیح ہے لیکن بخاری اور مسلم نے اس کو نقل کیا

نہیں۔''

اور یہ بات پیچھے بیان ہو چکی کہ کسی روایت کے صحیح ہونے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ ہی نے نقل کیا ہو، لہٰذا سلیمان کی روایت مقبول ہے۔ اگر چہ علامہ ابن خلدون نے یہ کہہ کر اس میں جرح کا پہلو نکالنے کی کوشش کی ہے۔

﴿سليمان بن عبيدلم يخرج له احدمن الستة﴾ (بحوالۂ بالا)

''سلیمان بن عبید سے صلاح ستہ کے کسی مصنف نے روایت نہیں لی۔''

لیکن اہل علم جانتے ہیں کہ کسی رواى کی روایت کے صحاح ستہ میں نہ ہونے سے اس راوی پر جرح نہیں کی جاسکتی اور نہ اس کو مدار جرح بنایا جاسکتا ہے پھر مزید یہ کہ خود علامہ ابن خلدون نے ابن حبانؒ سے ان کا ثقہ ہونا اس طرح نقل کیا ہے۔

﴿لكن ذكره ابن حبان فی الثقات ولم يروان احدا تكلم فيه﴾ (بحوالۂ بالا)

''لیکن ابن حبانؒ نے سلیمان کو ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے اور کسی سے بھی ان کے بارے میں کوئی کلام منقول ہونے کا ذکر نہیں کیا (جو سلیمان کے مجروح ہونے پر دلالت کرتا ہو)''

اسی طرح ص ۳۱۹ پر حاکم کی روایت نقل کر کے حاکم ہی کا یہ قول ذکر کیا:

﴿صحيح على شرط الشيخين﴾ (مقدمہ ابن خلدون ص ۳۱۹)

''بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق یہ روایت صحیح ہے۔''

اگر چہ اس روایت میں بھی علامہ ابن خلدون نے ایک راوی عمار ذہبی میں شیعہ ہونے کا شبہ نکالا ہے لیکن حضرت اہل علم جانتے ہیں کہ حدیث کے صحیح ہونے کا دارومدار راوی کی سچائی اور اس کی قوت حافظہ پر ہے، پھر امام مسلمؒ اعلیٰ درجہ کے نقادفن ہیں، ان کا عمار سے روایت کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس کے شیعہ ہونے کو صحت پر اثر انداز نہیں سمجھتے۔

یہ تفصیل تو بعض ان روایات سے متعلق تھی کہ جن میں امام مہدیؒ کا نام صراحۃً موجود ہے اور بعض روایات ایسی ہیں جن میں امام مہدیؓ کے نام کی صراحت نہیں جیسے ص ۳۱۶ پر حاکم ہی کی روایت عوف کی سند سے نقل کر کے حاکم کا یہ قول ذکر کیا ہے:

﴿هذا صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه﴾

(مقدمہ ابن خلدون: ص ۳۱۶)

''یہ حدیث بخاری ومسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔''

جرح مبہم پر تعدیل مقدم ہوتی ہے:

اسی طرح ص ۳۱۷ پر طبرانی کی روایت نقل کر کے اس پر بھی کوئی جرح نہیں کی البتہ اس پر طبرانی کی اس عبارت سے شبہ ہوتا ہے کہ اس حدیث کو ابو الصدیق سے ایک جماعت نے نقل کیا ہے اور ابو الواصل کے علاوہ ابو الصدیق اور ابو سعید کے درمیان کوئی راوی نہیں جبکہ ابو الواصل کی روایت میں ابو الصدیق اور ابو سعید کے درمیان حسن بن یزید موجود ہے اور اس پر ذہبی نے جرح کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو محدثین کے یہاں ثقہ راوی کی زیادت مقبول ہے اور ثانیاً یہ جرح مبہم ہے اور جرح مبہم پر تعدیل مقدم ہوا کرتی ہے اور پھر تعدیل بھی خود علامہ ابن خلدون نے ابن حبانؒ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

﴿لكن ذكره ابن حبان في الثقات﴾

(مقدمہ ابن خلدون: ص ۳۱۷)

''حسن بن یزید کو ابن حبان نے ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے۔''

اس کی مثال یہ ہے کہ ''حدیث تمر بالرطب'' میں ایک راوی زید بن عیاش کے بارے میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کا یہ قول منقول ہے کہ وہ مجہول ہے لیکن انہوں نے اس

جہالت کی وضاحت نہیں کی، جس کی وجہ سے یہ جرح مبہم قرار پائی اسی لیے محدثین نے اس کو قبول نہیں کیا اور فرمایا:

﴿زید بن عیاش کذا و کذا، فان لم یعرفه ابو حنیفة فقد عرفه غیره﴾

''زید بن عیاش ایسے ایسے راوی ہیں، اگر انہیں امام ابوحنیفہؒ نہ جان سکے تو دوسرے ائمہ تو انہیں جانتے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ جرح مبہم پر تعدیل مقدم ہوا کرتی ہے خواہ جارح کوئی بھی ہو، پھر اس روایت میں بھی علامہ ابن خلدون نے ابوالواصل کی روایت کے متعلق وہی جرح کا پہلو نکالنے کی کوشش کی ہے کہ ان کی روایت اصحاب ستہ نے نہیں لی، اس کا جواب آپ سلیمان بن عبید کے متعلق بیان کردہ تفصیلات میں پڑھ آئے ہیں اور یہ عجیب بات ہے کہ علامہ ابن خلدون اپنے کلام کو خود ہی متضاد بنا دیتے ہیں کہ ایک طرف راوی کی جرح نقل کرتے ہیں اور فوراً ہی اس کی توثیق نقل کرنا شروع کر دیتے ہیں چنانچہ یہاں بھی انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔

﴿وذکره ابن حبان فی الثقات فی الطبقة الثانیة وقال فیه یروی عن انس روی عنه شعبة وعتاب بن بشیر﴾

(مقدمہ ابن خلدون: ص ۳۱۷)

''ابن حبانؒ نے ابوالواصل کو ثقہ راویوں کے دوسرے طبقے میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ابوالواصل، حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے شعبہ اور عتاب بن بشیر روایت کرتے ہیں۔''

جب ابوالواصل کی روایت کو امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہ نے لے لیا ہے تو پھر صحاح ستہ کے مؤلفین کا ان کی روایت کو نہ لانا کوئی قابل ذکر بات نہیں۔

علامہ ابن خلدون کا احادیث مہدی پر تبصرہ:

علامہ ابن خلدون نے مذکورہ بالا روایات اور ان پر جرح وتنقید نقل کرنے کے بعد صحیح مسلم کی دو روایتیں ذکر کی ہیں اور ان کو صحیح بھی تسلیم کیا ہے، نیز آخر میں جا کرانہوں نے احادیث مہدی پر یوں تجزیہ اور تبصرہ کیا ہے:

﴿فهذه جملة الاحاديث التى خرجها الائمة فى شان المهدى وخروجه آخر الزمان وهى. كما رأيت. لم يخلص منها من النقد الا القليل و الاقل منه.﴾

(مقدمہ ابن خلدون: ص۳۲۲)

''یہ وہ تمام احادیث ہیں جو ائمہ حدیث نے امام مہدیؒ اور ان کے آخر زمانے میں ظہور سے متعلق بیان کی ہیں اور ان روایات میں سے۔ جیسا کہ آپ دیکھ ہی چکے ہیں۔ بہت کم جرح وتنقید سے بچ سکی ہیں۔''

یہاں بھی مؤرخ موصوف نے حسب عادت دو متضاد باتوں کو جمع کر دیا ہے کہ ایک طرف ان احادیث صحیحہ کو قلیل بتا رہے ہیں اور دوسری طرف خود ہی ان کی تعداد پانچ چھ سو کہہ رہے ہیں۔ اور اگر بالفرض ان کی بات کو تسلیم کر بھی لیا جائے تب بھی یہ روایات کم از کم خبر واحد کے درجے تک تو پہنچیں گی اور یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ شریعت میں خبر واحد حجت ہے۔ لہٰذا بقول علامہ ابن خلدون کے ان روایات کا قلیل ہونا، کچھ مضر نہیں بالخصوص ایسے امور میں روایات کا قلیل ہونا کچھ بھی مضر نہیں ہوتا جن کا انکار کفر کی حد تک نہ پہنچے البتہ بدعت ضرور ہو اور امام مہدیؒ سے متعلق روایات کا یہی حکم ہے پھر جب ان قلیل روایات کی تائید کرنے والی روایات کثرت سے موجود ہوں تو وہ اور بھی زیادہ قوی ہو کر سب میں حکم پائے جانے کا سبب بن جاتی ہیں۔

مبہم، تفسیر کے وقت مفسر پر محمول ہوتا ہے:

علامہ ابن خلدون نے بعض احادیث کے بارے میں یہ بھی کہا ہے:

﴿لم یقع فیھا ذکر المھدی ولا دلیل یقوم علی انه المراد منھا.﴾ (مقدمہ: ص ۳۱۶)

''اس حدیث میں نہ تو امام مہدیؓ کا نام مذکور ہے اور نہ کوئی ایسی دلیل قائم ہے جو اس مقام پر امام مہدیؓ کے مراد ہونے پر دلالت کرے۔''

سو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی حدیث میں امام مہدیؓ کا نام نہ ہونے سے کچھ ضرر واقع نہیں ہوتا اس لیے کہ بقول علامہ ابن خلدون کے، اس پر کوئی دلیل قائم نہیں، اگر دلیل قائم ہو جائے تو پھر لازمی طور پر اس حدیث سے بھی امام مہدیؓ مراد ہوں گے چنانچہ آپ گذشتہ اوراق میں یہ بات پڑھ آئے ہیں کہ محدثین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کسی روایت کی سند یا متن میں ابہام ہو اور دوسری حدیث میں اس کی تفسیر موجود ہو اور قرائن سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ دونوں حدیثیں متحد ہیں تو اس مبہم سے مراد وہ تفسیر ہی ہوگی اور یہ قاعدہ علامہ ابن خلدون کو بھی تسلیم ہے۔ چنانچہ ص ۳۱۴ پر انہوں نے ابوداؤد کے حوالے سے ایک روایت ذکر کی ہے جس کی سند یوں ہے:

﴿صالح ابی الخلیل عن صاحب له عن ام سلمة﴾

اس سند میں ''صاحب'' کا لفظ مبہم ہے۔ اور دوسری روایت میں یہ سند اس طرح مذکور ہے:

﴿ابی الخلیل عن عبداللّٰہ بن الحارث عن ام سلمة﴾

اور پھر علامہ نے یہ کہا ہے کہ یہاں مبہم سے یہی مفسر مراد ہے۔ جب اس سند میں مبہم کو مفسر پر محمول کیا جا سکتا ہے تو احادیث مہدی میں ایسا کیوں نہیں کیا جا سکتا؟

اگر کوئی صاحبِ عقل آدمی غور وفکر سے کام لے تو وہ روایات کہ جن میں امام مہدیؓ کے نام کی صراحت ہے اور جن میں نہیں ہے، اسناد اور الفاظ کے اعتبار سے اس قدر قریب اور متحد نظر آئیں گے کہ یہ شعر ان پر صادق آئے گا۔

من تو شدم، تو من شدی، من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

اور پھر تمام محدثین کا ان روایات کو ''باب المہدی'' کے تحت ذکر کرنا اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ ان مبہم احادیث سے امام مہدیؓ ہی مراد ہیں اور اگر صرف ان روایات ہی کو لے لیا جائے جن میں صراحۃً امام مہدیؓ کا نام مذکور ہے، وہ بھی کافی ہیں کیونکہ یہ تو ابھی بیان ہوا کہ ایسے امور میں خبر واحد بھی حجت ہے۔

امرِ ہفتم:

بعض منکرین ظہور مہدی نے حدیث **''لامھدی الاعیسی ابن مریم''** سے استدلال کیا ہے کہ مہدی تو صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے بالفاظ دیگر یہ کہ انہوں نے مہدی اور عیسیٰ ایک ہی شخصیت کو قرار دینا چاہا لیکن یہ استدلال درست نہیں اس لیے کہ بقول علامہ ابن خلدون ہی کے یہ روایت ضعیف اور مضطرب ہے اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جو اوصاف بیان کیے گئے ہیں مثلاً آسمان سے نزول وغیرہ، ان میں اور امام مہدیؓ کے اوصاف، مثلاً مدینہ منورہ میں ولادت کا ہونا وغیرہ میں تغایر ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدیؓ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو الگ الگ شخصیتیں ہیں کیونکہ اس حدیث کو اس کے حقیقی معنی پر محمول کرنا متعذر اور مشکل ہے لہٰذا اس کو مجازی معنی پر محمول کیا جائے گا چنانچہ علماء کرام نے اس حدیث کی متعدد توجیہات ذکر کی ہیں۔

فائدہ:

حدیث ''لامھدی الا عیسیٰ ابن مریم'' کی یہ توجیہات حضرت تھانویؒ نے اپنے رسالہ مؤخرۃ الظنون میں تحریر فرمائی ہیں اور یہاں پہنچ کر حضرت تھانویؒ کی علامہ ابن خلدون پر تنقید مکمل ہوئی، کچھ باتوں کو قصداً ترک کر دیا گیا ہے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حدیث مذکور میں دیگر علماء کرام کی توجیہات بھی بیان کر دی جائیں، اور وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) اس حدیث کی توجیہ بیان کرتے ہوئے امام قرطبیؒ تحریر فرماتے ہیں:

﴿ویحتمل ان یکون قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ''ولامھدی الا عیسیٰ'' ای لا مھدی کاملا معصوما الا عیسی﴾ (التذکرہ: ص۷۰۳)

''اور یہ بھی احتمال ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ''ولامھدی الا عیسیٰ'' سے یہ مراد ہو کہ کامل اور معصوم مہدی صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔''

اور یہ بات درست ہے کیونکہ امام مہدیؒ اُمتی ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اور اُمتی معصوم عن الخطأ نہیں ہو سکتا۔

(۲) علامہ سید برزنجیؒ اس حدیث کی توجیہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

﴿لاقول للمھدی الا بمشورۃ عیسی علیہ السلام ان قلنا انہ وزیرہ، اولا مھدی معصوما مطلقا الا عیسی علیہ السلام﴾ (الاشاعہ: ص۲۳۶)

''امام مہدیؒ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشورہ کیے بغیر کوئی کام نہیں کریں گے جبکہ ان کو وزیر مانا جائے یا یہ مراد ہے کہ مہدی معصوم صرف حضرت عیسیٰؑ ہوں گے''

حدیث "لامھدی الاعیسیٰ بن مریم" کی توجیہات

(۱) مہدی، "مھد" سے مشتق ہے جس کے معنی "گود" کے آتے ہیں، اس صورت میں حدیث مذکورہ کا مطلب یہ ہوگا کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے گود میں کلام کرنے والے نبی صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

(۲) بعض علماء نے یہاں "مہدی" کا لغوی معنی مراد ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی جگہ کوئی چیز مطلق ذکر کی جائے اور اس میں کوئی قید نہ ہو تو وہاں اس کا کامل فرد مراد ہوتا ہے، اس صورت میں حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ کامل مہدی (ہدایت یافتہ) تو صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

اس اجمال کی وضاحت یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد کسی بھی نبی کے آنے کی نفی فرمادی اور فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو اس سے عام لوگوں کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہوسکتا تھا کہ شاید اس سے یہ مراد ہو کہ میرے بعد نہ تو کوئی مستقل نبی آئے گا اور نہ تابع ہو کر۔ اس حدیث کو بیان کر کے گویا یہ بتانا مقصود ہے کہ میرے بعد کوئی مستقل نبی نہیں آئے گا۔ ہاں! تابع ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور چونکہ مستقل نبی میں "ہادی" ہونے کی شان نمایاں ہوتی ہے اور تابع میں "مہدی" ہونے کی اس لیے حدیث میں "مہدی" کا لفظ ذکر کردیا۔

(۳) اس حدیث کی تیسری توجیہ بیان کرتے ہوئے حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ یہ توجیہ میں القاء ربانی سے لکھتا ہوں کہ اس قسم کے الفاظ جہاں کہیں استعمال ہوں، اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ یہ دونوں چیزیں آپس میں بہت زیادہ متحد ہیں اور یہ اتحاد کبھی حقیقت کے اعتبار سے ہوتا ہے اور کبھی اس اعتبار سے کہ یہ دونوں چیزیں زمانے کے لحاظ سے قریب قریب ہیں، اس صورت میں حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ مہدیؓ اور عیسیٰؑ زمانے کے اعتبار سے قریب قریب ہوں گے۔

(۳) علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب ''الحاوی للفتاوی'' ج ۲ ص ۱۰۳ پر علامہ ابن کثیرؒ کے حوالے سے اس حدیث کی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ امام مہدیؒ کا وجود برحق ہے اور وہ مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کے لیے مہدی ہونے کی نفی کی جائے۔

(۴) سید برزنجیؒ نے اس حدیث کی ایک اور توجیہ یہ بیان کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی مہدی نہیں ہوگا۔ (الاشاعہ: ص ۲۳۶)

(۵) اس حدیث کی ایک توجیہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عبارت میں مضاف محذوف ہو ''**لا مھدی الا فی زمن عیسیٰ علیہ السلام**'' کہ امام مہدیؒ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوں گے۔

(۶) اس حدیث کی ایک اور توجیہ بیان کرتے ہوئے حضرت تھانویؒ رقمطراز ہیں:

''میرے نزدیک توجیہ حدیث کی یہ ہے کہ یہ ترکیب مستعمل ہوتی ہے کمال تشابہ کے لیے، پس مطلب یہ ہے کہ ان دونوں بزرگوں میں باعتبار صفات کمال کے ایسا تشابہ ہوگا کہ گویا مہدی، عین عیسیٰ علیہ السلام ہیں جیسا کہ کسی کا قول ہے:''

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعدازیں من دیگرم تو دیگری

(احتساب قادیانیت: ج ۴ ص ۱۱۸)

شیخ یوسف بن عبداللہ کی تحقیق وتنقید

علامہ ابن خلدون کے کلام پر حضرت تھانویؒ کی اس تفصیلی تنقید کے بعد کچھ دیگر علماء کرام کے حوالہ جات بھی مطالعہ فرماتے جائیں تاکہ یہ وہم پیدا نہ ہو کہ شاید متقدمین نے علامہ ابن خلدون کے اس طعن کا کوئی نوٹس نہیں لیا چنانچہ اس سلسلے میں شیخ یوسف بن

عبداللہ الوابل اپنی کتاب ''اشراط الساعۃ'' کے ص ۲۶۵ پر ''المنکرون لاحادیث المهدی و الرد علیهم'' (احادیث مہدی کے منکرین اوران کی تردید) کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

''یہ بات افسوسناک ہے کہ اس زمانے میں مصنفین کی ایک جماعت ظاہر ہوئی ہے جوظہور مہدی کی منکر ہے، ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ روایات ظہور مہدی میں تناقض اور بطلان پایا جاتا ہے''
اور ان میں سے بعض حضرات نے مؤرخ ابن خلدون کے امام مہدیؒ کی شان میں کچھ احادیث کوضعیف قرار دینے سے تاثر لیا ہے حالانکہ ابن خلدون فن حدیث کے کوئی ایسے شہسوار نہیں کہ کسی حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے کے لیے ان کے قول کو قبول کیا جائے، اور اگر ابن خلدون کے قول کو قبول کر بھی لیا جائے تب بھی انہوں نے بہت سی احادیث مہدی میں سند کے اعتبار سے طعن کرنے کے بعد یہ تسلیم کیا ہے کہ ''ان تمام احادیث کو ائمہ حدیث نے امام مہدیؒ کے بارے میں نقل کیا ہے نیز یہ کہ آخر زمانے میں ان کا خروج ہوگا لیکن جیسا کہ تم دیکھ ہی چکے ہو کہ ان روایات میں سے بہت کم روایات جرح سے بچ سکی ہیں'' گویا علامہ ابن خلدون کے نزدیک بھی کچھ احادیث جرح سے بچی ہوئی ہیں اور یہ قانون ہے کہ اگر ایک حدیث بھی صحیح ثابت ہو جائے تو وہ امام مہدیؒ کے بارے میں حجت ہونے کے لیے کافی ہے اور یہاں تو کتنی ہی احادیث صحیحہ متواترہ موجود ہیں۔'' (اشراط الساعۃ: ص ۲۶۵)

﴿مرتب کتاب البرہان کی تنقید﴾

کتاب البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان للشیخ علی متقی ہندیؒ کے مرتب شیخ جاسم نے علامہ ابن خلدون کو احادیث مہدی کا منکر قرار دینے کے بجائے ان کو اس سلسلے میں متشکک ومتردد مانا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

﴿وجاء بعد هؤلاء ابن خلدون المؤرخ الشهير وحاول انكار هذه الاحاديث على منهج النقدلدى المحدثين، وان كان قدا خطأ في تطبيق قواعدهم الا انه لم يجزم بالا نكار فهو متردد فيه و يدل عليه كلامه بعد مناقشة الاحاديث حيث قال فهذه جملة الاحاديث......الخ﴾

(کتاب البرہان: ج۱ص۳۶۱)

''اور مجاہد وحسن بصری کے بعد مشہور مؤرخ ابن خلدون آئے جنہوں نے محدثانہ طرز پر احادیث مہدی کا انکار کر دیا اگرچہ وہ محدثین کے مقرر کردہ قواعد کی تطبیق میں غلطی کھا گئے لیکن وہ ان احادیث کا یقینی اور قطعی طور پر انکار نہ کر سکے، بلکہ وہ اس سلسلے میں متردد ہیں جیسا کہ احادیث مہدیؓ پر اعتراضات کرنے کے بعد ان کا کلام اس بات پر دلالت کرتا ہے۔''

لیکن حقیقت یہ ہے کہ علامہ ابن خلدون اس مسئلے میں صرف متشکک نہیں بلکہ وہ ظہور مہدیؓ کے سرے سے ہی منکر ہیں چنانچہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے علامہ ابن خلدون کا نظریہ بیان کرنے کے بعد تحریر فرمایا ہے۔

﴿فمال هذا المؤرخ الى انكار ظهر المهدى رأسا﴾

(التعلیق الصبیح: ج۶ص۱۹۷)

''پس یہ مؤرخ سرے سے ہی ظہور مہدی کے انکار کی طرف مائل ہو گیا۔''

اور خود علامہ ابن خلدون نے جو الفاظ حضرت امام مہدیؒ کے لیے جا بجا استعمال کیے ہیں ان سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ظہور مہدی کو ایک حقیقت قرار نہیں دے رہے چنانچہ انہوں نے جس فصل میں احادیث مہدی پر تنقید کی ہے اس کی ابتداء ہی انہوں نے ان الفاظ سے کی ہے:

﴿الفصل الثانی والخمسون فی امر الفاطمی وما یذهب الیه الناس فی شانه وکشف الغطاء عن ذلک﴾

(مقدمہ ابن خلدون: ص ۳۱۱)

اور جا بجا انہوں نے امام مہدیؒ کے لیے ''فاطمی'' ہی کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ علامہ ابن خلدون کے نزدیک بنو فاطمہ نے اپنی تائید کے لیے اس قسم کی احادیث گھڑی ہیں حالانکہ یہ بات پیچھے گذر چکی ہے کہ احادیث مہدی محدثانہ حیثیت سے تواتر معنوی کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اس لیے اس کے انکار کی گنجائش نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے:

﴿من کذب بالدجال فقد کفر ومن کذب بالمهدی فقد کفر﴾ (فوائد الخبار بحوالہ التعلیق الصبیح: ج ۶ ص ۱۹۶)

''جس نے خروج دجال کی تکذیب کی اس نے کفر کیا اور جس نے ظہور مہدی کا انکار کیا اس نے بھی کفر کیا''

یہاں کفر سے حقیقی کفر مراد نہیں بلکہ اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کے انکار کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے جیسے تارکِ نماز کو نماز چھوڑنے پر کافر کہا جا سکتا ہے۔

﴿شیخ احمد شاکر کی تنقید﴾

شیخ احمد شاکر، علامہ ابن خلدون پر تنقید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

﴿ان ابن خلدون لم یحسن قول المحدثین الجرح مقدم علی التعدیل ولو اطلع علی اقوالهم وفقهها ماقال شیئا مما قال وقدیکون قرأو عرف، ولکنهاارادتضعیف احادیث المهدی بما غلب علیه من الرأی السیا سی فی عصره﴾ (تعلیق احمد شاکر علی مسند احمد: ۵/۱۹۷۔۱۹۸)

''علامہ ابن خلدون محدثین کے اس قول، جرح مقدم ہوتی ہے تعدیل پر'' کو صحیح طرح سمجھ نہیں سکے، اگر وہ اس سلسلے میں محدثین کے قوال پر مطلع ہوکر انہیں سمجھتے تو وہ کبھی ایسی بات نہ کہتے جو انہوں نے کہہ دی ہے، لیکن اصل میں ان کا ارادہ ہی احادیث مہدی کو ضعیف قرار دینے کا تھا جس کی بنیادی وجہ ان کے زمانے میں سیاسی رائے کا اس انکار میں غالب ہونا تھا، اگرچہ انہوں نے احادیث مہدی کو پڑھ اور سمجھ رکھا تھا۔''

اس کے بعد شیخ احمد شاکر نے وضاحت کی ہے کہ علامہ ابن خلدون نے احادیث مہدی پر جو محدثانہ تنقید کی ہے اس میں ان سے اسماء الرجال اور نقل علل کے سلسلے میں بہت سی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں لہٰذا علامہ ابن خلدون کی تنقید کا کوئی اعتبار نہیں۔

مولانا مودودی کا نظریہ مہدویت

مولانا مودودی کو بعض حضرات نے منکرین ظہور مہدی میں شمار کیا ہے ان کے نظریات کا تجزیہ اوراس پر مفصل تبصرہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اپنی مشہور کتاب ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' کے ص ۱۵۹ پرتحریر فرمایا ہے اس کو بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔

''لیکن مولانا کے نزدیک اسلام ایک سیاسی تحریک کا نام ہے (لادین الالسیاسة) اس لیے کہ وہ کسی بڑی سے بڑی عبادت کواس وقت تک کوئی اہمیت نہیں دیتے جب تک کہ وہ سیاسی تحریک کے لیے مفید نہ ہواس لیے وہ بات بات پر عبادات کا مذاق اڑاتے ہیں۔

''تجدید واحیائے دین'' میں ''امام مہدی'' کے بارے میں فرماتے ہیں ''مسلمانوں میں جولوگ ''الامام المہدی'' کے قائل ہیں وہ بھی ان متجددین سے جواس کے قائل نہیں، اپنی غلط فہمیوں میں کچھ پیچھے نہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ امام مہدی کوئی اگلے وقتوں کے مولویانہ وصوفیانہ وضع قطع کے آدمی ہوں گے، تسبیح ہاتھ میں لیے یکا یک کسی مدرسے یا خانقاہ کے حجرے سے برآمد ہوں گے، آتے ہی ''انا المہدی'' کا اعلان کریں گے، علماءاور مشائخ کتابیں لیے پہنچ جائیں گےاور لکھی ہوئی علامتوں سے ان کے جسم کی ساخت وغیرہ کا مقابلہ کر کے انہیں شناخت کرلیں گے، پھر بیعت ہوگی اور اعلانِ جہاد کر دیا جائے گا، چلے کھینچے ہوئے درویش اور پرانے طرز کے بقیة السلف ان کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے، تلوار تو محض شرط پوری کرنے کے لیے برائے نام چلانی پڑے گی، اصل میں سارا کام برکت اور روحانی تصرف سے ہوگا، پھونکوں اور وظیفوں کے زور سے میدان جیتے جائیں گے، جس کافر پرنظر ماردیں گے تڑپ کر بیہوش ہوجائے گا اور محض بددعا کی تاثیر سے ٹینکوں

اور ہوائی جہازوں میں کیڑے پڑ جائیں گے۔'' (ص ۵۵ طبع ششم مارچ ۱۹۵۵ء)

میں کسی طرح یقین نہیں کر پاتا کہ ایسی سوقیانہ افسانہ طرازی کسی عالم دین کے قلم سے بھی نکل سکتی ہے مگر مولانا کو اہل اللہ کی شکل وصورت سے جو نفرت ہے اور ان کے اعمال و اشغال سے جو بغض و عداوت ہے اس نے انہیں ایسے غیر سنجیدہ مذاق پر مجبور کر دیا ہے۔ کس احمق نے ان سے کہا ہے کہ ''اصل میں سارا کام برکت اور تصرف سے ہوگا؟'' لیکن کیا مولانا کہہ سکتے ہیں کہ سارا کام بغیر برکت اور تصرف کے ہو جائے گا۔ جس طرح انہوں نے ''الامام المہدی'' کی وضع قطع اور ان کی برکت وتصرف کا مذاق اڑایا ہے کیا یہی طرزِ فکر کوئی شخص۔ نعوذ باللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اختیار کرے اور اسی طرح معاذ اللہ آپ کی وضع قطع اور آپ کی برکت وتصرف کا مذاق اڑانے لگے تو مولانا مودودی اسے کیا جواب دیں گے؟ کیا مولانا انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء اللہ کی کرامت کے بھی منکر ہیں؟

جنگ بدر کا جو میدان لشکر جرار کے مقابلے میں دو گھوڑوں آٹھ تلواروں اور تین سو تیرہ جانبازوں کے ذریعے جیتا گیا تھا کیا وہ برکت وتصرف کے بغیر ہی جیت لیا گیا تھا؟ ''العریش'' میں خدا کا پیغمبر **فداہ ابی وامی و روحی وجسدی** صلی اللہ علیہ وسلم...... جو ساری رات بلبلاتا رہا اور اس نے بے خودی اور ناز کی کیفیت میں خدا تعالیٰ کی بارگاہ صمدیت میں یہ تک کہہ دیا تھا:

﴿اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ فلن تعبد بعد الیوم﴾

''اے اللہ! اگر یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہوگئی تو آج کے بعد تیری عبادت نہیں ہوگی۔''

کیا خدا کی نصرت اس ''برکت اور تصرف'' کے بغیر نازل ہوگئی تھی؟ اور ''شاہت الوجوہ'' کہہ کر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کنکریوں کی مٹھی پھینکی تھی جس کو قرآن کریم نے

﴿وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمی﴾

''وہ مٹھی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھینکی تھی تو دراصل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھی۔''

فرمایا ہے، کیا مولانا کے نزدیک یہ برکت وتصرف نہیں تھا؟ اگر مولانا ''الامام المہدی'' کی برکت وتصرف کا مذاق اڑاتے ہیں تو کیا کوئی دوسرا ملحد ذرا آگے بڑھ کر ''یوم الفرقان'' (جنگ بدر کا دن جسے قرآن کریم نے فیصلے کا دن فرمایا ہے) کو اسی طرح افسانہ طرازی قرار دے کر اس کا مذاق نہیں اڑا سکتا؟ صد حیف! دین اور اہل دین کا اس سوقیانہ انداز میں مذاق اڑانے والے ''مفکر اسلام'' بنے بیٹھے ہیں۔

ع تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو!

اب ذرا ''الامام مہدی'' کے بارے میں مولانا کی رائے بھی سن لیجئے! ارشاد ہوتا ہے ''میرا اندازہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانے میں بالکل ''جدید ترین طرز کا لیڈر'' ہو گا، وقت کے تمام علوم جدیدہ پر اس کو مجتہدانہ بصیرت حاصل ہو گی، زندگی کے سارے مسائل مہمہ کو وہ خوب سمجھتا ہو گا، عقلی وذہنی ریاست، سیاسی تدبر اور جنگی مہارت کے اعتبار سے وہ تمام دنیا پر اپنا سکہ جما دے گا اور اپنے عہد کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ثابت ہو گا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی جدتوں کے خلاف مولوی اور صوفی صاحبان ہی سب سے پہلے شورش برپا کریں گے۔''

یہاں اس امر سے بحث نہیں کہ ایک منصوص چیز جو ابھی پردۂ مستقبل میں ہے اس کے بارے میں مولانا کو اپنی اٹکل اور انداز سے پیشگوئی کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ کیا وہ ''الامام المہدی'' کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودات کو کافی نہیں سمجھتے؟ اور یہ کہ مستقبل کے بارے میں کوئی پیشگوئی یا تو کشف والہام سے کی جاتی ہے یا فراست صحیحہ سے یا کچھ لوگ علم نجوم کے ذریعے الٹی سیدھی ہانکتے ہیں، مولانا

نے ''الامام المہدی'' کے بارے میں جو اندازہ لگایا ہے اس کی بنیاد آخر کس چیز پر ہے؟ اور میں مولانا کے اس اندیشے کے بارے میں بحث نہیں کرتا کہ امام مہدی کی جدتوں کے خلاف غریب مولوی اور صوفی صاحبان ہی سب سے پہلے کیوں شورش برپا کریں گے۔ کیا مولانا کے خیال میں ''الامام المہدی'' کی یہ جدتیں دین کے مسائل میں ہوں گی یا دنیا کے انتظام میں؟ اگر دین کے مسائل میں ہوں گی تو وہ مجدد ہوں گے یا خود مولانا کی اصطلاح کے مطابق متجدد؟ اور اگر مولانا کی مفروضہ جدتیں دنیا کے انتظامی امور میں ہوں گی تو مولانا کو کیسے اندیشہ ہوا کہ غریب مولوی اور صوفی اس کی مخالفت کریں گے؟

ان تمام امور سے قطع نظر جو بات میں مولانا سے یہاں دریافت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بقول ان کے ''الامام المہدی'' کو برکت وتصرف کی تو ضرورت نہ ہوگی، نہ وہاں تسبیح وسجادہ کا گزر ہوگا، نہ ذکر وتہلیل کا قصہ چلے گا بلکہ بقول مولانا کے ''الامام المہدی ایک ماڈرن قسم کے لیڈر ہوں گے، علوم جدیدہ میں ان کو مجتہدانہ بصیرت ہوگی، زندگی کے مسائل مہمہ کو خوب خوب سمجھتے ہوں گے، سیاست وریاست اور جنگی تدبیروں میں ان کی دھوم مچے گی اس طرح وہ ساری دنیا پر اپنا سکہ جما دیں گے۔

سوال یہ ہے کہ مولانا کی ذات گرامی میں آخر کس چیز کی کمی ہے؟ یہ ساری باتیں جو مولانا نے ''الامام المہدی'' کے لیے لکھی ہیں ایک ایک کر کے ماشاءاللہ خود مولانا میں بھی پائی جاتی ہیں، وہ خدا کے فضل سے جدید ترین طرز کے لیڈر بھی ہیں، تمام علوم جدیدہ میں ان کو مجتہدانہ بصیرت بھی حاصل ہے، زندگی کے سارے مسائل مہمہ پر نہ صرف ان کی نظر ہے بلکہ ایک ایک مسئلہ پر ان کے قلم نے لکھ لکھ کر کاغذوں کا ڈھیر لگا دیا ہے اور سیاسی تدبر کی ساری باتیں بھی انہوں نے ذہن سے کاغذ پر منتقل کر دی ہیں۔ آخر کیا بات ہے کہ الامام المہدی کے بارے میں ذکر کردہ ساری صفات کے ساتھ متصف ہونے کے باوجود ان کی تحریک، کاغذی گھوڑے دوڑانے سے آگے نہیں بڑھ سکی؟

اور ساری دنیا پر کیا، نصف صدی کی لگاتار خامہ فرسائی کے نتیجے میں ایک پاکستان پر بھی ان کا سکہ نہ جم سکا اور پاکستان کیا، ایک چھوٹی سی بستی میں (بلکہ اپنے منصورہ میں) بھی وہ آج تک حکومت الٰہیہ قائم نہیں کر سکے۔

آخر ''الامام المہدی'' بقول مولانا کے کوئی مافوق الفطرت ہستی تو نہیں ہوں گے، اب اگر برکت و تصرف، ذکر و دعاء، تسبیح و مصلی اور حق تعالیٰ سے مانگنا اور لینا یہ ساری صفات ان کی زندگی سے خارج کر دی جائیں تو آخر وہ اپنی جدتوں کے کرشمے سے ساری دنیا پر اپنا سکہ جما دیں گے؟ کیا مولانا نے مستقبل کے بارے میں اٹکل پچو تخمینے لگاتے وقت اس سوال پر بھی غور فرمایا ہے؟ دراصل مولانا کو ''الامام المہدی'' کی آڑ میں اہل اللہ کی وضع قطع، خانقاہ و مدرسہ، برکت اور روحانی تصرف کا مذاق اڑانا تھا، اور بس۔ ورنہ مولانا اپنی قیاس آرائی کی عقلی و منطقی توجیہ سے شاید خود بھی قاصر ہیں کاش! جب مولانا ''الامام المہدی'' کی آڑ میں محض اپنے اندازوں اور قیاسوں کی بناء پر شعائر دین کا مذاق اڑا رہے تھے، کوئی شخص ان کے کان میں شیخ سعدیؒ کا یہ شعر کہہ دیتا۔ ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

﴿علامہ اقبال کا نظریۂ مہدویت﴾

منکرین ظہور مہدی میں علامہ اقبال کا نام بھی آتا ہے جیسا کہ اس پر اقبال کا وہ شعر دلالت کرتا ہے جس میں وہ کہتے ہیں۔

مینار دل پہ اپنے خدا کا نزول دیکھ
اب انتظار مہدی و عیسیٰ بھی چھوڑ دے

اقبال کے اس شعر کا اگر چہ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ امام مہدیؓ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول وظہور کا انتظار کیے بغیر اعمالِ صالحہ کی فکر میں لگو اور اپنی آخرت کی تیاری کرو۔ مہدیؓ و عیسیٰؑ اپنے وقت موعود پر آجائیں گے لیکن اس مطلب کی نفی خود علامہ اقبال کے خطوط اور مضامین کر دیتے ہیں اور یوں یہ شعر ظہور مہدیؓ و نزول مسیحؑ کے انکار کا صاف اور واضح مظہر بن جاتا ہے۔

علامہ اقبال اگر چہ کوئی باضابطہ اور باقاعدہ عالم نہیں جن کے نظریے کی تجزیہ نگاری کی جائے لیکن چونکہ انہیں عوامی حلقوں اور تعلیمی طبقوں میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے جس کی وجہ سے ان کی بات کو اہمیت دی جاتی ہے اس لیے ان کے اس نظریہ کا تجزیہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ زیر نظر تجزیہ کراچی سے شائع ہونے والی کتاب ''انتظار مہدی و مسیح'' کی روشنی میں کیا جا رہا ہے۔ ہمیں براہ راست علامہ اقبال (نیز مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا عبید اللہ سندھی) کی کتابوں کو دیکھنے کا موقع نہیں ملا چنانچہ کتاب مذکور کے ص ۱۱ پر مفتی محمد طاہر مکی کی یہ تحریر درج ہے:

''مصور پاکستان، مفکر اسلام ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے جب قادیانی افکار کا احتساب شروع کیا تو مہدی و مسیح کی آمد کے متعلق روایات

پر بھی انہیں توجہ مبذول کرنی پڑی، بالآخر گہرے مطالعہ کے بعد انہیں احساس ہوا کہ یہ روایات نہ صرف عقیدہ بننے کے قابل نہیں ہیں بلکہ بقول ان کے یہ یہودی و مجوسی اثرات کے تحت وضع کی گئی ہیں۔

چودہری محمد احسن صاحب نے (جن کے بھائی احمدیوں کی لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے تھے اور چودھری صاحب کو بھی اس میں شامل کرنا چاہتے تھے) اس بارے میں علامہ اقبال سے رہنمائی چاہی تو اس کے جواب میں علامہ نے تحریر فرمایا:

''ہاں یہ ٹھیک ہے کہ آپ کو کسی عالم سے یہ سوالات کرنے چاہئیں جو آپ نے مجھ سے کیے ہیں، میں زیادہ سے زیادہ آپ کو صرف اپنا عقیدہ بتا سکتا ہوں اور بس۔

میرے نزدیک مہدی، مسیحیت اور مجددیت کے متعلق جو احادیث ہیں وہ ایرانی اور عجمی تخیلات کا نتیجہ ہیں۔ عربی تخیلات اور قرآن کی صحیح اسپرٹ سے ان کو کوئی سروکار نہیں۔''

(اقبال نامہ حصہ دوم خط ۷۸ ص ۲۳۱)

یہی بات علامہ نے اپنے خطبات ''تشکیل جدید الہیات اسلامیہ'' کے پانچویں خطبہ کے آخر میں کہی ہے۔

(ص ۲۲۱۔۲۲۲ شائع کردہ بزم اقبال کلب، روڈ لاہور)

اسی نقطۂ نظر کا اظہار کرتے ہوئے قادیانی تحریک کے خلاف اپنی انگریزی کتاب Traitors Islam E Qadianism کے صفحہ ۳۴۔۳۵ (جس کے ناشر آغا شورش کاشمیری مکتبہ چٹان لاہور

ہیں) پر لکھتے ہیں ...... الخ'' (انتظار مہدی و مسیح: ص ۱۱۔۱۲)

نوٹ: علامہ اقبال کی مکمل تحریر اور اس کا اردو ترجمہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کیجئے۔

Of the two forms which the modern revival of Pre-Islamic Magianism has assumed, Bahaism appears to to me to be more honest then Qadianism, for, former openly departs from Islam, whearas the latter apparently retains some of the more important externals of Islam with an Its inwardness wholly inimical to the spirit and aspiration of Islam.

Its ideas of a jealous God with an inexhaustible store of earthquahes and plagues for its opponents; its conception of the prophet as a soothsayer; its ideas of continuity of the spirits of Massiah, are so absolutely Jewish that the movement can easily be regarded as a return to early Judaism.

The idea of the continuity of the spirit of Massiah belongs more to Jawish mysticism than to positive Judaism. Professor Buber who has given an account of the movement initiated by the Polish Massiah. Baalshem tells us that it was thought that the spirit of the Messiah descended upon the earth through the prophets and even through a long line of holy men stretching into the present time the Zaddiks (Sadiqs) .

Heretical movements in Muslims Iran under the

pressure of Pre-Islamic Magian ideas invented the words buruz, Hulul, Zill to cover this idea of a perpetual reincarnation. It was necessary to invent new expressions for a Magian idea in order to make it less shocking to Muslim conscience. Even the phrase promised Massiah is not a product of Muslim religious consciousness.

It is a bastard expression and has its origin in the Pre-Islamic Magian out look. We do not it early Islamic religious and historical literature. This remarkable fact is revealed by professor Wen-Sinck's Concordance of the Traditions of the Holy Prophet, which covers no less than 11 collections of the traditions and 3 of the carlicst historical docoments of Islam.

One can very well understand the reasons why early Muslims ever used this expression. The expression did not appeal to them probably because they thought that it implied a false conception of the historical process.

The Magian mind regarded time as a circular movement, the glory of elucidation the true nature of the historical process as a perpetualty creative movement was reserued for the great Muslim thinker and historical Ibn Khaaldun. Page No. 34-35

دو نئے فرقوں میں سے جو کہ اسلام سے قبل مجوسیت کے جدید احیاء کو قبول کر

چکے ہیں، بہا ازم اور قادیانیت ہیں۔

مجھے قادیانیوں سے زیادہ دیانت دار بہا ازم کے لوگ دکھائی دیتے ہیں کیونکہ پہلے فرقے نے تو واضح طور پر اسلام سے رخ پھیر لیا ہے جبکہ دوسرا فرقہ ظاہری طور پر تو اسلام کے اہم ظاہری اعمال کو اختیار کرتا ہے اور باطنی طور پر اسلامی جذبات اور روح کے مکمل مخالف ہے۔

اس فرقے کے نظریات، جیسا کہ یہ نظریہ کہ حاسد خدا ہے جس کے پاس اپنے مخالفین کے لیے زلزلوں اور وباؤں کے لامتناہی خزانے ہیں، وہ نبی کو نجومی خیال کرتے ہیں، اور مسیح کی روح کے تسلسل کا نظریہ، مکمل طور پر یہودیوں جیسے عقائد ہیں اور اب یہ کہنا آسان ہے کہ یہ لوگ یہودیت کی ابتداء کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

مسیح کی روح کے تسلسل کا نظریہ مثبت یہودیت کی نسبت یہودی صوفی ازم سے زیادہ تعلق رکھتا ہے، پروفیسر ببر جس نے پالش مسیح بالشم کی شروع کردہ تحریک کی وجہ بتلائی ہے وہ ہمیں بتاتا ہے کہ یہ تصور کیا گیا ہے کہ مسیح کی روح انبیاء (علیہم السلام) کے ذریعے زمین پر نازل ہوئی (اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے) یہاں تک کہ اس وقت پاک آدمیوں کی ایک بڑی تعداد اس کو پھیلا رہی ہے جس کو ''صدیق'' کہتے ہیں۔

خارجی تحریکیں جو کہ ایران کے مسلمانوں میں اسلام سے قبل مجوسی نظریات کے دباؤ کے تحت چلیں انہوں نے بروزی، حلولی اور ظلی جیسے الفاظ وضع کیے تاکہ اس دائمی تولید کے نظریے پر پورا اتر سکیں۔

یہ بہت ضروری تھا کہ مجوسی تصورات کے لیے جدید خیالات کو وضع کیا جائے تاکہ یہ مسلمانوں کے ضمیر کو زیادہ نقصان نہ پہنچائیں (بتدریج مسلمانوں میں ان خیالات کو رائج کیا جائے) یہاں تک کہ یہ جملہ بھی کہا گیا کہ مسیح اسلامی مذہبی شعور کی پیداوار نہیں۔ یہ ایک غلط اظہار ہے جس کی ابتداء اسلام سے قبل مجوسی نظریہ میں ہوئی۔

ہم اس کو ابتدائی اسلامی مذہبی اور تاریخی ادب میں نہیں پاتے، یہ قابل غور

حقیقت پروفیسر ولسنگ کی حضور ﷺ کی روایات کی ہم آہنگی سے ظاہر ہوئی جو تقریباً ۱۱ روایات کے مجموعے اور ۳ ابتدائی اسلامی تاریخی دستاویزات کے مجموعے پر مشتمل ہے۔ ہر آدمی ان وجوہات کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ ابتدائی مسلمانوں نے ان خیالات کو کیوں استعمال نہیں کیا۔

یہ تصور ان کو زیادہ متاثر نہیں کرتا کیونکہ شاید انہوں نے یہ سوچا ہو کہ یہ نظریہ تاریخی عمل کے جھوٹے تصور کی طرف دلالت کرتا ہے، مجوسی ذہن نے وقت کو ''گردش کرنے والی تحریک'' کی طرح دیکھا، تفسیر کی عظمت، تاریخی عمل کی حقیقی فطرت بحیثیت دائمی تخلیقی تحریک کے عظیم مسلمان مفکر اور تاریخ دان ابن خلدون کے ساتھ مختص کر دیا گیا۔''

یہ مسلمہ اصول اور طے شدہ بات ہے کہ جب انسان کسی چیز میں افراط و تفریط کا شکار ہو جائے اور غلو کی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو وہ اس میں بلا وجہ شدت اختیار کر لیتا ہے چنانچہ اس زمانے کے متجددین بھی جب رد قادیانیت کی طرف متوجہ ہوئے تو مرزا غلام احمد قادیانی لعنۃ اللہ علیہ کے اس عقیدے کہ میں ہی مسیح ابن مریم ہوں کی تردید کرتے کرتے اپنے ہی عقیدے سے دستبردار ہو گئے اور یوں نزول مسیح کا جو عقیدہ قرآن وسنت سے ثابت اور اہل سنت والجماعت کے عقائد کا حصہ تھا۔ اس کے منکر ہو گئے۔

بالکل یہی حال ظہور مہدی کی روایات کی ساتھ ہوا حتیٰ کہ ان روایات کو ایرانی اور عجمی تخیلات کا نتیجہ قرار دیا گیا، غالباً ان کی رسائی اس موضوع پر پہلے سے موجود کتب تک نہ ہو سکی اور وہ ان علماء کی رائے سے آگاہ نہ ہو سکے۔ جنہوں نے ظہور مہدی پر باقاعدہ کتب اور رسائل تصنیف فرمائے ان میں ملا علی قاریؒ سے لیکر مولانا بدر عالم مہاجر مدنیؒ، علامہ سیوطیؒ سے لیکر حضرت تھانویؒ تک اور قاضی شوکانیؒ سے لیکر شیخ علی متقی ہندیؒ تک کے متبحر علماء آپ کو مل جائیں گے جنہوں نے اپنی ساری زندگیاں علوم نبوت کیلئے وقف رکھیں، انہوں نے تو کبھی یہ نہیں کہا کہ ظہور مہدی کی روایات کو عربی تخیلات اور قرآن کی صحیح اسپرٹ سے کوئی سروکار نہیں۔

کیا یہی وہ گہرا مطالعہ ہے۔ جس کے حاصل ہونے کے بعد تواتر معنوی کی حد تک پہنچی ہوئی احادیث کا صاف اور صریح انداز میں انکار کر دیا جائے اور وہ احادیث بھی صرف ایک دو صحابہؓ سے نہیں، تقریباً ۲۷ صحابہؓ و صحابیاتؓ سے مروی اور ان روایات کو نقل کرنے والے محدثین بھی بخاری و مسلم اور ترمذی وابوداؤد جیسے نقادفن ہوں، ایک طرف تو انکار اور عدم اعتماد کا یہ حال ہے اور دوسری طرف انہی حضرات کی روایات سے استدلال کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ ظہور مہدی ونزول عیسیٰ کا انکار علامہ نے محض اس بنیاد پر کیا ہے کہ ان کا مقصود قادیانیت کی تردید تھی جب ہی تو انہوں نے قادیانی ازم اور بہا ازم میں سے بہا ازم کو اپنے نزدیک زیادہ دیانت دار قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ''مسیح کی روح کے تسلسل کا نظریہ مکمل طور پر یہودیوں جیسے عقائد ہیں اور اب یہ کہنا آسان ہے کہ یہ لوگ یہودیت کی ابتداء کی طرف لوٹ رہے ہیں''۔ یہ الفاظ جس قدر سخت اور اسلام کی روح کے منافی ہیں، قارئین کرام اس کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ نزول مسیح وظہور مہدی وغیرہ عقائد یہودیوں کے ہیں اور چودہ سو سال کے اسلاف علماء کرام یہودی اور اسلامی عقائد میں امتیاز نہ کر سکے اور ان عقائد کو اپنا کر یہودیت کی طرف لوٹ رہے ہیں۔

اس پر مستزاد علامہ کا یہ فرمانا ہے کہ ''ہم اسے ابتدائی اسلامی مذہبی اور تاریخی ادب میں نہیں پاتے''۔ شاید اس کی وجہ علامہ اقبال کا علامہ ابن خلدون سے حد سے زیادہ متاثر ہونا ہے نیز یہ کہ وہ فن تاریخ میں صرف ابن خلدون کی بات پر اعتماد کرتے ہیں ورنہ دیگر مؤرخین مثلاً علامہ ابن کثیرؒ وغیرہ نے تو نزول مسیح اور ظہور مہدی کو باحوالہ ثابت کیا ہے جس سے نزول مسیح وظہور مہدی کی روایات کے تواتر معنوی پر روشنی پڑتی ہے اور بقول شارح عقیدہ سفارینی کے علماء اسلام اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ کا نظریۂ مہدویت

جیسا کہ دلائل و براہین اور اکابرین سلف صالحین کے اقوال و نظریات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی آمد اور ان کا ظہور اور حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول اہل سنت و الجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے اور اس نظریۂ فکر کی بنیاد محض مفروضوں اور قیاس و اجتہادات پر مبنی نہیں بلکہ اس سلسلے میں انتہائی مضبوط، واضح اور معتبر روایات موجود ہیں جنہیں یکلخت غلط قرار دینا یا مشکوک قرار دے کر قابلِ تردید ٹھہرانا کسی بھی طرح قرین انصاف نہیں۔

اس مسئلے کے تنقیدی پہلو کے طور پر ماضی قریب کی دو اہم شخصیات کے نظریات بارے میں مختصراً عرض کرنا ضروری ہے تاکہ اذہان خلجان سے نجات پا سکیں۔

مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم کی جانب منسوب تحریرات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عقیدۂ ظہور مہدی رضی اللہ عنہ و نزول مسیح علیہ السلام، یہود و نصاریٰ کی فکری سوچ کا ثمرہ ہے جو مسلمانوں میں در آیا ہے اس لئے اسے ماننے کی چنداں ضرورت نہیں اور یوں ماضی کے عظیم فکری اور علمی ورثے کو حرفِ غلط کی طرح مٹا ڈالا۔

سب سے پہلے تو یہ بات مدنظر رہے کہ راقم الحروف کی یہ مجال کیا حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہیں کہ ان حضرات کی تردید یا تنقید کی جائے بلکہ صرف اور صرف احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے طور پر مسئلہ کی وضاحت کرنا مقصود ہے۔

جہاں تک تعلق حضرت سندھیؒ سے منسوب عبارات و نظریات کا ہے تو اس بارے میں ہم حضرت سواتی صاحب مدظلہ کی تصنیف لطیف ''مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے علوم و افکار'' سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے ذہن کو بالکل مطمئن اور دل کو پرسکون پاتے ہیں اس لئے کہ جو شخص ولی کامل حضرت گنگوہیؒ اور شیخ الہندؒ جیسے اکابرین کا تلمیذ رشید ہو، اس کی

جانب جملہ اکابر اہل سنت سے ہٹے ہوئے نظریات کی نسبت بہت عجیب محسوس ہوتی ہے۔

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی صاحب مدظلہٗ کی پر مغز اور مدلل تحریر سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ مولانا سندھیؒ کے اکثر علوم وافکار املائی ہیں یعنی حضرت کے شاگردوں نے سن سن کر جمع کئے ہیں، اب معلوم نہیں کہ اس میں حضرت کے مضامین کون سے ہیں اور لکھنے والوں کی ذہنی ایجاد واختراع کہاں تک شامل ہے۔

اس لئے ہم بھی خود کو بدگمانی سے بچاتے ہوئے اس بات پر یقین کرتے ہیں کہ اس مسئلے میں مولانا سندھیؒ کی طرف منسوب نظریات درست نہیں بلکہ حضرت کی جانب ان کی نسبت غلط ہے اور اب اس مسئلے کی وضاحت اور حضرت کی جانب منسوب تمام غلط نظریات وافکار کی جانچ پڑتال کر کے کھرے اور کھوٹے کو الگ کرنا حضرت سندھیؒ کے علمی وفکری وارثوں کا کام ہے۔

تاہم یہ سوال پھر بھی حل طلب رہ جاتا ہے کہ اگر مولانا سندھی کی تقاریر و تصانیف کو املائی مان لیا جائے اور یہ کہ لکھنے والوں نے مولانا سندھیؒ کی طرف وہ باتیں منسوب کردیں جو ان کا عقیدہ نہ تھیں تو پھر اس سے مولانا سندھیؒ کے تمام علوم وافکار مشتبہ ہوکر رہ جاتے ہیں اس لئے کہ جب یہ ہی معلوم نہ ہو کہ کون سی بات حضرت سندھیؒ کی ہے اور کون سی لکھنے والوں نے اپنی طرف سے شامل کردی ہے تو اس کے متعلق یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ یہ حضرت سندھیؒ ہی کا مضمون ہے یا کسی اور کا؟

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مولانا سندھیؒ گو کہ حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت گنگوہیؒ کے شاگرد ہیں لیکن ان کے بارے میں دو متضاد نظریات کے حامل لوگ موجود ہیں چنانچہ ایک گروہ تو مولانا سندھیؒ کی شان میں انتہائی گستاخی کرتا ہے اور ان پر طرح طرح کے القاب دھرتا ہے اور اس گروہ کی طرف سے مولانا سندھیؒ کی تردید میں باقاعدہ رسالے شائع کئے گئے اور ایک گروہ مولانا سندھیؒ کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہوئے ان کی ہر بات ماننے کے لئے تیار رہتا ہے اس لئے مولانا سندھیؒ کے متعلق کوئی بے لاگ فیصلہ اور تجزیہ کرنا مشکل ہے تاہم مولانا سندھیؒ کی ان اکابرین سے نسبت ہمیں

ان کے ساتھ حسن ظن رکھنے کی تلقین کرتی ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

مولانا ابوالکلام آزاد کا نظریہ مہدویت

مولانا ابوالکلام آزاد کی ادیبانہ موشگافیوں، سلاست بیانی اور رواں طرز تحریر کا ہر شخص معتقد نظر آتا ہے اور اس بات کا وسعت قلبی کے ساتھ اعتراف بھی کرنا چاہئے کہ مولانا کو اللہ تعالیٰ نے طرز تحریر اور اسلوب نگارش کی بعض ایسی خصوصیات سے نوازا تھا جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتی ہے اور یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ مولانا آزاد کی علمی حیثیت اور اعتبار سے بڑھ کر ان کی سیاسی، صحافتی، ادبی اور خطیبانہ حیثیت زیادہ مسلم و معتبر ہے اور برصغیر کے تاریخ نگاروں نے بھی مولانا آزاد مرحوم کی صحافیانہ، مدبرانہ اور قائدانہ صلاحیتوں کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے لیکن علمی سطح پر سوائے چند جدت پسند حضرات کے کسی نے بھی انہیں حضرت شیخ الہندؒ، حضرت تھانویؒ اور حضرت کاشمیریؒ تو بہت دور کی بات، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے برابر بھی قرار نہیں دیا۔

اب ایسی صورت میں مولانا آزاد مرحوم کا تفرد ایک طرف اور جملہ اہلسنت کا مؤقف دوسری طرف، لہٰذا ایسے مواقع پر ترجیح جمہور کی رائے کو دی جائے گی، ناں کہ ایک شخصی رائے کو۔ اور مولانا آزاد کے تفردات صرف اس مسئلے کی تردید میں قابل حجت نہیں بلکہ ان کے بے شمار تفردات اور انفرادی رائیں ہیں جو جمہور کی رائے سے مختلف ہیں جس کا واضح ثبوت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کی مشہور عالم تالیف ''قصص القرآن'' ہے جہاں پر جابجا مولانا آزاد کے افکار ونظریات اور تفردات پر کافی مضبوط گرفت اور کڑی تنقید کی گئی ہے۔

خاتمہ

امام مہدی رضی اللہ عنہ سے متعلق سلسلہء کلام کو ایک ''استفتاء'' پر ختم کیا جاتا ہے جس کا جواب لاہور اور کراچی اور گوجرانوالہ کے مختلف مدارس سے منگوایا گیا۔ بعض مدارس سے اس کا جواب آیا اور بعض غالباً اپنی مصروفیات کی بناء پر جواب ارسال نہ کر سکے۔

ان میں سے دارالعلوم کراچی کا فتوی سب سے زیادہ مفصل اور مدلل گویا اس مقالے کا خلاصہ اورلب لباب محسوس ہوا اس لئے یہاں صرف دارالعلوم کراچی ہی کا فتوی من وعن شائع کیا جارہا ہے۔ استفتاء اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان عظام اس مسئلے میں کہ:

(۱) امام مہدیؒ سے متعلق اہل سنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے؟

(۲) ظہور مہدیؒ کے منکر کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ نیز جن علماء نے احادیث میں مذکور علامات قیامت کے طور پر ظہور مہدی کا قطعاً انکار کیا ہے ان کے انکار کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۳) بہت سے عوامی حلقوں، خواص اور چند دینی جماعتوں کے حوالے سے ظہور مہدی کے بارے میں وقتاً فوقتاً دعوے کیے جا رہے ہیں مثلاً کسی شخص کا خود مہدی ہونے کا دعویٰ کر دینا یا بعض برگزیدہ نیک بندوں کو ان کے حوارین کا مہدی کہہ دینا، بعض دینی جماعتوں کا اپنی جماعت کے بارے میں امام مہدی کے ممکنہ متبعین ہونے کا دعویٰ کر دینا، اس بارے میں ہمیں کیا عقائد رکھنے چاہئیں؟

(۴) اگر کوئی شخص قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو، لیکن ظہور مہدی کے وقت امام مہدیؒ کا قائل نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

بینوا توجروا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًا ومصليًا ومسلمًا

(۱) امام مہدی کا ظہور احادیث کثیرہ صحیحہ سے ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں جو احادیث وآثار وارد ہوئے ہیں وہ کئی سو سے زائد ہیں۔ چنانچہ محدثین کی ایک جماعت نے فرمایا ہے کہ امام مہدی کے ظہور کے بارے میں جتنی احادیث منقول ہوئی ہیں وہ مجموعی لحاظ سے تواترِ معنوی کا فائدہ دیتی ہیں۔ ان احادیث میں گوضعیف اور موضوع بھی ہیں، لیکن ان کی ایک بہت بڑی تعداد صحیح اور قابل حجت ہے۔

ذیل میں اس سلسلے کی چند احادیث وآثار ملاحظہ ہوں:

(۱) عن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال:

﴿سمعت النبی ﷺ یقول: لاتزال طائفة من أمتی یقاتلون علی الحق، ظاهرین الی یوم القیامة. قال: فینزل عیسی بن مریم صلی اللّٰه علیه وسلم، فیقول أمیرهم: تعال، صل لنا. فیقول: لا، ان بعضکم علی بعض أمراء، تکرمة اللّٰه هذه الأمة﴾ (أخرجه الامام أحمد فی مسنده: ۲۳/۳۳۴. ۳۳۵ والامام مسلم فی صحیحه: ۲/۲۹۳. ۲۹۴ مع فتح الملهم، والامام ابن حبان فی صحیحه: ۸/۲۸۹، وغیرهم)

اس حدیث میں ''امیر'' سے مراد امام مہدی ہیں۔ چنانچہ مسندِ حارث بن ابی اسامۃ میں یہی حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

﴿ینزل عیسی بن مریم، فیقول أمیرهم المهدی......﴾

(قال ابن القیم فی المنار المنیف: ص ۱۴۸ بعدذکره بسنده و متنه: اسناده جید)

وقال العلامة شبیر أحمد العثمانی فی فتح الملهم (۲/۲۹۴):

﴿"قوله فیقول أمیرهم" هو امام المسلمین المهدی الموعود المسعود﴾ وینظر أیضاً: (ترجمان السنة: ۴/۳۷۸)

(۲) عن ابی سعید و جابر بن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنهما قالا:

﴿قال رسول اللّٰہ ﷺ: یکون فی آخر الزمان خلیفة، یقسم المال ولا بعده﴾ (أخرجه أحمد فی مسند: ۱۷/۴۳۹، ومسلم فی صحیحه: ۶/۳۲۹ مع تکملة فتح الملهم، والبغوی فی شرح السنة: ۱۵/۸۶ وقال: هذا حدیث صحیح، وغیرهم)

یہاں بھی "خلیفہ" سے مراد حضرت امام مہدی ہیں۔ چنانچہ یہی وصف احادیث میں (جن میں سے بعض کا ذکر آگے آرہا ہے) صراحت کے ساتھ امام مہدی کے بارے میں آیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ متعدد محدثین نے اس حدیث کو احادیث مہدی کے تحت ذکر کیا ہے۔ جیسے امام نعیم بن حماد کتاب الفتن (۱/۳۵۷) میں، امام بغوی شرح السنۃ (۱۵/۸۶) میں، امام سیوطی العرف الوردی فی اخبار المہدی (۲/۱۳۱) ضمن الحاوی للفتاوی) میں۔

وفی تکملۃ فتح الملہم (۶/۳۲۹):

﴿وذهب جمع من العلماء الی أن المراد منه خلیفة اللّٰہ المهدی الذی سیخرج فی آخر الزمان﴾ (وینظر أیضا: ترجمان السنة: ۴/۳۷۸)

(۳) عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه قال:

﴿قال رسول الله ﷺ: لولم يبق من الدنيا الايوم، لطول الله ذلك اليوم، حتى يبعث رجل من أهل بيتى، يواطى، اسمه اسمى، واسم ابيه اسم أبى﴾

(أخرجه أبو داؤد فى سننه: ۳۰/۵ واللفظ له، والترمذى فى سننه: ۵۰۵/۴ وقال: حسن صحيح، وابن حبان فى صحيحه: ۲۹۱/۸، والحاكم فى المستدرك: ۴۸۹/۴)

(۴) عن أبى سعيد الخدرى رضى الله عنه:

﴿أن النبى ﷺ قال: ان فى أمتى المهدى يخرج، يعيش خمسًا أوسبعاً أوتسعا. زيد الشاك. قال: فيجى اليه رجل، فيقول: يا مهدى، اعطنى أعطنى. فيحثى له فى ثوبه ما استطاع أن يحمله﴾

(رواه الترمذى فى جامعه: ۵۰۶/۴، وقال: حديث حسن، وقد رُوى من غير وجهٍ عن أبى سعيد عن النبى ﷺ، وأحمد فى مسنده: ۲۵۴/۱۷، ۲۵۵، والحاكم فى المستدرك: ۶۰۱/۴ وفى اسناده ضعف غير شديد لضعف فى زيد العمى أحد رجال الاسناد، ولكنه منجبر بشواهده ومتابعيه. فمن ذلك ماأخرجه الحاكم فى المستدرك: ۶۰۱/۴)

(۵) عن أبى سعيد الخدرى رضى الله عنه:

﴿أن رسول الله ﷺ قال: يخرج فى آخر أمتى المهدى، بسقيه الله الغيث، وتخرج الأرض نباتها، ويعطى المال صحاحاً وتكثر الماثية، وتعظم الأمة﴾

(قال الحاكم: هذا حديث صحيح الاسناد، ولم يخرجاه)

(٦) وعن علی رضی اللّٰہ عنہ:

﴿عن النبی ﷺ قال: لولم يبق من الدهر الايوم لبعث اللّٰه عزوجل رجلاً من أهل بيتی، يملؤها عدلاً كما ملئت جورًا.﴾

(رواه أحمد فی مسنده: ١٦٣/٢، وأبوداؤد فی سنة ٥/٣١ وسكت عنه هو والمنذری وابن القيم كما فی مختصر أبی داؤد: ١٥٩/٦ ،وله شاهد من حديث أبی سعيد الخدری عندابن حبان فی صحيحه: ٢٩١/١٨)

(٧) وعن أم سلمة رضی اللّٰہ عنها:

﴿عن النبی ﷺ قال: يكون اختلاف عند موت خليفةٍ، فيخرج رجل من أهل المدينة هارباً الی مكة، فياتيه ناس من أهل مكة، فيخرجونه وهو كاره، فيبايعونه بين الركن والمقام، ويبعث اليه بعث من أهل الشام، فيخسف بهم بالبيداء بين مكة والمدينة، فاذا رأى الناس ذلک، أتاه أبدال الشام و عصائب أهل العراق،فيبايعونه ثم ينشأرجل من قريش أخواله كلب، فيبعث اليهم بعثًا فيظهرون عليهم، وذلک بعث كلب، والخيبة لمن لم يشهد غنيمة كلب، فيقسم المال، ويعمل فی الناس بسنة نبيهم ﷺ، ويلقی الاسلام بجرانه الی الأرض، فيلبث سبع سنين، ثم يتوفی و يصلی عليه المسلمون﴾

(أخرجه أحمد فی مسنده: ٢٨٦/٤٤، وأبوداؤد فی سننه: ٣٢/٥، وابن

حبان فی صحیحه برقم: ٦٧٥٧. وقال ابن القیم فی المنار المنیف: ص ١٤٥: والحدیث حسن، و مثله مما یجوز أن یقال فیه: صحیح)

(٨) وعن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه:

﴿أن رسول اللّٰه ﷺ قال: یبایع لرجل بین الرکن والمقام، ولن یستحل البیت الا أهله، فاذا استحلوه فلا تسأل عن هلکة العرب، ثم تاتی الحبشة، فیخربونه خرابا لا یعمره بعده أبدا، وهم الذین یستخرجون کنزه﴾

(أخرجه أحمد فی مسنده: ٢٨٩/١٣، وابن حبان فی صحیحه: ٢٩٢/٨، والحاکم فی المستدرک: ٤٩٩/٤.

وعن علیه ابن حبان: ذکر الموضع الذی یبایع فیه المهدی. وکذا ذکره غیر واحد من المحدثین والعلماء فی أخبار المهدی).

(٩) وعن ثوبان رضی اللّٰه عنه قال:

﴿قال رسول اللّٰه ﷺ: یقتتل عند کنزکم ثلاثة، کلهم خلیفة، ثم لایصیر الی واحد منهم. ثم تطلع الرایات السود من قبل المشرق، فیقتلونکم قتلاً، لم یقتله قوم. ثم ذکر شیئا لا أحفظه، فقال: فاذا رأیتموه، فبایعوه ولوحبوًا علی الثلج، فانه خلیفة اللّٰه المهدی"﴾

(أخرجه ابن ماجة فی سننه: ١٣٦٧/٢، والحاکم فی المستدرک: ٥١٠/٤، وقال: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین. وقال البوصیری فی الزوائد: ٢٠٤/٤ هذا اسناد صحیح، رجاله ثقات. وقال ابن کثیر فی البدایة والنهایة: ٣٦/١٠: هذا اسناد قوی صحیح)

(١٠) وعن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه:

﴿عن النبی ﷺ قال: يكون فی أمتی المهدی ان قصر فسبع والا فتمان والا فتسع، تنعم أمتی فيها نعمة لم ينعموا مثلها، يرسل السماء عليهم مدرارًا، ولا تدخر الأرض شيئا من النبات والمال كدوس، يقوم الرجل، يقول: يامهدی، أعطنی، فيقول: خذ﴾

(قال الهيثمی فی المجمع: ٣١٧/٧: رواه الطبرانی فی الأوسط ورجاله ثقات)

(١١) وعن مجاهد قال:

﴿حدثنی فلان رجل من أصحاب النبی ﷺ: أن المهدی لا يخرج حتیٰ تقتل النفس الزكية، فاذا قتلت النفس الزكية، غضب عليهم من فی السماء ومن فی الأرض، فأتی الناس المهدی، فزفوه كما تزف العروس الی زوجها ليلة عرسها. وهو يملأ الأرض قسطا وعدلاً، وتخرج الأرض نباتها، وتمطر السماء مطرها، و تنعم أمتی فی ولايته نعمة لم تنعمها قط﴾

(أخرجه ابن أبی شيبة فی مصنفه: ١٩٩/١٥. ورجاله ثقات أثبات. وهو موقوف فی اللفظ، مرفوع فی المعنی قطعًا كما لا يخفی)

(١٢) وعن أبی هريرة رضی اللّٰه عنه قال:

﴿قال رسول اللّٰه ﷺ: يخرج رجل يقال له: السفيانی، فی عمق دمشق، وعامة من يتبعه من كلب فيقتل حتی

يبقر بطون النساء و يقتل الصبيان، فتجمع لهم قيس، فيقتلها حتى لا يمنع ذنب تلعة، ويخرج رجل من أهل بيتي في الحرة، فيبلغ السفياني، فيبعث اليه جندًا من جنده، فيهزمهم، فيسير اليه السفياني بمن معه، حتى اذا صار ببيداء من الأرض، خسف بهم فلا ينجو منهم الا المخبر عنهم﴾

(اخرجه الحاكم في المستدرك ٥٦٥/٤ وقال: هذا حديث صحيح الاسناد على شرط الشيخين)

(١٣) وعن على بن أبى طالب رضى الله عنه يقول:

﴿ستكون فتنة يحصد الناس منها كما يحصد الذهب في المعدن، فلا تسبوا أهل الشام، وسبوا ظلمتهم، فان فيهم الأبدال، وسيرسل الله اليهم سببا من السماء، فيفرقهم حتى لوقاتلتهم الثعالب غلبتهم. ثم يبعث الله عند ذلك رجلا من عترة الرسول ﷺ في اثنا عشر ألفًا ان قلوا وخمسة عشر ألفا ان كثروا...... يقاتلهم أهل سبع رايات ليس من صاحب راية الا وهو يطمع بالملك، فيقتلون وينهزمون ثم يظهر الهاشمى فيرد الله الى الناس الفتهم ونعمتهم فيكونون على ذلك، حتى يخرج الدجال. ﴾

(أخرجه الحاكم في المستدرك: ٥٩٦/٤ وقال: هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه)

(۱۴) وعن أبی معبد. نافذ. مولی ابن عباس:

﴿عن ابن عباس قال: لا تمضی الأیام واللیالی حتی یلی منا أهل البیت فتیً، لم تلبسه الفتن ولم یلبسها. قال قلنا: یا ابن العباس، تعجزعنها مشیختکم وینالها شابکم؟ قال: هو أمر اللّٰه، یؤتیه من یشاء﴾

(رواه ابن أبی شیبة فی مصنفه: ۱۹۶/۱۵، ورجاله ثقات)

(۱۵) وعن سالم بن أبی الجعد:

﴿عن عبداللّٰه بن عمرو بن العاص قال: یاأهل الکوفة، أنتم أسعد الناس بالمهدی﴾

(رواه أیضا ابن أبی شیبة فی مصنفه: ۱۹۷/۱۵، واسناده حسن ان شاء اللّٰه)

(۱۶) وعن ابن سیرین قال:

﴿والمهدی من هذة الأمة، وهو الذی یؤم عیسی ابن مریم﴾(رواه أیضا ابن أبی شیبة فی مصنفه: ۱۹۸/۱۵، وسنده صحیح)

(۱۷) وعن قتاده رحمه اللّٰه قال:

﴿قلت لسعید بن المسیب: المهدی حق هو؟ قال: حق. قلت: ممن هو؟ قال: من قریش. قلت: من أی قریش؟ قال: من بنی هاشم. قلت: من أی بنی هاشم؟ قال: من بنی عبدالمطلب. قلت: من أی بنی عبدالمطلب؟ قال: من ولد فاطمة﴾

(رواه نعیم بن حماد فی کتاب الفتن: ۳۶۸/۱، وأبوعمرو الدانی فی کتاب السنن الوارده فی الفتن: ۱۰۵۶/۴، وسنده صحیح)

(۱۸) وعن ابراهيم بن ميسرة قال:

﴿قلت لطاؤس: عمر بن عبدالعزيز المهدى؟ قال: قد كان مهديا، وليس به، ان المهدى اذا كان، زيد المحسن فى احسانه، و تيب عن المسى ء من اساء ته، وهو يبذل المال، ويشتدعلى العمال، ويرحم المساكين﴾

(رواه ابن أبى شيبة فى مصنفه: ۱۵/۱۹۹، وسنده حسن. والله اعلم.)

(۱۹) وعن عبدالله بن شوذب قال:

﴿وقيل لمطر: عمر بن عبدالعزيز مهدى؟ قال: لقد بلغنا عن المهدى شى ء لم يبلغه عمر؟ قال: يكثر المال فى زمان المهدى فيأتيه رجل فيسأله، فيقول له: ادخل فخذ، فيأخذ ثم يخرج، فيرى الناس شباعاً. قال: فيندم، فيقول: أنا من بين الناس، فيرجع اليه فيسأله أن يأخذمنه مأاعطاه فيأبى، فيقول: انا نعطى ولا ناخذ﴾

(رواه أبو عمرو الدانى ۴/۱۰۶۴، ونعيم بن حماد فى الفتن: ۱/۳۵۷،ورجال اسناده ثقات)

یہ چند احادیث وآثار ہیں جو امام مہدی کے بارے میں وارد ہوئے ہیں۔ اور دراصل یہ دریا کا ایک چھوٹا حصہ ہیں۔ ورنہ اگر اس سلسلہ کی تمام احادیث وآثار کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔

ان روایات کی بنیاد پر جمہور اہل السنۃ والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ امام مہدی قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے۔

ذیل میں چند علماء اور محدثین کے اسمائے گرامی اور امام مہدی کے بارے میں ان کے اقوال، مسلک اور طرزِ عمل ذکر کیے جاتے ہیں:

(۱) امام حافظ ابوبکر عبداللہ بن ابی شیبہ متوفی: ۲۳۵ھ:

آپ نے اپنی مشہور کتاب ''المصنف'' میں کتاب الفتن کے اندر امام مہدی کے بارے میں متعدد احادیث وآثار ذکر کیے ہیں۔ (ملاحظہ ہو مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۵/ ۱۹۵۔۱۹۹)

(۲) حافظ ابوعبداللہ نعیم بن حماد المروزی متوفی ۲۲۸ھ:

یہ امام بخاری کے استاد ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب ''الفتن'' میں امام مہدی کے بارے میں مستقل فصل قائم کی ہے اور اس میں مہدی کے بارے میں کثیر احادیث و آثار ذکر کیے ہیں۔ کتاب میں اس سلسلہ کے چند عناوین ملاحظہ ہوں:

الخسف بجیش السفیانی الذی یبعثه الی المهدی. باب آخر من علامات المهدی فی خروجه. اجتماع الناس بمکة، و بیعتهم للمهدی فیها. سیرة المهدی وعدله و خصب زمانه. صفة المهدی ونعته. اسم المهدی. نسبة المهدی قدر مایملک المهدی.

(۳) امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ:

آپ نے اپنی کتاب ''السنن'' جو صحاح ستہ میں سے ہے، میں امام مہدی کے بارے میں ایک مستقل عنوان ''کتاب المہدی'' قائم کیا ہے۔ اور اس میں سے اس سلسلہ کی متعدد احادیث ذکر کی ہیں۔

(۴) امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ:

انہوں نے بھی اپنی کتاب '''السنن'' میں ایک فصل بنام ''باب ماجاء فی المہدی'' ذکر کی ہے اور اس میں امام مہدی کے بارے میں وارد ہونے والی کئی احادیث کی تصحیح وتحسین کی ہے۔

(۵) امام ابوعبداللہ ابن ماجہ متوفی ۲۷۵ھ:

آپ نے اپنی کتاب ''السنن'' میں کتاب الفتن کے اندر ایک باب قائم کیا ہے

جس کا عنوان ہے: ''خروج المہدی'' اس کے ماتحت انہوں نے چند احادیث متعلقہ ذکر کی ہیں۔

(٦) وقال الامام أبو جعفر محمد بن عمرو العقیلی

(متوفی ۳۲۲ھ) فی کتابہ الضعفاء الکبیر: ۳/۲۵۳-۲۵۴:

﴿علی بن نفیل الحرانی: عن سعید بن المسیب فی المهدی لایتابع علیه، ولا یعرف الابه......وفی المهدی أحادیث جیاد من غیر هذا الوجه﴾

(۷) امام محمد بن حبان البستی متوفی ۲۵۴ھ:

انہوں نے اپنی صحیح میں امام مہدی کے بارے میں مختلف عنوانات قائم کر کے متعلقہ احادیث ذکر کی ہیں۔ جبکہ اس کتاب میں انہوں نے وہی احادیث ذکر کی ہیں جو ان کے نزدیک صحیح یا تو حسن ہیں۔ ان عنوانات میں سے چند یہ ہیں:

﴿ذکر البیان بأن خروج المهدی انما یکون بعد ظهور الظلم والجور فی الدنیا...... ذکر الأخبار فی وصف اسم المهدی واسم أبیه. ذکر الموضع الذی یبایع فیه المهدی﴾

(۸) امام ابوالحسن محمد بن الحسین بن ابراہیم سجستانی متوفی ۳۶۳ھ:

انہوں نے احادیث امام مہدی کو متواتر فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب ''مناقب الامام الشافعی'' میں رقمطراز ہیں:

﴿قد تواترت الأخبار واستفاضت بکثرة رواتها عن المصطفی صلی الله علیه وسلم بمجیٔ المهدی، وأنه من أهل بیته، وأنه سیملک سبع سنین، وأنه یملأ

الأرض عدلاً، وأنه يخرج مع عيسى عليه السلام، فيساعده على قتل الدجال بباب لدبأرض فلسطين، وأنه يؤم هذه الأمة، وعيسى يصلي خلفه، في طول من قصته وأمره﴾

(راجع فتح الباري: ۴۹۳/۶، والحاوي للفتاوى: ۱۶۵/۲)

(۹) وقال الامام احمد بن محمد ابو سليمان الخطابي:

(متوفی ۳۸۸ھ) فی شرح حدیث کما فی المرقاۃ (۲۹۶/۹)

﴿قوله "يتقارب الزمان" أراد به زمان المهدي لوقوع الأمن في الأرض، فيستلذ العيش عندذلك لا نبساط عدله، فتستقصر مدته، لأنهم يستقصرون ملة أيام الرخاء وان طالت﴾

(۱۰) امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیسابوری متوفی ۴۰۵ھ:

انہوں نے اپنی مشہور کتاب "المستدرک على الصحيحين" میں ظہورِ امام مہدی پر متعدد احادیث ذکر کر کے ان کی تصحیح کی ہے۔

(۱۱) امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ:

انہوں نے ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا ہے جس میں امام مہدی سے متعلق چالیس احادیث جمع کی ہیں۔

قال الحافظ السيوطي في خطبة رسالته "العرف الوردي (۱۲۳/۲ ضمن الحاوي للفتاوى):

﴿هذا جزء جمعت فيه الأحاديث والآثار الواردة في المهدي، لخصت فيه الأربعين التي جمعها الحافظ

أبو نعيم، وزدت عليه مافاته﴾

(۱۲) حافظ ابوالحسین احمد بن جعفر بن المناوی متوفی ۳۳۶ھ:

آپ نے بھی امام مہدی کے بارے میں ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں (۱۳/۲۱۳) فرماتے ہیں:

﴿قال أبو الحسين ابن المناوی فی الجزء الذی جمعه فی المهدی: يحتمل فی معنی حديث "يكون اثنا عشر خليفاً" أن يكون هذا بعد المهدی الذی يخرج فی آخر الزمان﴾

(۱۳) حافظ ابوعمرو عثمان بن سعید المقری الدانی متوفی ۴۴۴ھ:

آپ نے اپنی کتاب ''السنن الوردة فی الفتن وغوائلها والساعة وأشراطها'' میں ایک فصل ''باب ماجاء فی المهدی'' کے نام سے قائم کی ہے اور اس میں امام مہدی کے بارے میں کثیر احادیث وآثار ذکر کیے ہیں۔

(۱۴) امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی متوفی ۴۵۸ھ:

انہوں نے اپنی ''کتاب البعث'' میں اس سلسلہ کی احادیث ذکر ہیں۔ نیز ایک جگہ وہ فرماتے ہیں (كما نقله عنه ابن القيم فی المنار المنيف: ص ۱۴۲۔۱۴۳):

﴿تفردبه. يعنی حديث "لامهدی الاعيسی" محمد بن خالد هذا، وقد قال الحاكم أبو عبدالله: هو مجهول، وقد اختلف عليه فی اسناده...... والأحاديث علی خروج المهدی أصح اسناداً﴾

(۱۵) وقال الامام القاضی عیاض بن موسی (متوفی ۵۴۴ھ):

فی کتابه الشفاء بحقوق المصطفی (۳/ ۱۶۰-۱۶۲) مع شرحه للخفاجی:

﴿وأخبر بملک بنی أمية، و ولاية معاوية ووصاه وخروج المهدی.........﴾

(۱۶) امام عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری متوفی ۶۵۶ھ:

انہوں نے اپنی کتاب ''مختصر سنن أبي داوٗد'' میں امام مہدی کے بارے میں امام ابو داوٗد کی روایت کردہ کئی احادیث پر سکوت کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ احادیث ان کے نزدیک قابل اعتبار اوران کی سندیں صحیح ہیں۔ کیونکہ اگر سند میں کلام ہوتو وہ اس کو ضرور ذکر کرتے ہیں۔

(۱۷) امام شمس الدین محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی متوفی ۶۷۱ھ:

آپ نے اپنی کتاب ''التذکرة فی أحوال الموتی وامور الآخرة'' میں امام مہدی کے خروج کو علاماتِ قیامت میں سے شمار کیا ہے، اور مختلف ابواب کے تحت ان کا تفصیل سے ذکر کیا ہے، اوراس سلسلہ کی متعدد احادیث کی تصحیح کی ہے۔ متعلقہ فصل کے شروع میں وہ فرماتے ہیں:

﴿وأماقوله فی حدیث ابی هریرة: یبایع لرجل بین الرکن والمقام، فهو المهدی الذی یخرج فی آخر الزمان علی ماذکره، ویملک الدنیا کلها، والله اعلم﴾ (ص: ۷۰۲)

اور حدیث ''لامہدی الاعیسیٰ'' پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿والأحادیث عن النبی ﷺ فی التنصیص علی خروج المهدی من عترته من ولد فاطمة: ثابتة، أصح من هذا الحدیث، فالحکم لهادونه...... ویحتمل أن یکون معنی

قوله لا مهدى الاعيسى: أى لا مهدى كاملاً معصوماً الا عيسى، وعلى هذا تجتمع ألاحاديث﴾

(۱۸) وقال الامام تقى الدين أحمد بن عبدالحليم بن تيميه

(متوفی ۷۲۸ھ فی کتابہ ''منهاج السنة النبوية'': ۲۱۱/۴):

﴿ان الأحاديث التى يحتج بها على خروج المهدى: أحاديث صحيحة، رواها أبو داود والترمذى وأحمد .... و غيرهم. وهذه الأحاديث غلط فيها طوائف: طائفة أنكروها، واحتجوا بحديث ابن ماجه: لامهدى الاعيسى. وهذا الحديث ضعيف...... وليس مما يعتمد عليه...... الثانى أن الاثنى عشرية الذين ادعوا أن هذا هومهديهم اسمه محمدبن الحسن......

الثالث: أن طوائف ادعى كل منهم أنه المهدى المبشربه......﴾

(۱۹) امام شمس الدین محمد بن قیم الجوزیہ متوفی ۷۵۱ھ:

انہوں نے اپنی مشہور تصنیف ''المنار المنیف فی الصحیح والضعیف'' کے اخیر میں امام مہدی کے بارے میں مفصل کلام کیا ہے۔ اس میں وہ متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

﴿وهذه الأحاديث أربعةأقسام: صحاح، وحسان وغرائب، وموضوعة.

وقد اختلف الناس فى المهدى على أربعة أقوال: أحدها أنه المسيح بن مريم، وهوا لمهدى على الحقيقة: واحتج أصحاب هذا بحديث محمد بن خالد الجندى

المتقدم، وقد بينا حاله وأنه لا يصح، و لو صح لم يكن فيه حجة.

الثاني أنه المهدى الذى ولى من بنى العباس، وقد انتهى زمانه. واحتج أصحاب هذا القول بما رواه.....فذكر أحاديث، ثم قال: وهذا والذى قبله لو صح، لم يكن فيه دليل على أن المهدى الذى تولى من بنى العباس: هو المهدى الذى يخرج فى آخر الزمان.....

القول الثالث: انه رجل من أهل بيت النبى ﷺ، من ولد الحسن بن على، يخرج فى آخر الزمان، وقد امتلأت الأرض جورا وظلماً، فيملأها قسطا وعدلاً. واكثر الأحاديث على هذا تدل.....﴾

(۲۰) حافظ ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ:

انہوں نے اپنی مشہور و معروف کتاب ''البدایة والنہایة'' کے اخیر میں کتاب الفتن والملاحم کے اندر مستقل باب میں امام مہدی کا تذکرہ کیا ہے، جس کا آغاز کچھ اس طرح کیا ہے:

﴿فصل: فى ذكر المهدى الذى يكون فى آخر الزمان، وهو أحد الخلفاء الراشدين والأمة المهديين؟ وليس بالمنتظر الذى تزعم الروافض وترتجى ظهوره من سرداب فى سامرا، فان ذاک مالا حقيقة له ولا عين ولاأثر. أماما سنذكره، فقد نطقت به الأحاديث المروية عن رسول الله ﷺ أنه يكون فى آخر الدهر. وأظن ظهوره يكون قبل نزول عيسى ابن مريم، كما دلت

علی ذلک الأحادیث﴾

پھر آپ نے اس سلسلہ کی احادیث و روایات ذکر کی ہیں، اور ان میں سے متعدد احادیث کو صحیح اور قابل اعتبار قرار دیا ہے۔

آپ نے امام مہدی کے بارے میں ایک مستقل رسالہ بھی تصنیف فرمایا ہے، چنانچہ مہدی کے موضعِ خروج پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿والمقصود أن المهدی الممدوح الموعود بوجوده فی آخر الزمان، یکون أصل خروجه وظهوره من ناحیة المشرق، ویبایع له عند البیت کما دل علی ذلک نص الحدیث.

وقد أفردت فی ذکر المهدی جزءًا علی حدة ولله الحمد﴾

(۲۱) حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ:

آپ نے ''مجمع الزوائد ومنبع الفوائد'' میں امام مہدی کے متعلق کئی احادیث کی تصحیح کی ہے۔

(۲۲) وقال الامام الحافظ أحمد بن علی بن حجر العسقلانی

(متوفی ۸۵۲ھ) فی فتح الباری (۱۳-۲۱) فی شرح حدیث أنس مرفوعاً: لا یأتی علیکم زمان الاوالذی بعده أشر منه: واستبدل ابن حبان فی صحیحه بان حدیث انس لیس علی عمومه بالأحادیث الواردة فی المهدی وانه یملا الارض عدلا بعد ان ملئت جورا.

(نقل ذلک عن ابن حبان، وأقره علیه، وهو دلیل علی اعتقاده صحة ذلک کما لایخفی).

(۲۳) وقال الامام أبو عبداللہ محمد بن خلفة الأبی (متوفی ۸۲۷ھ) فی شرحه لصحیح مسلم: اکمال اکمال المعلم (۱/ ۲۶۸) فی شرح حدیث: کیف أنتم اذا نزل عیسی بن مریم فیکم وامامکم منکم، مانصه:

﴿قوله: "وامامکم منکم" قدفسره فی الآخر من روایة جابر: ینزل عیسی، فیقول أمیرهم الحدیث.

قلت: وقال ابن العربی: وقیل: یعنی "منکم" من قریش وقیل: یعنی الامام المهدی، الذی صح فیه حدیث الترمذی من طریق ابن مسعود وأبی هریرة...... وقال ابن العربی: وماقیل انه المهدی بن أبی جعفر، لا یصح، وانما هوا المهدی الآتی فی آخر الزمان﴾

(۲۴) حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ:

آپ نے امام مہدی پر مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے، جس میں سو سے زائد احادیث و آثار اور اقوالِ علماء جمع کیے ہیں، اور اس کا نام "العرف الوردی فی اخبار المہدی" رکھا ہے۔

(۲۵) صاحب کنز العمال علی بن حسام الدین المتقی الہندی متوفی ۹۷۵ھ:

انہوں نے بھی اس موضوع پر مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔

قال البرزنجی فی الاشاعة لأشراط الساعة ص ۱۲۱:

﴿وقد ذکر الشیخ علی المتقی فی رسالة له فی أمر المهدی أن فی زمانه خرج رجل بالهند، ادعی أنه المهدی المنتظر، واتبعه خلق کثیر، وظهر أمره، وطارصیته،

ثم انه مات بعد مدة، وأن أتباعه لم يرجعوا عن اعتقاد
هم، قلت: وقد سمعت كثيرا من القادمين من بلاد الهند
الى الحرمين أنهم الى الآن على ذلك الاعتقاد﴾

(۲۶) امام ابو العباس احمد بن محمد بن حجر مکی ہیتمی متوفی ۹۷۴ھ:

آپ نے بھی امام مہدی کی علامات پر ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے جس کا نام ہے: ''القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر''۔

اس کے مقدمہ میں آپ فرماتے ہیں:

﴿جاء في عدة طرق أنه من ولد فاطمة، كما يأتي، وأماخبر:
"المهدى من ولد العباس عمي......" فذكر أحاديث، ثم قال:
وهذه كلها تنافي ماتقرر أولا من أنه من ذريته صلى الله عليه وسلم من ولد
فاطمة، لأن أحاديثه اكثر وأصح،بل قال بعض الائمة الحفاظ
ان كونه من ذريته صلى الله عليه وسلم قدتواتر عنه صلى الله عليه وسلم:﴾

(۲۷) وقال العلامة ملا علي القاري

(متوفی ۱۰۱۴) فی شرح الفقہ الأکبر ص ۱۰۱:

﴿فترتيب القضية أن المهدى عليه السلام يظهر أولا في
الحرمين الشريفين،ثم يأتي بيت المقدس، فيأتي الدجال
ويحصره في ذلك الحال، فينزل عيسى عليه السلام من
المنارة الشرقية في دمشق الشام، و يجيء الى قتال الدجال،
فيقتله بضربةٍ في الحال فيجتمع عيسى عليه السلام
بالمهدى رضى الله عنه،وقدأقيمت الصلاة، فيشير المهدى
لعيسى بالتقدم، فيمتنع معللاً بأن هذه الصلاة اقيمت لك
فانت اولى ويقتدى به......

وقال أيضافی المرقاة (۹/ ۳۴۱):

"قوله فينزل عيسى بن مريم، فيقول أميرهم "أی المهدی"[1]﴾

(۲۸) وقال العلامة عبدالرؤف المناوی:

(متوفی ۱۰۳۴ھ) فی فیض القدیر شرح الجامع الصغیر (۶/ ۲۷۹):

﴿وأخبار المهدی كثيرة شهيرة، أفردها غير واحد فی التاليف قال السمهودی: ويتحصل مماثبت فی الأخبار أنه من ولد فاطمة وفی أبی داؤد أنه من ولد الحسن......

تنبيه: أخبار المهدی لايعارضها خبر: لامهدی الاعيسى بن مريم، لأن المراد به كما قال القرطبی: لامهدی كاملاً معصوماً الاعيسى وقال المناوی أيضا﴾ (۵/ ۳۰۱):

﴿ان نزول عيسى لقتل الدجال يكون فی زمن المهدی، ويصلی عيسى خلفه، كما جاء ت به الأخبار و جزم به جمع من الأخيار﴾

(۲۹) علامہ محمد بن عبدالرسول بن عبدالسید برزنجی متوفی ۱۱۰۳ھ:

آپ نے اپنی کتاب ''الاشاعۃ لأ شراط الساعۃ'' میں خروجِ امام مہدی کو قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں سے شمار کیا ہے، پھران کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔ نیز انہوں نے احادیثِ مہدی کو متواتر فرمایا ہے۔

قال فيه (ص ۸۷):

﴿الباب الثالث فی الأشراط العظام والأمارات القريبة التی تعقبها الساعة، وهی كثيرة، فمنها: المهدی،

---

[1] آپ نے اس موضوع پر ایک رسالہ بنام ''المشرب الوردی فی حقیقۃ مذہب المہدی'' تصنیف فرمایا ہے۔

وهو أولها. واعلم أن الأحاديث الوارة فيه على اختلاف رواياتها لا تكاد تنحصر، فقد قال محمد بن الحسن الاسنوى فى كتاب مناقب الشافعي "قد تواترت الأخبار عن رسول الله ﷺ بذكر المهدى، وأنه من أهل بيته﴾

وقال أيضا (ص ۱۱۲):

﴿قد علمت أن أحاديث وجود المهدى، وخروجه آخر الزمان، وأنه من عترة رسول الله ﷺ من ولد فاطمة عليها السلام: بلغت حد التواتر المعنوى، فلا معنى لانكارها﴾

(۳۰) علامہ محمد بن احمد سفارینی متوفی ۱۱۸۸ھ:

انہوں نے عقیدہ کی مشہور کتاب "لوامع الأنوار البهية و سواطع الاسرار الأثرية" جو العقیدۃ السفارینیہ کے نام سے مشہور ہے، میں امام مہدی کے خروج کو قیامت کی علامات کبری اور اہل السنۃ والجماعت کے عقائد میں سے شمار کیا ہے۔ نیز انہوں نے احادیث امام مہدی کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

قال فيه (۸۴/۲):

﴿قد كثرت الأقوال فى المهدى، حتى قيل: لامهدى الاعيسى، والصواب الذى عليه أهل الحق: أن المهدى غير عيسى، وأنه يخرج قبل نزول عيسى عليه السلام، وقد كثرت بخروجه الروايات حتى بلغت حد التواتر المعنوى، وشاع ذالک بين علماء السنة حتى عدمن معتقداتهم...... وقد روى عمن ذكر من الصحابة وغير

من ذكر منهم بروايات متعددة، وعن التابعين ومن بعدهم: مايفيد مجموعه العلم القطعي، فالايمان بخروج المهدي واجب كما هو مقرر عندأهل العلم ومدون في عقائد أهل السنة والجماعة﴾

(۳۱) علامہ فقیہ مرعی بن یوسف مقدسی متوفی ۱۰۳۳ھ:

انہوں نے ظہورِ امام مہدی پر رسالہ ''فوائد الفکر فی ظہور المهدی المنتظر'' تصنیف فرمایا ہے۔ قال السفارینی (۲/۷٦):

﴿قال العلامة الشيخ مرعي في كتابه "فوائد الفكر في المهدي المنتظر"﴾ وقال في الاذاعة (۱۴۸):

﴿وله أمارات يعرف بها، ذكر ها في الاشاعة، وعلامات حاء ت بها الآثار، ودلت عليها الأحاديث والأخبار، ذكرها الشيخ مرعي في: فوائد الفكر في ظهور المهدي المنتظر﴾

(۳۲) علامہ محمد بن اسماعیل امیر صنعانی متوفی ۱۱۸۲ھ:

آپ نے بھی اسی موضوع پر مستقل رسالہ لکھا ہے، جس میں ظہور مہدی کے متعلق احادیث جمع کی ہیں۔

قال في الاذاعة (ص ۱۱۴):

﴿وقد جمع السيد العلامة بدر الملة المنير محمد بن اسماعيل الأمير اليماني: ألاحاديث القاضية بخروج المهدي، وأنه من آل محمد ﷺ، وأنه يظهر في آخر الزمان، ثم قال: ولم يات تعيين زمنه الا أنه يخرج قبل خروج الدجال﴾

(۳۳) امام علامہ کبیر شاہ ولی اللہ بن عبدالرحیم دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ:

اپنی مشہور کتاب ''ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء میں (۶/۱) فرماتے ہیں:

''وہمچنیں مابیقین میدانیم کہ شارع علیہ الصلاۃ والسلام نص فرمودہ است بآنکہ امام مہدی دراواں قیامت موجود خواہد شد، ووی عنداللہ وعند رسولہ امام برحق است۔''

(۳۴) شیخ امام علامہ شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۲۳۳ھ:

حضرت نے اپنی کتاب ''علاماتِ قیامت'' میں امام مہدی، ان کے ظہور اور ان کے زمانے کے حالات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ (بحوالۂ ترجمان السنہ: ۳۷۲/۴۔۳۷۶)

(۳۵) علامہ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ:

انہوں نے احادیث امام مہدی کو متواتر فرمایا ہے اور اسی موضوع پر رسالہ ''التوضیح فی تواتر ماجاء فی المھدی المنتظر والدجال والمسیح'' تصنیف فرمایا ہے۔

قال فی الاذاعۃ (ص ۱۱۳۔۱۱۴):

﴿وأحادیث الدجال وعیسی أیضا بلغت حد التواتر والتوالی، ولا مساغ لانکارھا، کما بین ذلک القاضی العلامۃ محمد بن علی الشوکانی الیمنی رحمہ اللہ فی "التوضیح فی تواتر ماجاء فی المھدی المنتظر، والدجال والمسیح"﴾

﴿قال: والأحادیث الواردۃ فی المھدی، التی أمکن الوقوف علیھا، منھا: خمسون حدیثاً فیھا الصحیح، والحسن، والضعیف المنجبر، وھی متواترۃ بلاشک ولا شبھۃٍ، بل یصدق وصف التواتر علی ماھو دونھا علی جمیع الاصطلاحات المحررۃ فی الأصول، وأماالآثار عن

الصحابة المصرحة بالمهدى، فهى كثيرة أيضاً، لهاحكم الرفع، اذ لا مجال للاجتهاد فى ذلك. انتهى.

(۳۶) علامہ نواب محمد صدیق حسن خان قنوجی متوفی ۱۳۰۷ھ:

آپ نے اپنی کتاب ''قطف الثمر فی بیان عقیدۃ اہل الاثر'' میں (ص ۱۲۸) میں امام مہدی کے ظہور کو عقائد اسلام اور علامات قیامت میں سے شمار کیا ہے۔ نیز ''الاذاعة لما كان ومايكون بين يدى الساعة'' میں اس موضوع پر تفصیل سے کلام کیا ہے۔ اور کثیر احادیث و آثار ذکر کر کے ان پر ناقدانہ کلام کیا ہے۔ اور احادیثِ مہدی کو متواتر قرار دیا ہے۔ (قال فيه: ص ۱۱۲)

﴿والأحاديث الواردةفى المهدى على اختلاف رواياتها كثيرة جداً، تبلغ حدالتواتر، وهى فى السنن وغيرها من دواوين الاسلام من المعاجموالمسانيد......

وأحاديث المهدى بعضها صحيح، وبعضهاحسن، و بعضها ضعيف وأمره مشهور بين الكافة من الاسلام على ممرالأعصار......﴾

(۳۷) علامہ ابوعبداللہ محمد بن جعفر کتانی متوفی ۱۳۴۵ھ:

احادیث متواتر پر آپ کی تصنیف ''نظم المتناثر من الحدیث المتواتر'' بہت مشہور ہے۔ اس میں انہوں نے احادیث مہدی کو متواتر فرمایا ہے۔ چنانچہ اس میں (ص ۲۴۱) رقمطراز ہیں:

﴿والحال أن الاحاديث الواردة فى المهدى المنتظر متواترة﴾

(۳۸) **وقال الامام العلامة المحدث الكبير أنور شاه الكشميرى**

(متوفی ۱۳۵۲ھ): فی فیض الباری (۴/۴۴۔۴۷) فی شرح حدیث:

﴿قوله "كيف أنتم اذا نزل فيكم ابن مريم، وامامكم منكم" الواو فيه حالية، والمتبادر منه الامام المهدى، فسمى اماماً...... وقد اختلط فيه بعض الرواة عند مسلم، فأطلقه على عيسى عليه السلام، فجعل اللفظ: وأمكم منكم...... والراجح عندى لفظ البخارى بالجملة الاسمية والمراد منه الامام المهدى، لما عند ابن ماجه باسناد قوى: "يا رسول الله، فاين العرب يومئذ؟ قال: هم يومئذ قليل ببيت المقدس، وامامهم رجل صالح......الخ" فهذا صريح فى أن مصداق الامام فى الأحاديث هو الامام المهدى، دون عيسى عليه السلام...... بقى الكلام فى امامة الصلاة، فالامام فى أول صلاة بعد نزول المسيح عليه السلام: يكون هو المهدى، لأنها كانت أقيمت له، ثم بعدها يصلى بهم المسيح عليه السلام."﴾

(۳۹) **حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ:**

حضرت قدس سرہ نے ابن خلدون مؤرخ (جنہوں نے احادیث مہدی کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے) کے رد پر ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے، جس کا نام "مؤخرة الظنون عن ابن خلدون" رکھا ہے۔ ذیل میں اس کا ایک مختصر اقتباس نقل کیا جاتا ہے:

"ابن خلدون مورخ نے اپنے مقدمہ میں احادیثِ واردہ فی شان المہدی میں بعض منکرین ظہورِ امام کا کلام نقل کیا ہے اور خود مؤرخ کا کلام بھی اسی

طرفمعلوم ہوتا ہے...... ہر چند کہ مورخِ مذکور ایسے امور میں قابل اعتنا نہیں، مگر بادی النظر میں کلام مذکور دیکھ کر احتمال تھا کہ کوئی خوش عقیدہ متزلزل ہو جائے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ اس کے متعلق بعض ضروری امور قلمبند کر دیئے جائیں کہ شبہات ناشیہ کا مختصر و مجمل جواب ہو جائے ....

جس طرح صحیحین کا متلقی بالقبول ہونا اجماعی ہے اسی طرح خبر ظہور مہدی کی اجماعی ہے۔ اور جس طرح بعض منکرین تلقی صحیحین کا قول قادح اجماع نہیں سمجھا گیا اسی طرح منکرِ خبرِ ظہور مہدی کا قول قادح اجماع نہیں ہوگا۔ کیونکہ مراد اجماع سے اجماع جمہور کا ہے اور غیر جمہور کا قول بمقابلۂ جمہور کے قابل اعتبار نہیں سمجھا گیا، سو یہ اجماع دونوں جگہ برابر ہے، چنانچہ آج تک علماءِ معتبرین وائمہ محدثین متندین میں سے کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ حسبِ تصریح مورخِ مذکور ترمذی وابوداؤد و بزار وابن ماجہ وحاکم وطبرانی وابویعلی الموصلی نے جماعت کثیر صحابہ سے باسانید وطرقِ مختلفہ اس کو نقل کیا۔"

(ملاحظہ ہو امداد الفتاوی: ۶...... ۲۴۹۔ ۲۵۷)

(۴۰) وقال الامام العلامة المحدث الكبير الفقيه زاهد الكوثرى:

(متوفی ۱۳۷۱ھ) فی کتابہ "نظرة عابرة فی مزاعم من ینکر نزول عیسی علیہ السلام قبل الآخرة" (ص ۱۲۲):

﴿وأما ما تواتر أحاديث المهدى والدجال والمسيح، فليس بموضع ريبة عندأهل العلم بالحديث، وتسكك بعض المتكلمين فى تواتر بعضها، مع اعترافهم بوجوب اعتقاد أن أشراط الساعة كلها حق، فمن قلة خبر تهم بالحديث﴾

(۴۱) وقال العلامة المحدث الكبير شيخ الاسلام شبير أحمد العثمانی (متوفی ۱۳۶۹ھ) فی فتح الملهم (۲/۲۹۴) فی شرح حدیث: "فینزل عیسی بن مریم، فیقول أمیرهم...... مانصه:"

﴿قوله فیقول أمیرهم "هو امام المسلمین المهدی الموعود المسعود"﴾

(۴۲) وقال العلامة المحدث محمد ادریس الکاندهلوی فی التعلیق الصبیح (۱۹۸/۶) (متوفی ۱۳۴۹ھ)

﴿وبالجملة ان أحادیث ظهور المهدی قد بلغت فی الکثرة حد التواتر، وقد تلقاها الأمة بالقبول، فیجب اعتقاده، ولا یسوغ رده و انکاره، کما ذکره المتکلمون فی العقائد اللازمة التی تجب اعتقادها علی المسلم﴾

یہ تیسری صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ہجری تک کے چند علمائے امت، اکابر محدثین کے اسمائے گرامی اور امام مہدی کے ظہور اور احادیثِ مہدی کے بارے میں ان کے اقوال وعقائد، مسلک اور طرزِ فکر وعمل کی قدرے تفصیل ہے:

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ:

(ا) امام ترمذی عقیلی، ابن حبان، حاکم، بیہقی، منذری، ابن تیمیہ، ابن قیم الجوزیہ، قرطبی، ابن کثیر، ابی، ابن العربی، ابن حجر ہیتمی، شوکانی، صدیق حسن خان وغیرہم محدثین نے احادیثِ مہدی کو فی الجملہ صحیح اور قابلِ حجت کہا ہے۔

(ب) امام ابوالحسن سجستانی، برزنجی، سفارینی، شوکانی، صدیق حسن خان، ابوجعفر کتانی، زاہد کوثری وغیرہم نے احادیثِ مہدی کو متواتر قرار دیا ہے۔ نیز علامہ ابن حجر عسقلانی اور جلال الدین سیوطی نے امام ابوالحسن سے ان کے متواتر ہونے کو نقل کر کے اس پر سکوت

کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بات ان کے نزدیک بھی صحیح ہے۔

(ج) امام ابونعیم، ابن کثیر، جلال الدین سیوطی، ملا علی قاری، مرعی بن یوسف، قاضی شوکانی وغیرہ علماء نے اس موضوع پر کتابیں اور رسالے تصنیف فرمائے ہیں۔

مذکورہ وضاحت اور تشریح سے امام مہدی کے ظہور کے بارے میں اہل السنۃ والجماعت کا عقیدہ واضح اور ظاہر ہو جاتا ہے۔

(۲) جو لوگ امام مہدی کے ظہور کا انکار کرتے ہیں ان کا یہ انکار احادیثِ صحیحہ، آثارِ صحابہ و تابعین اور جمہورِ علمائے امت کے عقیدہ و مسلک کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر مقبول اور مردود ہے۔ تاہم ظہورِ امام مہدی ان عقائد میں سے نہیں ہے۔ جن کے منکر کافر ہیں۔ (ماٰخذہ تبویب ۵۵/۳۸)

(۳) احادیث میں امام مہدی کی واضح علامات بتائی گئی ہیں اور ان پر علمائے امت نے تفصیل سے کلام کیا ہے۔ ہم نے یہاں جو احادیث و آثار ذکر کیے ہیں ان میں امام مہدی کی یہ علامات واضح ہیں:

ان کا اسم گرامی محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ آپ اہل بیت اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔

آپ کے ہاتھ پر بیت اللہ اور مقامِ ابراہیمی کے درمیان بیعتِ عامہ ہوگی۔

آپ قرب قیامت میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کچھ پہلے ظاہر ہوں گے، پھر نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد دونوں کی ملاقات ہوگی اور عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اقتداء میں ایک نماز ادا فرمائیں گے۔ آپ کے ظہور سے پہلے دنیا میں ظلم وستم کا دور دورہ ہوگا اور آپ آکر پوری دنیا میں عدل وانصاف قائم فرمائیں گے آپ کے زمانے میں دنیا میں مال و دولت کی انتہائی فراوانی ہوگی اور آپ لوگوں میں بے تحاشا مال و دولت تقسیم فرمائیں گے سفیانی نامی ایک

سفاک شخص ظاہر ہوگا جو قتل وقتال کا بازار گرم کرے گا، اور وہ آپ کے خلاف لڑائی کے لیے ایک دستہ بھیجے گا جسے مقامِ بیدا میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا وغیرہ۔

یہ اور ان جیسی دوسری علامات اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ مذکورہ دعوے جو سائل نے ذکر کیے ہیں، محض جھوٹ اور خرافات ہیں۔

(۴) یہ محض فرضی اور لغو سوال ہے۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس طرح کے وہمی اور فضول سوالات سے اجتناب کرے۔

وقد قال رسول اللہ ﷺ: من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ

(اخرجہ الامام أحمد فی مسندہ: ۱۵۹/۲)

مراجع ومصادر:

ذیل میں مراجعت کی سہولت کے لیے چند مراجع ذکر کیے جاتے ہیں جن میں امام مہدی کے بارے میں مزید تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں:

مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱۹۵/۱۵۔۱۹۹۔ الفتن لنعیم بن حماد: ۳۲۵/۱۔۳۷۸ سنن ابی داؤد: ۲۹/۵۔۳۴۔ سنن الترمذی: ۵۰۵/۴۔۵۰۶۔ سنن ابن ماجہ ۱۳۶۶/۲۔۱۳۶۸۔ مستدرک حاکم: ۴۶۵/۴۔۶۰۰۔ صحیح ابن حبان: ۲۹۰/۸۔۲۹۲۔ مجمع الزوائد: ۳۱۳/۷۔۳۱۸۔ شرح السنۃ للبغوی: ۸۴/۱۵۔۸۷۔ البدایہ والنہایہ: ۳۲/۱۰۔۳۹۔ العرف الوردی فی اخبار المہدی: ۱۲۳/۲ ضمن الحاوی للفتاوی۔ السنن الواردۃ فی الفتن للدانی: ۱۰۲۹/۵۔ المنار المنیف فی الصحیح والضعیف لابن القیم: ص ۱۴۱۔ التذکرۃ فی احوال الموتی والآخرۃ للقرطبی: ص ۶۰۷۔ عقد الدرر فی اخبار المنتظر للسلمی۔ لوامع الأنوار البہیۃ للسفارینی: ۷۰/۲۔۸۶۔ الاشاعۃ

لاشراط الساعۃ للبرزنجی: ص ۸۷۔۹۶۔الاذاعۃ لما کان وما یکون بین یدی الساعۃ لصدیق حسن: ص ۱۱۲۔۱۴۸۔ الرد علی من کذب بالاحادیث الصحیحۃ الواردۃ فی المہدی وعقیدۃ اہل السنۃ والاثر فی المہدی المنتظر کلاہما لعبدالمحسن بن حمد العباد۔ اشراط الساعۃ لیوسف الوابل: ص ۲۴۹۔ ترجمان السنۃ: ۴/۳۷۸۔ عقیدۂ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں از مفتی نظام الدین شامزئی۔ القول المختصر فی علامات المہدیِ المنتظر لابن حجر ہیتمی۔ واللہ اعلم۔

سعید احمد عفی عنہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۱۴/۶/۲۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان عظام اس مسئلے میں کہ:

(۱) مولانا عبید اللہ سندھی کا ظہور مہدی کا انکار کرنا کیا حیثیت رکھتا ہے؟ کیونکہ انہوں نے اپنی عبارات میں بہت وضاحت سے اس کا انکار کیا ہے مثال کے طور پر ملاحظہ ہو:

"وعلاوه علی هذا ان المحققین من الا شاعرة لم یعدوا نزول المسیح واتیان المهدی من جملہ مایجب اعتقاده علی اهل السنة فلم یذکرهما صاحب المواقف ولم ینتقد علیه الشراح وکذلک لم یذکرهما العضد ولم ینتقد علیه المحقق الدوانی اذًا فلیست المسئلة الا ممّن لم یتدبرفی العلوم کما حقه. واللّٰه اعلم." (الہام الرحمٰن ج ۲ ص ۵۴)

نیز وہ کہتے ہیں "کہ ہم یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ مہدی کے متعلق زوردار ثبوت بالکل نہیں ہے اسلام کے پہلے دور میں اس کا کہیں نام تک نہیں ملتا، اس دور کے بعد جو کتابیں صحیح اور ضعیف حدیثوں کی جمع شدہ ہیں ان میں تلاش کرنے سے ایسی بیسیوں روایتیں نکل آتی ہیں مگر ان میں سے صحیح ایک بھی نہیں ہے۔"

(بحوالہ انتظار مہدی و مسیح: ص ۳۲۷)

(۲) اسی طرح علامہ اقبال نے یہ کہا ہے کہ "میرے نزدیک مہدی، مسیحیت اور مجددیت کے معلق جو احادیث ہیں وہ ایرانی اور عجمی تخیلات کا نتیجہ ہیں، عربی تخیلات اور قرآن کی صحیح اسپرٹ سے ان کو کوئی سروکار نہیں۔"

(اقبال نامہ حصہ دم خط: ۷۸ ص ۲۲۱)

یہی بات علامہ اقبال نے اپنے خطبات ''تشکیل جدید الہیات اسلامیہ'' کے پانچویں خطبہ کے آخر میں کہی ہے۔ (ص ۲۲۱-۲۲۲)

(۳) مولانا ابوالکلام آزاد بھی ظہور مہدی کا انکار کرتے ہوئے اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ اچھا قرآن کی ایک ایک آیت دیکھ جایئے۔ کہیں آپ کو یہ حکم ملتا ہے کہ ایک زمانہ میں کوئی نیا نبی یا مسیح یا مجدد یا محدث (بالفتح) مبعوث ہوگا اور مسلمانوں کے لیے ضروری ہوگا کہ اسے پہچانیں اور اس پر ایمان لائیں، اگر کوئی ایسا حکم نہیں ملتا تو پھر آپ پر کون سی مصیبت آپڑی ہے کہ بیٹھے بٹھائے اس جھگڑے میں پڑیں اور ایک نئے ایمان اور نئی شراط نجات کے سراغ میں نکلیں۔'' (بحوالہ انتظار مہدی و مسیح: ص ۱۵)

آنجناب سے درخواست ہے کہ ان مشاہیر کے کلام پر تفصیلی گفتگو فرماتے ہوئے ان کے انکار کی حقیقت واضح فرمادیں۔

بینوا توجروا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

(۱) مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم حضرت شیخ الہندؒ کے مشہور شاگرد اور تحریکِ آزادیٔ ہند کے عظیم مجاہدین میں سے ہیں جنھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے لیے لازوال قربانیاں دی ہیں، عظیم کارنامے انجام دیئے ہیں اور راہِ جہاد میں پے در پے مصائب، تکلیفیں اور صعوبتیں برداشت کی ہیں۔ علمائے کرام اور انصاف پسند حضرات نے ہمیشہ ان کی ان خدمات اور کارناموں کی قدر کی ہے، کرتے ہیں، اور کرتے رہیں گے۔

لیکن ...... ان سب کے باوجود یہ بات بھی اپنی جگہ پر صحیح اور حقیقت ہے کہ مولانا مرحوم کچھ شاذ نظریات اور ایسے افکار و تفردات بھی رکھتے تھے جو جمہور امت کے عقیدہ سے مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔ ہمارے متعدد اکابر نے اس کی وضاحت کی ہے۔ ذیل میں اس سلسلہ کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ اپنے ایک مقالہ میں لکھتے ہیں:

"تمام اہل فہم و اربابِ قلم و علم سے پر زور درخواست ہے کہ مولانا مرحوم کی کسی تحریک کو دیکھ کر اس وقت تک اس پر کوئی حتمی رائے قائم نہ فرمائیں جب تک اس کو اصول اور مسلمات اسلامیہ اور ضروریاتِ دین اور عقائد و اعمال اہل سنت والجماعت کے زریں قواعد پر پرکھ نہ لیں۔ اور علیٰ ہذا القیاس مولانا کے کسی کلام کو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ،

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اسلاف واکابر دیوبند کا مسلک
بھی نہ سمجھیں جب تک اس کسوٹی پر اس کو کس نہ لیں۔''

(بحوالہ: التجائے مسافر)

حضرت علامہ مولانا عبدالحی حسنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب نزہۃ الخواطر میں (۸/ ۳۰۷) مولانا مرحوم کے طویل تذکرہ کے بعد لکھتے ہیں:

''وأبدى من الآراء الغريبة، والأفكار الشاذة في السياسة والاجتماع والثقافة والاصلاح: مالم توافق اكثر أصدقائه، وقادة المسلمين وزعمائهم، واتسعت الفجوة بينه وبين العلماء والزعماء. وكان يرى اقتباس الخط اللاطيني، واتخاذ اللباس الافرنجي تفاديا من فرض لباس وطني.''

اسی طرح حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم نقوشِ رفتگاں میں (ص:۸۹) فرماتے ہیں:

''اسی طرح مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم چونکہ حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک کے رکنِ رکین رہے ہیں، اور آزادئ ہند کے لیے انہوں نے بے مثال قربانیاں دی ہیں، اس لیے علمائے دیو بند نے اس جہت سے ہمیشہ ان کی قدر دانی کی ہے، اور جہاں آزادئ ہند کے لیے علماءِ دیو بند کی جدوجہد کا ذکر آتا ہے وہاں مجاہدین کی فہرست میں مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کا نام بھی شامل ہوتا ہے۔

لیکن مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کے نظریات میں دینی اعتبار سے وہ تصلب نہ تھا جو علماءِ دیو بند کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ اسی لیے وہ بعض عقائد واحکام میں وقتاً فوقتاً جادۂ اعتدال سے ہٹ جاتے تھے۔

احقر نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ

اللہ علیہ سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے کسی ایسے ہی نظریے کا اعلان کر دیا تھا جو جمہور علمائے امت کے خلاف تھا تو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو فہمائش کی، اور بات سمجھ میں آنے پر انہوں نے دار العلوم دیو بند کی مسجد میں علی الاعلان اپنی غلطی کا اعتراف اور ندامت کا اظہار کیا۔

لیکن حضرت شیخ الہند کی وفات کے بعد کوئی شخص ایسا نہ رہا جو نظریاتی طور پر ان کی رہنمائی کر سکے۔ اس کے علاوہ ان کے مزاج میں مسلسل مصائب جھیلنے سے تشدد بھی پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ آخری دور میں انہوں نے پھر بعض ایسے نظریات کی تبلیغ شروع کر دی جو جمہور علمائے امت کے خلاف، بلکہ نہایت خطرناک اور زائغانہ تھے۔ ادھر چونکہ علماءِ دیوبند کی جدوجہدِ آزادی میں برابر مولانا سندھی مرحوم کا نام آتا تھا اس لیے خطرہ تھا کہ ان کے نظریات علمائے دیو بند کی طرف منسوب نہ ہوں۔ اس لیے حضرت مولانا بنوریؒ نے نہ صرف مولانا سندھی کے ان نظریات کی تردید کی، بلکہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس طرف متوجہ کیا جو سیاسی جدوجہد میں مولانا سندھی مرحوم کے رفیق رہے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا مدنی قدس سرہ نے مولانا سندھی مرحوم کے ان نظریات کی تردید میں ایک مضمون لکھا جو اخبارِ مدینہ بجنور میں شائع ہوا۔ مولانا سندھی مرحوم کی تردید کے بارے میں یہ تمام تفصیلات احقر نے خود حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنی ہیں اور گذشتہ سال دوبارہ مولانا نے احقر سے ان کی توثیق فرمائی۔" (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: التجائے مسافر ص ۱۴۸۔۱۷۵، از مولانا ابن الحسن عباسی صاحب)

یہ تو ایک بات ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ تفسیر الہام الرحمٰن مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تفسیر نہیں ہے۔ بلکہ یہ املائی تفسیر ہے جو مولانا مرحوم نے اپنے آخری دور کے شاگرد موسیٰ جار اللہ کو املاء کرائی تھی۔ اور املائی کتابوں میں استاد یا مقرر کے علاوہ سامع اور جامع کے الفاظ وتخلیات اور تعبیرات اور کسی قدر اضافات بھی شامل ہوتے ہیں۔

الغرض ان دو اقتباس کی بنیاد پر ہم پورے وثوق اور یقین کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے کہ واقعی مولانا مرحوم اس عقیدہ کے قائل تھے۔

اس تمہید کے بعد سوال میں ذکر کردہ اقتباسوں پر، قطعِ نظر اس سے کہ یہ مولانا مرحوم کے کلام ہیں یا کسی دوسرے کے، ہم مختصر تبصرہ پیش کرتے ہیں:

سائل کے ذکر کردہ دونوں اقباس ان نکات پر مشتمل ہیں:

(۱) صاحب مواقف اور علامہ عضد الدین رحمۃ اللہ علیہما نے ظہورِ امام مہدی کو عقائد اہل السنۃ والجماعۃ میں شمار نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ یہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ نہیں ہے۔

ہمارے نزدیک یہ بات کسی طرح درست نہیں، بلکہ یہ قائل کی کج فہمی پر دال ہے۔

یہاں پہلی بات تو یہ ہے کہ عقائد واعمالِ شرعیہ کا اصل مدار اور سرچشمہ دو چیزیں ہیں: کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور پچھلے صفحات میں ہم نے ناقد محدثین اور علمائے امت کے اقوال کی روشنی میں یہ بات تفصیل سے ذکر کی ہے کہ امام مہدی کا ظہور کثیر احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔ لہٰذا اب امام مہدی کے ظہور کا ثبوت اس پر بالکل موقوف نہیں کہ فلاں متکلم نے اپنی کتاب میں اس کو ذکر کیا بھی یا نہیں۔ اور یہ بالکل بدیہی بات ہے۔

دوسرے یہ کہ مذکورہ مصنفین نے اس بات کا التزام نہیں کیا کہ وہ اپنی کتابوں میں ہر ہر عقیدہ کو ذکر کریں گے، اور نہ انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ اور نہ امت کے علماء نے کبھی یہ سمجھا ہے کہ جو عقیدہ کی بات بھی ان میں مذکور نہ ہو اس کا (العیاذ باللہ) سرے سے انکار کر دیا جائے آپ ان کتابوں کا اول سے آخر تک مطالعہ کرتے جائیں تو

بیسیوں باتیں ایسی پائیں گے جو جمہورِ امت کے اجماعی عقیدے ہیں، جبکہ ان کتابوں میں ان کا کوئی ذکر نہیں۔ آخر خروجِ یاجوج ماجوج تو قرآن سے ثابت ہے، مگر ان میں اس کا بھی ذکر نہیں۔ تو کیا صرف اس کو بنیاد بنا کر ہم خروجِ یاجوج ماجوج کا (والعیاذ باللہ) انکار کر بیٹھیں؟!

تیسرے یہ کہ اگر ان دو حضرات نے اپنی کتابوں میں ظہورِ امام مہدی کا ذکر نہیں کیا تو دوسری طرف جمہورِ علمائے امت کے اس بارے میں واضح ارشادات موجود ہیں جن کی کچھ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ اب ایک انصاف پسند آدمی بخوبی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ کیا وہ ان علمائے امت کے اقوال پر عمل کرے یا بعض حضرات کے اپنے بعض کتابوں میں ظہور مہدی کے عدمِ ذکر کو بنیاد بنا کر اس کا انکار کر دے۔

چوتھے یہ کہ دراصل مذکورہ کتابوں میں زیادہ تر ایسے مسائل زیرِ بحث لائے گئے ہیں جو اختلافی ہیں۔ بالخصوص جن میں خوارج، معتزلہ، قدریہ، جبریہ وغیرہ فرقِ ضالہ کا اختلاف ہے، مثلاً: کلام اللہ مخلوق ہے۔ یا غیر مخلوق، انسان اپنے فعل میں مختار ہے یا نہیں، عذابِ قبر برحق ہے یا نہیں، جنت و جہنم اس وقت موجود ہیں یا نہیں وغیرہ۔ اور جہاں تک اشراطِ ساعت یعنی علاماتِ قیامت کا تعلق ہے تو ان میں ان کا کوئی ذکر نہیں۔ بلکہ علماء نے ان پر الگ کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ لہٰذا ظہور مہدی وغیرہ کا مسئلہ کتب حدیث اور ان جیسی کتابوں میں تلاش کرنا چاہیے۔

اخیر میں اس بات کا ذکر کر دینا بھی مناسب رہے گا کہ "تفسیر الہام الرحمٰن" کے سرورق پر لکھا گیا ہے کہ یہ تفسیر فکرِ ولی اللہی کے اصول پر مرتب کی گئی ہے۔ جبکہ امام مہدی کے ظہور کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہم پیچھے ملاحظہ کر چکے ہیں۔ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا عقیدہ وہی ہے جو جمہورِ امت کا عقیدہ ہے۔ جیسا کہ ان کی کتابوں میں مصرح ہے اسی طرح اس تفسیر میں بیسیوں باتیں ایسی ہیں کہ جن کو فکرِ ولی اللہی کی طرف منسوب کرنا حضرت شاہ صاحبؒ پر سراسر بہتان اور افتراء ہے۔

(ب) اسلام کے پہلے دور میں مہدی کا کہیں نام تک نہیں ملتا، اس دور کے بعد جو کتابیں صحیح اور ضعیف حدیثوں کی جمع شدہ ہیں ان میں تلاش کرنے سے ایسی بیسیوں روایتیں ملتی ہیں۔

پچھلے صفحات میں ہم نے امام مہدی کے بارے میں متعدد واحادیث اور آثارِ صحابہ وتابعین صحیح اور قابل اعتماد اسانید سے ذکر کر چکے ہیں ان میں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ لوگ اس زمانہ کے اکابر سے پوچھا کرتے تھے کہ کیا عمر بن عبدالعزیز مہدی ہیں۔ یہ سب اس کی واضح دلیل ہے کہ قرونِ اولیٰ میں یہ شائع ذائع تھا، اور کیوں نہ ہو جبکہ احادیث صحیحہ مرفوعہ سے ظہورِ مہدی ثابت ہے۔

نیز ہم یہ بھی ذکر کر چکے ہیں کہ نعیم بن حماد کی الفتن، مصنف ابن ابی شیبہ، سنن ابی داؤد، ترمذی ابن ماجہ، مسند احمد وغیرہ میں احادیث مہدی کی ایک بڑی تعداد مذکور ہے۔ نیز صحیح مسلم، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم وغیرہ کے مصنفین نے احادیث مہدی کی روایت کی ہے جن کے مصنفین نے صحت کا التزام کیا ہے۔ جبکہ اول الذکر کتابیں نیز صحیح مسلم بالکل متقدمین ائمہ کی تصنیفات ہیں۔

لہٰذا ان سب کے ہوتے ہوئے مذکورہ قول کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس کا قائل حقیقت سے بالکل ناواقف ہے، اور اپنی لاعلمی کو دوسروں پر حجت بنانا چاہتا ہے۔

(ج) ''مگر ان میں سے صحیح ایک بھی نہیں ہے۔''

احادیث مہدی کے بارے میں امت کے ناقد اور اکابر محدثین کے اقوال و ارشادات آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ لہٰذا مذکورہ بات پر مزید تبصرہ کی چنداں حاجت نہیں ہے۔

(د) علامہ اقبال مرحوم عقائد واعمالِ اہل السنۃ والجماعۃ کے سلسلہ میں قدوہ اور کسوٹی نہیں ہیں، نہ وہ احادیث کی تصحیح وتضعیف کے میدان میں قابل استناد ہیں۔ بالخصوص امت کے جمہورِ محدثین وعلماء نے جن احادیث کو صحیح مانا ہے علامہ کا ان کو رد کرنا کوئی حیثیت اور وزن نہیں رکھتا۔ بلکہ محض اپنے خیال ووہم سے اس طرح احادیث کو رد کر دینا

نہایت جسارت اور خطرناک ہے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قرآن کی صحیح اسپرٹ سے ان احادیث کو کوئی سروکار نہیں، تو اس کے بارے میں مختصر عرض یہ ہے کہ امت کے جمہورِ علماء جن کے فہم قرآن پر امت کو اعتماد ہے، انہوں نے ان احادیث میں قرآن کی صحیح اسپرٹ کے خلاف کوئی بات محسوس نہیں کی۔ یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ احادیث نبویہ جو دراصل قرآن ہی کی تشریح ہیں، وہ قرآن کی صحیح اسپرٹ کے خلاف ہوں۔

(دراصل اس موقع میں ہمیں علامہ مرحوم کی اس بات پر عملدرآمد ہونا چاہیے جو آپ نے اس خط کے شروع میں فرمائی ہے کہ:

''ہاں یہ ٹھیک ہے کہ آپ کو کسی عالم سے یہ سوالات کرنے چاہئیں جو آپ نے مجھ سے کیے ہیں......''

(۳) ''انتظارِ مہدی و مسیح'' اس وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔ معلوم نہیں اس کے مصنف نے مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی یہ بات کہاں سے نقل کی ہے اور اس کی سندی حیثیت کیا ہے۔

ہاں یہ بات اپنی جگہ مشہور اور بالکل درست ہے کہ مولانا مرحوم بہت مسائل میں جمہورِ امت کے خلاف شاذ نظریات اور تفردات رکھتے تھے۔ چنانچہ ان میں سے بعض مسائل میں ان کے موقف کی رد میں حضرت اقدس علامہ محدثِ کبیر مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ نے ایک مقالہ بھی تالیف فرمایا ہے، جو مشکلات القرآن (از امام انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ) کے مقدمہ یتیمۃ البیان میں شامل ہے۔ اسی طرح دوسرے حضرات علماء نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔

جہاں تک اس اقتباس کا تعلق ہے تو اس اقتباس کے مطابق دینی مسلمات میں سے کسی چیز کا انکار محض اس وجہ سے کر دینا کہ اس کا ذکر قرآنِ کریم میں نہیں ہے، نہایت خطرناک، زائغانہ اور گمراہ کن ہے۔ اگر ہر چیز کا ثبوت اس پر موقوف ہے کہ قرآنِ کریم میں اس کا صراحۃً ذکر ہو تو پھر احادیثِ نبویہ علی صاحبہا الصلوات والسلام کی کون سی

ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔

ایسے موقع پر ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشادِ مبارک بار بار پڑھنا چاہیے:

عن المقدام بن معدی کرب قال:

﴿حرم رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم یوم خیبر أشیاء، ثم قال: یوشک أحد أن یکذبنی وھو متکیء علی اریکته یحدث بحدیثی، فیقول: بینا وبینکم کتاب اللّٰه فما وجدنافیه من حلال استحللناہ وما وجدنا فیه من حرام حرمناہ ألاوان ماحرم رسول اللّٰه مثلُ ماحرم اللّٰه﴾

(أخرجه الامام أحمد فی فی مسندہ: ۲۸/۴۲۹ بسند صحیح، وابن حبان فی صحیحه: ۱/۱۰۷، والحاکم فی المستدرک ۱/۱۹۱.۱۹۲ وقال: اناہ صحیح). واللّٰه اعلم بالصواب

سعید احمد عفی عنہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۱۸/۶/۲۴ھ

فہرست مآخذ و مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف
۱	تفسیر ابن کثیر	علامہ ابن کثیرؒ
۲	بخاری شریف	امام بخاریؒ
۳	مسلم شریف	امام مسلمؒ
۴	ترمذی شریف	امام ترمذیؒ
۵	سنن ابوداؤد	امام ابوداؤدؒ
۶	سنن ابن ماجہ	امام ابن ماجہؒ
۷	مسند ابویعلی	امام احمد بن علی المثنی التمیمیؒ
۸	مشکوۃ المصابیح	خطیب تبریزیؒ
۹	مرقاۃ المفاتیح	ملا علی قاریؒ
۱۰	التعلیق الصبیح	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۱۱	مظاہر حق جدید	مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری
۱۲	ترجمان السنۃ	مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ
۱۳	مصنف لابن عبدالرزاق	ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی
۱۴	بذل المجہود فی حل ابی داوٗد	مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ
۱۵	کتاب الفتن	شیخ نعیم بن حمادؒ
۱۶	الاشاعہ لاشراط الساعۃ	سید محمد بن رسول البرزنجیؒ
۱۷	اشراط الساعۃ	شیخ یوسف بن عبداللہ الوابل

۱۸	کتاب البرہان فی علامات مہدی آخرالزمان	شیخ علی متقی ہندیؒ
۱۹	القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر	علامہ ابن حجر ہیتمی مکیؒ
۲۰	مقدمہ ابن خلدون	علامہ ابن خلدون
۲۱	امداد الفتاوی	مولانا اشرف علی تھانویؒ
۲۲	آثار القیامہ فی حجج الکرامہ	نواب صدیق حسن خان
۲۳	علامات قیامت اور نزول مسیح	مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہٗ
۲۴	عقیدۃ المسلم فی ضوء الکتاب والسنۃ	تاج محمد بن عبدالرحمٰن العروس
۲۵	الحاوی للفتاوی	علامہ جلال الدین سیوطیؒ
۲۶	عقائد الاسلام	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
۲۷	التذکرہ	امام قرطبیؒ
۲۸	اختلاف امت اور صراط مستقیم	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
۲۹	آپ کے مسائل اور ان کا حل	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
۳۰	شرح نخبۃ الفکر	علامہ ابن حجر عسقلانیؒ
۳۱	احتساب قادیانیت	مختلف علماء کرام کی تحریرات کا مجموعہ
۳۲	حضرت امام مہدی	مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ
۳۳	انتظار مہدی و مسیح	تمنا عمادی مجیبی
۳۴	ظہور مہدی ایک اٹل حقیقت	مولانا منیر قمر
۳۵	ماہنامہ البلاغ	ترجمان دار العلوم کراچی

کتابوں کی لائبریری میں

مثالی جواہر پارے، پرکشش نکات فکرانگیز وسبق آموز
واقعات، ہزاروں کتابوں میں بکھرے نایاب موتیوں کا
مثالی کشکول اور سینکڑوں لائبریریوں سے مطالعے کا نچوڑ

مؤلف

مولانا ہارون معاویہ

بیت العلوم
ہیڈ آفس: ۲۰۔ نابھہ روڈ چوک پرانی انارکلی۔ لاہور فون: 7352483
برانچ: دکان نمبر ۱۴ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ ۴۰ اردو بازار لاہور فون: 7235996
www.baituluioom.com

دیگر شہروں میں بیت العلوم کے اسٹاکسٹ

﴿ملتان﴾	﴿کراچی﴾	﴿راولپنڈی﴾
بخاری اکیڈمی مہربان کالونی ملتان	ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی	الخلیل پبلشنگ ہاؤس راولپنڈی
کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	بیت القلم گلشن اقبال کراچی	﴿اسلام آباد﴾
بیکن بکس گلگشت کالونی ملتان	کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی	مسٹر بکس سپر مارکیٹ اسلام آباد
کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان	دار القرآن اردو بازار کراچی	المسعود بکس F-8 مرکز اسلام آباد
فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	مرکز القرآن اردو بازار کراچی	سعید بک بینک F-7 مرکز اسلام آباد
اسلامی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	عباسی کتب خانہ اردو بازار کراچی	پیر بک سنٹر آبپارہ مارکیٹ اسلام آباد
دار الحدیث بیرون بوہڑ گیٹ ملتان	ادارۃ الانوار بنوری ٹاؤن کراچی	﴿پشاور﴾
﴿ڈیرہ غازی خان﴾	علمی کتاب گھر اردو بازار کراچی	یونیورسٹی بک ڈپو خیبر بازار پشاور
مکتبہ زکریا بلاک نمبر ۱۰ ڈیرہ غازی خان	﴿کوئٹہ﴾	مکتبہ سرحد خیبر بازار پشاور
﴿بہاول پور﴾	مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ	لندن بک کمپنی صدر بازار پشاور
کتابستان شاہی بازار بہاولپور	﴿سرگودھا﴾	﴿سیالکوٹ﴾
بیت الکتب سرائیکی چوک بہاولپور	اسلامی کتب خانہ پھولوں والی گلی سرگودھا	بنگش بک ڈپو اردو بازار سیالکوٹ
﴿سکھر﴾	﴿گوجرانوالہ﴾	﴿اکوڑہ خٹک﴾
کتاب مرکز فریئر روڈ سکھر	والی کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ	مکتبہ علمیہ اکوڑہ خٹک
﴿حیدرآباد﴾	مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجرانوالہ	مکتبہ رحیمیہ اکوڑہ خٹک
بیت القرآن چھوٹی گٹی حیدرآباد	﴿راولپنڈی﴾	﴿فیصل آباد﴾
حاجی امداد اللہ اکیڈمی جیل روڈ حیدرآباد	کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی	مکتبۃ العارفی ستیانہ روڈ فیصل آباد
امداد الغرباء کورٹ روڈ حیدرآباد	فیڈرل لاء ہاؤس چاندنی چوک راولپنڈی	ملک سنز کارخانہ بازار فیصل آباد
بھٹائی بک ڈپو کورٹ روڈ حیدرآباد	اسلامی کتاب گھر خیابان سرسید راولپنڈی	مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار فیصل آباد
﴿کراچی﴾	بک سنٹر ۳۲ حیدر روڈ راولپنڈی	اقراء بک ڈپو امین پور بازار فیصل آباد
ویلکم بک پورٹ اردو بازار کراچی	علی بک شاپ اقبال روڈ راولپنڈی	مکتبہ قاسمیہ امین پور بازار فیصل آباد